ماہنامہ

جہدِ حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

HRCP

Monthly JUHD-E-HAQ - October 2017 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر 24......شمارہ نمبر 10......اکتوبر 2017

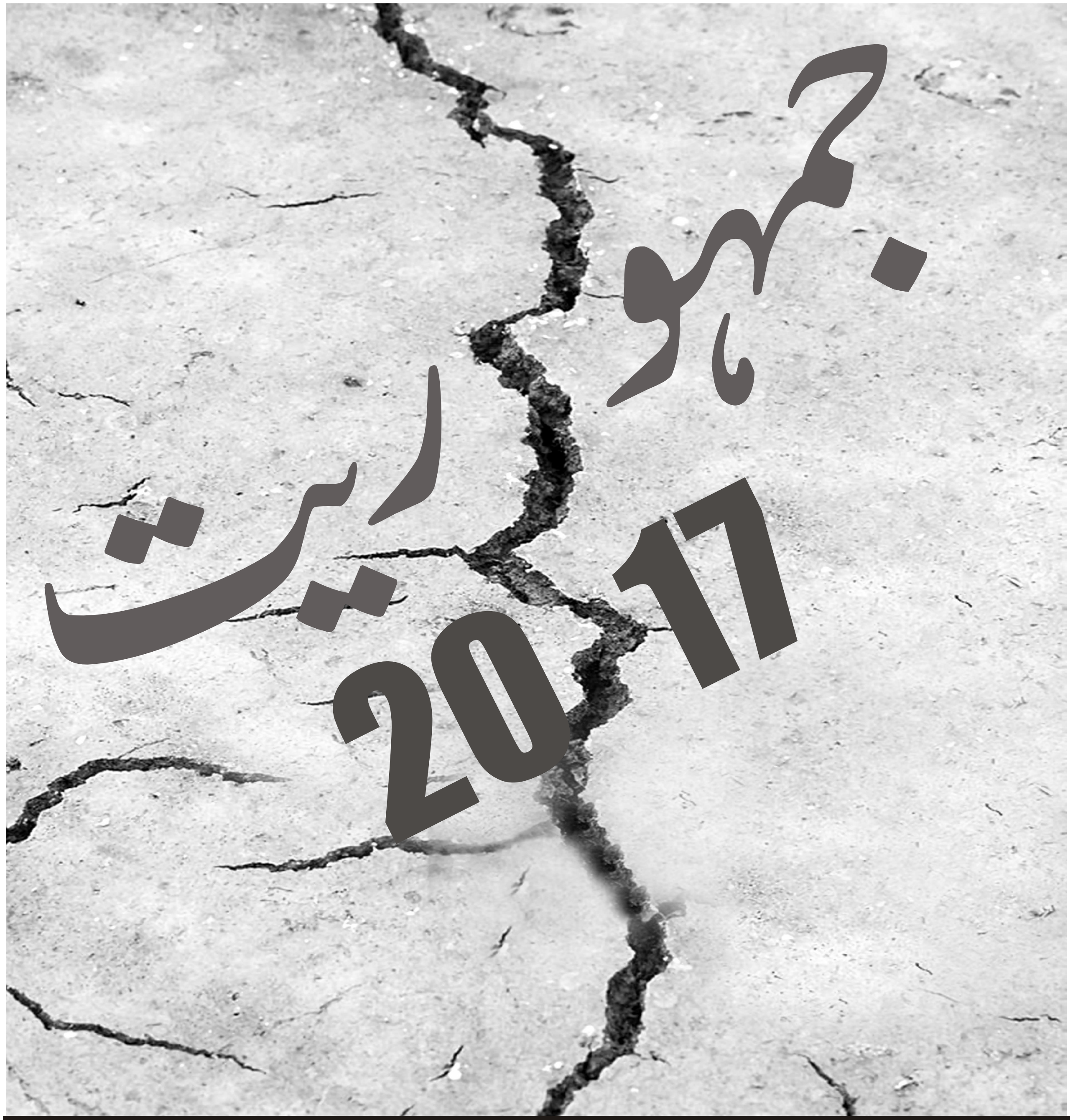

15 ستمبر: جمہوریت کا عالمی دن

10 اکتوبر 2017: ایچ آر سی پی نے ''سزائے موت کے خلاف عالمی دن'' کے موقع پر ملک کے مختلف حصوں میں ریلیوں کا اہتمام کیا

فہرست

ایچ آر سی پی کی جانب سے جاری کردہ پریس ریلیزیں 3
مزید تشویشناک گمشدگیاں 4
متاثرین دیامر بھاشاڈیم کے لیے کٹھن مرحلہ 5
آمر برے لوگ نہیں ہوتے 7
صحافت کے خلاف شرارت 8
عورت سوال اٹھاتی ہے 10
عالمی یوم جمہوریت: قومی اداروں کا استحکام 11
دھند میں لپٹا میدان کارزار 12
تعلیم یافتہ دہشت گرد 14
روہنگیا کون ہیں؟ 15
عقل کے ناخن لیں؟ 16
چین کیوں مغرب کی بولی بولنے لگا؟ 17
عقائد پر بحث ایک مناسب موضوع نہیں 18
تانیہ خاصخیلی اور اک خطرناک درندہ 20
جبری گمشدہ افراد کا عالمی دن 21
عورتیں 24
کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا/جنسی تشدد 28
بچے 34
تعلیم/اقلیتیں 35
قانون نافذ کرنے والے ادارے 36
الف اقلیت سے ع عقلیت تک: لفظ اور معنی کا سفر 38
خودکشی کے واقعات 39
اقدام خودکشی کے واقعات 45

اظہار رائے کی آزادی پر حملے کی ہر کوشش کی مزاحمت کی جائے گی

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے ایک مجوزہ قانونی مسودے پر شدید خدشات کا اظہار کیا ہے جس کا بظاہر مقصد پرنٹ میڈیا کی زبان بندی ہے اور کہا ہے کہ سول سوسائٹی ایسی کسی بھی کوشش کی مزاحمت کرے گی۔

پیر کو جاری ہونے والے ایک بیان میں کمیشن نے کہا: ''ایچ آر سی پی کو پاکستان پرنٹ میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پیمرا) آرڈیننس 2017 کے مجوزہ مسودے کی تشہیر پر شدید تشویش ہے۔ اس قانونی مسودے میں پابندیوں اور سزاؤں کے اطلاق کا مطالبہ کیا گیا ہے جن میں اشاعتی لائسنس کی ہر سال تجدید کی شرط اور حکام کو کسی بھی اخبار کے اعلامیے کو منسوخ کرنے کے اختیارات دینے کا مطالبہ بھی شامل ہے۔ 'مسودے' جس کا آج (پیر) پرنٹ میڈیا ریگولیٹر، پریس کونسل پاکستان نے جائزہ لینا تھا، نے سول سوسائٹی اور اظہار رائے کی آزادی کے حامیوں کو صدمے سے دوچار کیا ہے۔ اس صدمے کی وجہ نہ صرف مسودے کے مندرجات ہیں بلکہ ایک عجیب طریقے سے اس کا منظر عام پر آنا اور اس عمل میں متعلقہ فریقین کو اعتماد میں نہ لینا بھی اس کی وجوہ ہیں۔

''وفاقی وزیر اطلاعات نے کہا ہے کہ ان کا مجوزہ قانونی مسودے سے کوئی تعلق نہیں اور اراکین پارلیمان کو بھی اس سے لاعلم رکھا گیا ہے۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ مسودہ کہاں سے اور کس کے ایماء پر اچانک نمودار ہوا ہے۔

ذرائع ابلاغ کی آزادی اور عام طور پر اظہار رائے کی آزادی انتہائی اہم معاملات ہیں جن کے لیے صحافیوں اور سول سوسائٹی کے جانباز کارکنوں نے عظیم قربانیاں دی ہیں۔ اس معاملے کو زیر بحث لانے کی یہی ایک وجہ ہی کافی ہے تاکہ تمام فریقین اس عمل کا حصہ بن سکیں۔

''پرامید ہیں کہ وزیر اطلاعات نے اس حوالے سے جوانکوائری کروانے کا عہد کیا ہے، وہ فوری طور پر کروائی جائے گی اور اس کے نتائج بغیر کسی تاخیر کے منظر عام پر لائے جائیں گے۔

''ایچ آر سی پی اظہار رائے کی آزادی کا گلا گھونٹنے کی تمام کوششوں کی شدید مذمت کرتا ہے اور زور دے کر کہتا کہ اس قسم کے کوئی بھی اقدام باشعور شہریوں کے غم و غصہ کا موجب بنیں گے۔ ایچ آر سی پی جمہوری معاشرے کی اساس سمجھی جانے والی ان بنیادی آزادیوں کے دفاع، تحفظ اور توسیع کی حالیہ جدوجہد میں صحافیوں اور تمام شہریوں کے شانہ بشانہ کھڑا ہے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 11 ستمبر 2017]

ترک خاندان کی فوری رہائی یقینی بنائی جائے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے پاکستان۔ ترک سکول سسٹم کے سابق ڈائریکٹر کاچماز اور ان کی دو بیٹیوں کی فوری رہائی یقینی بنانے کا مطالبہ کیا ہے، جنہیں آج لاہور سے اغواء کیا گیا ہے۔ یہ خاندان اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے پناہ گزین (یو این ایچ سی آر) کے جاری کردہ پناہ گزین سرٹیفکیٹ کے تحت گزشتہ ایک سال سے پاکستان میں رہائش پذیر تھا اور انہیں نومبر 2017ء تک پاکستان میں ٹھہرنے کی اجازت تھی۔

انہیں سادہ کپڑوں میں ملبوس 20 سے زائد افراد نے اٹھایا جن میں چند خواتین بھی شامل تھیں۔ مغوی خاندان کو مارا پیٹا گیا، ان کے ساتھ بدسلوکی کی گئی اور ان کے ہاتھ باندھ کر ایک ویگن میں ڈالا گیا۔ انہیں ایک گھر لے جایا گیا جو تمام گھریلو ساز و سامان سے آراستہ معلوم ہوتا تھا۔ وہاں کئی افراد پہلے سے موجود تھے جوان سے باز پرس کرتے رہے۔ ان کے ایک ہمسائے نے احتجاج کیا تو انہیں بھی اٹھا لیا گیا مگر بعد ازاں انہیں چھوڑ دیا گیا۔ وہ کاچماز خاندان کے ساتھ ہونے والے تشدد کے چشم دید گواہ ہیں۔

ایچ آر سی پی نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ کاچماز خاندان کو فوری طور پر رہا کیا جائے اور انہیں ملک بدر نہ کیا جائے کیونکہ ایسی مستند اطلاعات موصول ہوئیں کہ دیگر ترک ماہرین تعلیم کو ترکی پہنچنے پر گرفتار کیا گیا اور بعد ازاں انہیں تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 27 ستمبر 2017]

مزید تشویشناک گمشدگیاں

آئی۔اے۔رحمان

پاکستان نے 30 اگست کو لاپتہ افراد کا عالمی دن منایا اور وہ بھی ایسے وقت میں جب زندگی اور آزادی پر اس حملے نے انتہائی سنگین شکل اختیار کرلی ہے۔

اس وقت سندھ جبری گمشدگیوں کی زد میں ہے۔ سندھ میں لاپتہ افراد کے معاملات پر نظر رکھنے والی تنظیم سندھ ہیومن رائٹس ڈیفنڈرز کا کہنا ہے کہ رواں سال یکم جنوری کے بعد سے 120 لوگ لاپتہ ہوچکے ہیں جن میں سے 84 افراد لوگ صرف اگست کے مہینے میں (22 اگست تک) غائب ہوئے۔

یہ حقیقت بھی انتہائی پریشان کن ہے کہ لاپتہ قرار دیئے گئے افراد میں سے آٹھ وہ ہیں جو جبری گمشدگیوں کا شکار افراد کی بازیابی کی جدوجہد کررہے تھے۔ ان میں وائس آف مسنگ پرسنز کے جنرل سیکرٹری پنہل ساریو، دادو کے عباس لنڈ، صحافی غلام رسول برفت، ادیب انعام اللہ عباسی، رضا جروار، مٹھی کے پرتاب شیوانی اور نصیر قمبر اور حیدرآباد کے شعیب کوریجو شامل ہیں۔ ان میں سے آخری تینوں تو اپنے گھروں کو لوٹ آئے جبکہ باقی پانچوں کے متعلق ابھی تک کسی کو کچھ علم نہیں ہے۔ اور جیسا کہ ایسے معاملات میں ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے کہ جو لوگ گھر واپس آئے ہیں وہ کسی سے بات نہیں کررہے۔ وہ صرف اپنے رشتے داروں کے ذریعے ہی کوئی پیغام دیتے ہیں اور وہ بھی انتہائی کم سے کم الفاظ میں۔ یہ ممکن ہے کہ وہ لوگ کسی انتقامی کارروائی کے خوف سے خاموش رہنے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ پھر بھی حکام اور سول سوسائٹی کی تنظیموں کی یہ مشترکہ ذمہ داری ہے کہ وہ سپریم کورٹ کی اس ہدایت پر عمل کریں جس میں کہا گیا ہے کہ جو لاپتہ افرد واپس آگئے ہیں ان کے بیانات ریکارڈ کئے جائیں۔

جبری گمشدگیوں میں ملوث ریاستی عہدیداروں کی شناخت کوئی راز نہیں ہے۔ حکام کو صرف اس بات کو سمجھنا ہے کہ لاپتہ افراد کو ان کے نظریات کی وجہ سے اٹھایا گیا یا پھر سیاسی وابستگی کی بنیاد پر۔ اس تاثر کو ختم کرنے کی ضرورت ہے کہ رائے اور وابستگی کی آزادی ختم ہوتی جارہی ہے۔

اس وقت پاکستان کو عالمی تنظیموں کی طرف سے مسلسل تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ پاکستان نے اقوام متحدہ کے جبری گمشدگیوں پر بنائے گئے ورکنگ گروپ کے معاملات کے حوالے سے کوئی کارروائی نہیں کی۔ گزشتہ ماہ اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کی کمیٹی نے سیاسی اور شہری حقوق پر پاکستان کی ابتدائی رپورٹ سننے کے بعد اپنے اختتامی کلمات میں پاکستان میں جبری گمشدگیوں کی طرف اشارہ کیا اور پاکستان سے کہا کہ وہ کسی شخص کو غائب کرنے کے عمل کو جرم قرار دے، متاثرین کے خاندانوں کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے اور ایسا طریقہ کار وضع کرے جس سے متاثرین کو معاوضے کی ادائیگی ممکن ہوسکے۔

ایک مرتبہ پھر پاکستان سے کہا گیا کہ وہ جبری گمشدگیوں کی انکوائری کرنے والے کمیشن کے اختیارات، استعداد کار، مالی اور افرادی وسائل میں اضافہ کرے۔ اگر ہم کمیشن کی کارکردگی پر غور کریں تو یہ واضح ہوجائے گا کہ یہ سفارش کیوں کی گئی ہے۔

اس کمیشن کو ان تین ریٹائرڈ ججوں کے کمیشن سے صرف 138 کیس ورثے میں ملے تھے جنہوں نے 2010 میں اس معاملے کو نمٹایا تھا۔ اگرچہ اس نئے کمیشن کی سربراہی سپریم کورٹ کے سابق جج جاوید اقبال کررہے تھے لیکن یہ کمیشن اپنے مینڈیٹ کے تقاضوں کے مطابق زیادہ بااختیار نہیں ہے۔ یہ نہ تو عدالتی کمیشن ہے نہ ہی کوئی بااختیار ادارہ بلکہ یہ وزارت داخلہ کے نوٹیفکیشن کے تحت قائم کردہ انکوائری کمیشن ہے۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی نظر میں اس کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

ایک مرتبہ پھر پاکستان سے کہا گیا کہ وہ جبری گمشدگیوں کی انکوائری کرنے والے کمیشن کے اختیارات، استعداد کار، مالی اور افرادی وسائل میں اضافہ کرے۔ اگر ہم کمیشن کی کارکردگی پر غور کریں تو یہ واضح ہوجائے گا کہ یہ سفارش کیوں کی گئی ہے۔

اس کمیشن نے یکم مارچ 2011 کو کام شروع کیا تھا اور جون کے آخر تک اسے 4059 مقدمات مل چکے تھے جن میں سے اس نے 2801 مقدمات کو نمٹا دیا ہے جبکہ 1258 مقدمات ابھی بھی زیرالتوا ہیں۔ کمیشن کے پاس 31 دسمبر 2016 تک بھی 1219 مقدمات زیرالتواء تھے اس سے ہمیں ایک ایسی کہانی پتہ ہوتی ہے جس کی کسی بھی صورت تعریف نہیں کی جاسکتی۔

جن مقدمات کا فیصلہ کیا گیا ہے ان میں بھی مقدمات نمٹانے کا ایک عجیب طریقہ کار پوشیدہ ہے۔ مثال کے طور پر رواں سال جون میں 45 مقدمات نمٹائے گئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ 45 لاپتہ افراد واپس اپنے گھر والوں سے آملے بلکہ اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ 45 افراد کی موجودہ حیثیت کی تصدیق ہوگئی۔ ان میں سے 22 گھر واپس آگئے جبکہ 23 گھر واپس نہیں آئے۔ ان 23 میں سے دو گھر سے دور مرچکے ہیں، پانچ حراستی مراکز میں قید ہیں، سات کو مختلف جرائم کے الزامات میں مقدمات کا سامنا ہے اور نو مقدمات کو مختلف بنیادوں پر خارج کردیا گیا۔

2011 کے بعد سے سب سے زیادہ افراد خیبر پختونخواہ میں لاپتہ ہوئے (1 5 5 5) اس کے بعد سندھ کا نمبر تھا (1 0 4 7)، پھر پنجاب (8 5 8) اور آخر میں بلوچستان (284)۔ مقدمات نمٹانے کا طریقہ کار دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ سندھ میں 72.2 فیصد مقدمات نمٹائے گئے یعنی 1047 میں سے 756 کیسز کا فیصلہ ہوا۔ اس کے بعد پنجاب میں یہ شرح 51.3 فیصد رہی جہاں 440 مقدمات نمٹائے گئے۔ خیبر پختونخواہ میں 41.2 فیصد کی شرح سے 657 کیس نمٹائے گئے۔ جبکہ بلوچستان میں یہ شرح سب سے کم یعنی 36.6 فیصد رہی 284 میں سے 104 مقدمات نمٹائے گئے۔

ان اعداد و شمار پر بہت زیادہ غوروخوض کی ضرورت ہے۔ لاپتہ افراد کی واپسی کے تمام ہی معاملات میں واپسی کی اطلاع پولیس نے فراہم کی ہے۔ آخر کمیشن پولیس افسروں سے کیوں نہیں کہہ سکتا کہ وہ اس شخص کو پیش کریں جس کا انہوں نے سراغ لگایا ہے؟ کیونکہ ایسا کرنے کی صورت میں ہی کمیشن متعلقہ شخص کے لاپتہ ہونے کی تاریخ، اس کی بازیابی اور دیگر ضروری معلومات کا اندراج کرسکتا ہے۔

یہ بات واضح ہے کہ اس سارے نظام پر نظرثانی کی ضرورت ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ ایک ایسا کمیشن قائم کیا جائے جس کے پاس وسیع اختیارات، مناسب عملہ اور مالی وسائل موجود ہوں اور جو صرف لاپتہ افراد کا پتا ہی نہ لگائے بلکہ انہیں اغوا کرنے والوں کی بھی نشاندہی کرے تاکہ ان پر مقدمات چلائے جاسکیں اور اس کے ساتھ یہ کمیشن متاثرہ خاندانوں کیلئے معاوضے کا بھی تعین کرے۔

تاہم اس سے پہلے حکومت کو لاپتہ افراد پر عالمی میثاق کی توثیق اور جبری گمشدگیوں کو فوجداری قوانین میں شامل کرنا ہوگا۔ مزید یہ کہ 2010 میں ججوں کے کمیشن نے جو رپورٹ تیار کی تھی اسے عوام کے سامنے لایا جائے۔ اگر اس میں کوئی ایسی حساس معلومات ہیں جنہیں حکومت عوام کے سامنے نہیں لانا چاہتی تو بند کمرے میں پارلیمان کا اجلاس طلب کرکے یہ معلومات اراکین پارلیمان کو فراہم کی جائیں۔ اگر ججوں کے کمیشن نے کوئی ایسا طریقہ تجویز کیا تھا جس پر عمل کرکے ہمیں جبری گمشدگیوں کے داغ سے چھٹکارہ مل سکتا ہے تو اس رپورٹ کو صرف ریکارڈ روم میں ضائع نہیں ہونے دینا چاہیے۔

سب سے آخر میں، اس وقت صورتحال یہ ہے کہ لاہور سے لاپتہ ہونے والی سماجی کارکن اور صحافی زینت شہزادی کے گھر والوں کو بتایا گیا ہے کہ وہ مزید انتظار کریں کہ وہ اس صورتحال میں پرامید رہیں جبکہ کوئی امید نظر نہیں آتی۔ ہر امید کے برخلاف صرف انتظار کریں۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

متاثرین دیامر بھاشا ڈیم کے لئے کٹھن مرحلہ

مجیب الرحمان

ضلع دیامر تاریخی اور جغرافیائی لحاظ سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔اپنے مخصوص محل وقوع اور روایات وثقافت کے اعتبار سے دنیا بھر میں اپنی منفرد حیثیت رکھتا ہے۔اس کی ایک ایک چٹان اور ایک ایک چپے میں ایک تاریخ محفوظ ہے۔اسی ضلع کو گلگت بلتستان کا گیٹ وے ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔اس ضلع کو زمانہ قدیم سے تجارتی راہداری کے مقاصد کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے۔دریائے سندھ کا ایک طویل حصہ بھی اس ضلع کے دامن سے گزرتا ہے۔2006 میں حکومت پاکستان کی جانب سے ملک میں پانی کے ذخائر اور بجلی کی پیداوار بڑھانے کے لئے ڈیم بنانے کا فیصلہ ہوا تو دنیا کا سب سے بڑا کنکریٹ ڈیم بنانے کے لئے دیامر کی جغرافیائی ساخت کا انتخاب ہوا۔اس وقت کے حکمران آرمی چیف جنرل پرویز مشرف نے بذات خود آکر اس وقت زمین کی تقریب کا افتتاح کیا۔اور ڈیم کی تعمیر کے لئے عوام دیامر سے ہر ممکن تعاون اور مدد کی بھی یقین دہانی کی۔اور عوام کو مراعات اور مالی فوائد کے سبز باغ بھی دکھائے۔افتتاحی تقریب میں دیامر کے منتخب نمائندوں نے ملکی مفاد اور استحکام کی خاطر ڈیم کی تعمیر کے لئے سر تسلیم خم کیا۔جس کے بعد ڈیم کی فزیبلٹی رپورٹ پر کام کا آغاز ہوا۔2008 میں پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں ڈیم کی تعمیر کی منظوری ہوئی یوں اٹھارہ اکتوبر 2011 کو اس وقت کے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے ڈیم کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔اسکے بعد ڈیم کے لئے حصول اراضی واپڈا کالونی کی تعمیر کا بھی آغاز ہوا۔

ضلع دیامر جہاں اپنے مخصوص محل وقوع اور جغرافیائی اہمیت کا حامل ہے وہاں شاندار روایات کا بھی مظہر ہے۔یہاں کے باسی سادہ لوح امن پسند مہمان نواز اور اسلام پسند ہیں۔وہی پر جذبہ حب الوطنی بھی انکے دلوں میں بھری پڑی ہے۔مملکت خداداد کی سالمیت اور استحکام کی خاطر اہلیان دیامر نے اپنی تمام تر املاک،آباؤ اجداد کی قبریں،مساجد،تاریخی ورثے سمیت اپنی تمام تر روایات کو قربان کرنے کا فیصلہ کر لیا۔حکومت ،واپڈا اور متاثرین کے مابین اراضی املاک کی قیمتیں مختص کرنے سمیت دیگر معاہدے بھی ہوئے۔جس کے بعد متاثرین کے املاک و اراضی کے معاوضوں کی ادائیگی کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔

اب متاثرین دیامر بھاشا ڈیم کی املاک و اراضیات کے معاوضوں کی ادائیگی کا سلسلہ آخری مراحل میں ہے۔امید ہے کہ جلد ہی معاوضوں کی ادائیگی کا سلسلہ مکمل ہو جائے گا۔جس کے بعد دنیا کے سب سے بڑے کنکریٹ ڈیم کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا۔جس کے بعد متاثرین اپنے قیمتی سرمایے جہاں پر انہوں نے اپنی زندگی گزاری آباؤ اجداد کی یادیں سب کچھ چھوڑ کر کہیں اور جا بسیں گے۔جہاں ایک نئی زندگی کا آغاز کریں گے۔یہاں پر مجھے تربیلا ڈیم سے متاثرہ ایک ضعیف العمر شخص کے آنسو بھی یاد آنے لگے۔رواں سال غازی ہیملیٹ میں تربیلا ڈیم سے متاثرہ ایک 87 سالہ بزرگ سے ملاقات ہوئی سوال کیا کہ ڈیم بننے سے آپ کی زندگی میں کیا تبدیلی آئی اور کیا مشکلات پیش آئیں۔تو اس بزرگ نے کہا کہ انہوں نے ملک کی تعمیر وترقی اور استحکام کی خاطر قربانی دی ہے جس پر انہیں فخر ہے۔ہمیں کچھ نہ بھی ملا تو ہم خوش ہیں۔کیونکہ ہماری وجہ سے ہمارا ملک روشن ہو رہا ہے۔ہمارے کسی بھائی کے گھر میں اجالا تو ہو رہا ہے اور کسی کسان بھائی کی زمین سیراب ہو رہی ہے۔جب مشکلات کا ذکر کرنے لگے تو انکے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ان کا کہنا تھا کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کی بنائی ہوئی بستی میں اپنی روایات اور یادوں سے بھری پرسکون زندگی گزار رہا تھا۔کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں تھی گھر کے ساتھ کھیتوں میں سبزیاں اور پھل اگتے تھے۔سال بھر ان کا گزر بسر آرام سے ہوتا تھا۔رشتہ دار دوست احباب ساتھ ہوا کرتے تھے۔ایک دوسروں کی غم خوشی میں آجا سکتے تھے۔ڈیم کی وجہ سے ساری یادیں سارے یار دوست رشتہ دار بچھڑ گئے۔آباء و اجداد کی قبروں پر فاتحہ خوانی سے بھی محروم ہو گئے۔کوئی رشتہ دار سندھ میں آباد ہوا تو کوئی پنجاب،کوئی خیبر پختونخواہ تو کوئی کہیں اور ایک دوسروں کے غم خوشی میں شریک ہونے سے بھی رہ گئے ہیں۔اب رہائشی پلاٹ دئے گئے ہیں اس میں مشکل سے سر چھپانے کے لئے مکان بنایا ہے۔ہر چیز بازار سے خرید کر کھانے پر مجبور ہیں۔ڈیم کو بنے کئی سال بیت گئے ہیں مگر ہماری حالت تاحال سنبھل نہیں سکی ہے۔باباجی کا اتنا کہنا تھا کہ آواز مزید بھاری ہوگئی اور ہچکیاں لیتے ہوئے کہا کہ میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ وہ کسی کو بھی اپنی جھونپڑی سے بھی مہاجر نہ کر دے۔جس کے بعد باباجی مسلسل روتے رہے اور ہچکیاں لیتے رہے۔قارئین کرام یہاں میں آپ کو بتاتا چلوں کہ تربیلا ڈیم کی تعمیر سے متاثرہ افراد کو حکومت کی جانب سے غازی ہیملیٹ اور ٹوپی ہیملیٹ دو نئی بستیاں بنا کر دوبارہ آباد کر دیا گیا ہے۔مگر اکثر متاثرین ملک کے دوسرے شہروں میں آباد ہوئے ہیں۔

دیامر کے متاثرین کو بھی اپنی سنہری یادوں،تاریخ اور روایت قربان کرنے کی مشکل گھڑی آن پہنچی ہے۔اور بچپن لڑکپن جوانی بڑھاپا آباؤ اجداد کی ہاتھوں کی بنی عمارتیں ان کے انمٹ نقوش یادیں یار دوست ہمسایہ رشتہ دار الغرض ہر چیز ان سے چھن جانے والی ہے۔کوئی بھی شخص اپنی جھونپڑی کو بھی خوشی سے نہیں چھوڑ سکتا۔اتنا بڑا فیصلہ کبھی نہ بھولنے والا کوئی صدمے سے ہرگز کم نہیں ہے۔اس صورتحال اور تکلیف دہ کیفیت کو وہ شخص بہتر سمجھ سکتا ہے جو اس مرحلے سے گزرا ہو۔

گزشتہ دنوں اخبارات میں ایک شہ سرخی نظر سے گزری جس میں نو منتخب پیپلز پارٹی کے صدر امجد حسین کے نام سے منسوب ایک بیان جس میں انہوں نے کہا تھا کہ دیامر میں متاثرین ڈیم کو حد سے زیادہ معاوضہ ادا کیا جا رہا ہے۔اس سے قبل بھی وزیر اعظم پاکستان نواز شریف صاحب نے بھی سابقہ دور حکومت میں متاثرین سے مقرر کئے گئے اراضی کی قیمتوں پر نوٹس لیتے ہوئے ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی تھی۔اور کہا تھا کہ ڈیم متاثرین کو زمین کی قیمت مارکیٹ ریٹ سے زیادہ کیوں دی جا رہی ہے۔مجھے ان بیانات اور اقدامات پر سخت افسوس اور حیرت ہوئی۔متاثرین کو کہاں فی کنال کے کروڑوں روپے دئے جا رہے ہیں؟اس وقت دیامر کے ضلعی ہیڈ کوارٹر چلاس میں اراضی کو تین کیٹیگریز میں تقسیم کر دی گئی ہے۔جس میں مضروعہ زمین کی قیمت فی کنال تیرہ لاکھ 75 ہزار غیر مضروعہ زمین کی قیمت پانچ لاکھ،بنجر اراضی فی کنال تین لاکھ بارہ ہزار پانچ سو روپے تجارتی اراضی کی قیمت دی جا رہی ہے جبکہ تھور ہڈر گوہر آباد،کھنبری اور دیگر علاقوں میں مضروعہ اراضی کی قیمت بمشکل آٹھ لاکھ اور اس سے بھی کم دی گئی ہے۔جبکہ ان علاقوں میں انڈر چینل اراضی فی کنال ایک لاکھ روپے دی گئی ہے۔دیامر میں اس وقت بنجر،سنگلاخ اراضی کی قیمت چالیس سے پچاس لاکھ روپے فی کنال ہے۔جہاں پر نہ پانی ہے اور نہ کوئی اور سہولت۔ملک کے دوسرے شہروں میں بھی قیمتیں اس سے بھی زیادہ ہیں۔مکانات کے معاوضے بھی اونٹ کے منہ میں زیرے کے برابر ہیں۔ایک پختہ کمرے کی قیمت دو سے چار لاکھ بمشکل دئے جا رہے ہیں۔مہنگائی کے اس دور میں ایک مکان کی تعمیر پر لاگت دوگنی آتی ہے۔ایک عام متاثرہ شخص جس کے پاس تین کمروں کا مکان تھا اب معاوضے کی ملنے والی رقم سے وہ ایک کمرہ بھی دوبارہ تعمیر نہیں کروا سکتا ہے۔

بلاشبہ دیامر کے عوام کی ملک کی تعمیر وترقی اور استحکام کی خاطر دی جانے والی اس عظیم قربانی کو تاریخ میں سنہرے الفاظ سے ضرور لکھا جائے گا۔متاثرین کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے بجائے ان کی دادرسی کی ضرورت ہے۔انہیں سہارا دیا جائے نہ کہ ان کی دل آزاری کی جائے۔حکومت بھی متاثرین سے کئے گئے وعدے نبھائے اور فوری طور پر متاثرین کی دوبارہ آبادکاری کو یقینی بنانے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کرے۔واپڈا معاہدے کے تحت متاثرین کو جلد از جلد ماڈل گاؤں میں پلاٹس فراہم کرے تاکہ متاثرین معاوضے کی رقم سے اپنے سر چھپانے کے لیے چھت بنا سکیں۔دیامر بھاشا ڈیم کی زد میں آنے والے عظیم ثقافتی ورثے کو حسب وعدہ میوزیم بنا کر وہاں محفوظ کیا جائے تاکہ ہماری عظیم ثقافت اور روایات محفوظ ہو سکیں آنے والی نسلیں اس عظیم ورثے سے استفادہ حاصل کر سکیں۔

پاورلوم ورکرز کی ہڑتال

ٹوبہ ٹیک سنگھ حکومتِ پنجاب کی جانب سے جاری کردہ گزٹ نوٹیفکیشن کے مطابق اجرت اور دیگر بنیادی سہولیات سے محروم ضلع ٹوبہ کی لگ بھگ اڑھائی سو پاورلوم فیکٹریوں میں کام کرنے والے سات ہزار سے زائد مزدور گزشتہ دو ہفتوں سے کام چھوڑ ہڑتال اور احتجاجی مظاہرہ کر رہے ہیں۔شہر کے شہباز چوک میں مظاہرہ کرنے والوں کا مؤقف ہے کہ حکومتی اعلانات کے باوجود فیکٹری مالکان کی جانب سے انہیں اُجرت پوری نہیں دی جاتی لہذا وہ اپنے مطالبات پورے ہونے تک ہڑتال جاری رکھیں گے۔رواں سال جولائی میں حکومت پنجاب کی جانب سے جاری ہونے والے نوٹیفکیشن کے مطابق پاورلومز پر آٹھ گھنٹے تک کام کرنے والے مزدور کی یومیہ اجرت 665 روپے مقرر کی گئی ہے جبکہ سوشل سیکورٹی اور ایمپلائز اولڈ ایج بینیفٹ کارڈز (ای او بی آئی) کو بھی مزدور کا بنیادی حق قرار دیا گیا ہے۔لیکن ٹوبہ میں اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ایک مزدور سے چھ پاورلومز پر بیک وقت 12 گھنٹے کام لیا جارہا ہے جس کے اسے ساڑھے چار سو سے پانچ سو روپے یومیہ ادا کیے جاتے ہیں۔دوسری جانب سات ہزار سے زائد مزدوروں میں سے صرف 350 مزدوروں کے پاس سوشل سیکورٹی کارڈز ہیں جبکہ ای او بی آئی کارڈ کسی ایک مزدور کا بھی نہیں بنا ہوا۔ ہڑتال اور احتجاج کے حوالے سے ٹیکسٹائل پاورلومز گارمنٹ ورکرز یونین پنجاب کے ضلعی صدر ندیم اشرف جوگی نے ایچ آر سی پی کے کارکن سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ مزدوروں کی طرف سے اجرت بڑھانے کے مطالبے پر ٹوبہ میں مالکان نے 42 پاورلومز فیکٹریاں بند کر دی ہیں جس کے باعث چھ سو سے زائد مزدور بے روزگار ہوگئے ہیں۔فیکٹری مالکان اپنا منافع اور سرمایہ بڑھانے کے لیے مزدور کو اُس کی اجرت پوری نہیں دیتے جس کے باعث مزدور کے بچے بنیادی سہولیات سے بھی محروم رہتے ہیں۔اُن کے بقول ٹوبہ میں کوئی بھی پاورلوم فیکٹری مالک مزدور کو یومیہ ساڑھے چار سو روپے سے زیادہ اجرت دینے کو تیار نہیں اور کام بھی آٹھ گھنٹے کی بجائے بارہ، بارہ گھنٹے لیا جارہا ہے۔ جب مزدور چپ چاپ کم اجرت پر رضامند تھے تو مالکان فیکٹریاں چلا رہے تھے، اب سرکاری نوٹیفکیشن کے مطابق اجرت مانگی ہے تو جواب ملا کہ ''ہم تو پہلے ہی خسارے میں جا رہے ہیں، تمہاری اجرت کہاں سے بڑھائیں''، مظاہرے میں شریک ایک مزدور کرم الٰہی نے کہا کہ دو ماہ قبل جب نوٹیفکیشن جاری ہوا تو اسی وقت سے وہ محکمہ لیبر ویلفیئر کے دفتر کے چکر لگا رہے ہیں۔محکمہ لیبر والے ہمیں ہر بار کوئی نہ کوئی بہانہ لگا کر ٹرخا دیتے ہیں۔یہ تو محکمے کے افسران کی ذمہ داری ہے کہ وہ نوٹیفکیشن پر عمل درآمد کرواتے ہوئے ہمارا حق ہمیں دلوائیں مگر انہیں اس سے کوئی غرض نہیں۔'ایک اور مزدور اختر عباس نے بات کرتے ہوئے کہا کہ؛ ہمیں سرکاری نوٹیفکیشن کے مطابق اجرت نہیں ملے گی تو یہ کام چھوڑ کر کوئی دوسرا کام کر لیں گے تا کہ مالکان کو بھی پتا چلے کہ مزدور کی کیا اہمیت ہوتی ہے۔'دوسری جانب ٹوبہ میں تعینات اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر محمد شہباز نے کہا کہ انہوں نے مالکان پر زور ڈالا ہے کہ وہ حکومت کی طرف سے مقررہ اجرت کے مطابق مزدوروں کو ان کی اجرت دیں لیکن مالکان کا کہنا ہے کہ ان کے اخراجات پہلے ہی بہت زیادہ ہیں اس لئے انہوں نے اپنی فیکٹریاں ہی بند کر دی ہیں۔انھوں نے مزید کہا کہ مزدوروں کے حقوق کے تحفظ کے لیے محکمہ اپنے تمام دستیاب وسائل اور اختیارات کا استعمال کر رہا ہے اور اُن کی کوشش ہے کہ مالکان اور مزدوروں کے مابین مصالحت ہو جائے۔اُن کے بقول وہ مزدوروں کو سوشل سیکورٹی اور ای او بی آئی کارڈز کی فراہمی کے لیے بھی متعلقہ محکموں کو تحریری طور پر کہہ چکے ہیں۔ٹوبہ میں ایک پاورلومز فیکٹری مالک محمد شاہد نے کہا کہ پنجاب حکومت فیکٹری مالکان کی مشاورت کے بغیر ہی مزدوری مقرر کر دیتی ہے۔اگر کبھی مالکان سے بھی ان کے مسائل دریافت کر لئے جائیں تو اس طرح کا مسئلہ ہی پیدا نہ ہو۔اُنھوں نے کہا کہ وہ اپنے کاروبار کے لحاظ سے مزدوروں کو ان کی مناسب اور پوری اجرت دے رہے ہیں۔مزدور رہنماؤں کا کہنا ہے کہ فیکٹری مالکان اپنا منافع اور سرمایہ بڑھانے کے لیے مزدور کو اُس کی اجرت پوری نہیں دیتے جس کے باعث مزدور کے بچے بنیادی سہولیات سے بھی محروم رہتے ہیں۔حکومتی محکموں کو چاہیے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں بخوبی نبھاتے ہوئے مزدوروں کو حکومتی اعلانات کے مطابق اجرت دلوائیں تا کہ اُن کے بچے بھی زندگی میں آگے بڑھ سکیں۔

(اعجاز اقبال)

'ٹارگٹ کلنگ' کے واقعے میں چار افراد ہلاک

کوئٹہ پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ کے قریب فائرنگ کے ایک واقعے میں ہزارہ قبیلے سے تعلق رکھنے والے کم از کم چار افراد ہلاک اور دو زخمی ہوگئے ہیں۔فائرنگ کا واقعہ کوئٹہ شہر کے شمال میں کچلاک کے علاقے میں پیش آیا۔کچلاک میں پولیس کے ایک افسر نے فون پر بی بی سی کو بتایا کہ حملے کا نشانہ بننے والے افراد افغانستان سے متصل سرحدی شہر چمن سے کوئٹہ جا رہے تھے۔ان کا کہنا تھا کہ وہ گاڑی جس میں حملے کا نشانہ بننے والے افراد سفر کر رہے تھے جلوگیر کے مقام پر تیل ڈالنے کے لیے رکی تھی۔اس موقع پر نامعلوم مسلح افراد آئے اور انھوں نے گاڑی میں سوار افراد پر فائرنگ کی۔فائرنگ کے نتیجے میں تین افراد جائے وقوعہ پر ہلاک ہوگئے جبکہ تین شدید زخمی ہوگئے۔زخمیوں کو علاج کے لیے کوئٹہ منتقل کیا گیا جہاں ہسپتال میں ایک اور زخمی نے دم توڑ دیا۔پولیس اہلکار کے مطابق یہ ٹارگٹ کلنگ کا واقعہ ہے۔رواں سال کے دوران بلوچستان میں ہزارہ قبیلے سے تعلق رکھنے والے افراد پر یہ تیسرا حملہ ہے۔اس سے قبل 19 جنوری کو مستونگ کے علاقے میں کوئٹہ سے کراچی جانے والے ہزارہ قبیلے سے تعلق رکھنے والے افراد پر ایک حملے میں ایک خاتون سمیت چار افراد ہلاک ہوگئے تھے۔مستونگ میں رونما ہونے والے واقعے سے قبل کوئٹہ شہر میں فائرنگ سے ایک خاتون سمیت دو افراد ہلاک ہوگئے۔ہزارہ قبیلے سے تعلق رکھنے والے بیشتر افراد کا تعلق شیعہ مسلک سے ہے۔ان کو کوئٹہ کے علاوہ دیگر علاقوں میں حملوں کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔دس سال سے زائد کے عرصے میں ان حملوں میں ہزارہ قبیلے سے تعلق رکھنے والے افراد کی ایک بڑی تعداد ہلاک اور زخمی ہوئی ہے تاہم سرکاری حکام کا کہنا ہے کہ پہلے کے مقابلے میں ان پر حملوں کے واقعات میں بہت کمی آئی ہے۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

ہمسائے کو قتل کر دیا

ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے چک نمبر 295 گ ب میں خاتون نے مبینہ طور پر غصے میں آ کر اپنے ہمسائے کو اینٹیں مار کر قتل کر دیا۔مقتول کے بیٹے محمد شہباز احمد نے درخواست میں موقف اختیار کیا ہے کہ ان کے ہمسائے محمد رفیق کی اہلیہ رمضان بی بی نے معمولی رنجش پر اسکے والد لیاقت علی کو اینٹیں مار مار کر زخمی کر دیا جس کے باعث اس کی موت ہوگئی۔واقعہ کی اطلاع ملنے پر تھانہ سٹی پولیس نے موقع پر پہنچ کر نعش کو پوسٹ مارٹم کیلئے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال پہنچایا جہاں پوسٹ مارٹم کے بعد نعش ورثا کے سپرد کر دی گئی۔ملزمہ کا کہنا ہے کہ لیاقت علی کی موت دل کا دورہ پڑنے سے ہوئی تھی۔اس کے خلاف جھوٹا مقدمہ درج کیا گیا ہے۔پولیس کے ترجمان کا کہنا ہے کہ مقتول کے بیٹے کی درخواست پر مقدمہ درج کر کے ملزمہ کو گرفتار کر لیا گیا ہے تاہم پوسٹ مارٹم رپورٹ کے بعد ہی اصل صورتحال واضح ہوگی۔

(اعجاز اقبال)

آمر برے لوگ نہیں ہوتے

وسعت اللہ خان

سیاستدان بھلے جتنا بھی منہ پھٹ یا دلیر ہو وہ ایسی باتیں کہنے کا متحمل نہیں ہو سکتا جو ایک آمر کر سکتا ہے۔ آمر بالخصوص فوجی ڈکٹیٹرز کو جوابدہی کا کھٹکا نہیں ہوتا۔

اپنے اردگرد کی دنیا پر نگاہ ڈالیے۔ اگر 20ویں صدی میں 100 آمر گزرے تو ان میں سے کتنے کسی سیاستدان کی طرح کٹہرے میں کھڑے کیے جا سکے یا سزاوار بنائے جا سکے۔ انڈونیشیا کے آمر سہارتو کے 30 سالہ دور کا ریکارڈ اور اس کا زوال دیکھیے۔ کیا سزا و جزا کا کوئی تناسب بنتا ہے؟ وجہ یہ تھی کہ سہارتو تو معزول ہوا مگر اس کے پشت پناہ تو معزول نہیں ہوئے۔

پنوشے کو دیکھ لیجیے۔ پنوشے نے جو چلی کے عوام کے ساتھ کیا، کیا اسے متعدد ممالک میں مطلوب ہونے کے باوجود اندرون و بیرون ملک اسی تناسب سے مرتے دم تک کوئی سزا ملی؟ حسنی مبارک نے 30 برس جو چاہا سو کیا، کسی نے چند دن جیل میں رکھ کے کیا بگاڑ لیا اور اب اس کی فوٹو کاپی عبدالفتح السیسی کو ملاحظہ کر لیں۔ چنانچہ انجمنِ آمران کرہ ارض خود کو عقلِ کل اور ناقابلِ تسخیر کیوں نہ سمجھے؟

اب کوئی مائی کا لال سیاستدان وہ سب دھڑلے سے کہہ سکتا ہے جو پرویز مشرف صاحب نے پاکستان کے 70 برس پورے ہونے پر ایک خصوصی انٹرویو میں کہا۔ فرماتے ہیں کہ ایشیا میں جہاں بھی ترقی ہوئی آمروں کی وجہ سے ہوئی۔ پاکستان بھی آمروں نے ٹھیک کیا لیکن جب وہ گئے تو سویلینز نے بیڑہ غرق کر دیا۔ آگے فرماتے ہیں کہ ’’آئین مقدس ہے مگر قوم سے زیادہ نہیں۔ اب میں یہ سوچوں کہ آئین کے آرٹیکل چھ میں کیا لکھا ہے یا ملک بچالوں؟ مجھے لٹکا دو۔ میں فوج کا سربراہ رہا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ فوج میری بہبود دیکھتی ہے‘‘۔

جب کوئی آمر اس قدر پُر اعتماد ہو کہ اس سے کچھ غلط ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ غلط سوچ ہی نہیں سکتا تو وہ قومی اخبارات کے ایڈیٹرز کے منہ پر یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ بلوچستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے پیچھے دو یا تین قبائلی سردار ہیں۔ ماضی کی حکومتیں ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے سودے بازی کرتی رہیں مگر میری حکومت اپنی رٹ قائم رکھنے کے لیے پرعزم ہے۔ یہ لڑائی منطقی انجام تک پہنچائی جائے گی۔

وہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ 'ہمیں مجبور نہ کرو۔ یہ 1970 کی دہائی نہیں کہ تم حملہ کر کے بھاگ کر پہاڑوں میں چھپ جاتے تھے۔ اس بار پتہ بھی نہیں چلے گا کہ تمہیں کیا چیز آ کے لگی ہے۔' اور وہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ 'جو کوئی پاکستان کو نہ مانے اور ملکی بقا کے خلاف ہو اسے مارنا چاہیے۔' آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اس مسیحانہ سوچ کے سبب بلوچستان پچھلے 14 برس میں کس قدر پرامن ہو چکا ہے۔

ایک آمر کو یقین ہوتا ہے کہ اس سے بہتر حب الوطن، جج اور جیوری کوئی نہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ سکیورٹی رسک بن جائے۔ وہ جو بھی کہہ دے اس سے ملک کی شہرت خراب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ملک اگر بدنام ہوتا ہے تو سیاستدانوں کے کرتوتوں سے۔

لہٰذا وہ غیر ملکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کو انٹرویو میں دھڑلے سے فیصلہ صادر کر سکتا ہے کہ 'آپ کو پاکستان کا ماحول جاننے کی ضرورت ہے۔ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر آپ (عورت) باہر جانا چاہتے ہیں، کینیڈا کا ویزہ یا شہریت چاہتے ہیں اور دولت بھی تو آسان راستہ ہے کہ خود کو ریپ کروالو۔'

اور یہ سب کہنے کے بعد آمر اس پر حیران بھی ہوتا ہے کہ میں نے ایسا کیا کہہ دیا کہ کینیڈین وزیرِ اعظم پال مارٹن چھت سے لگ گیا اور ایمنسٹی انٹرنیشنل بھی مطالبہ کر رہی ہے کہ یہ توہین آمیز بیان واپس لیا جائے۔

سیاستدان کسی بھی قبیل کے ہوں چونکہ طرح طرح کے علاقائی و نظریاتی سانچوں سے ڈھل ڈھلا کے آتے ہیں لہٰذا ان کا زاویہ نگاہ بھی ایک دوسرے سے مختلف رہتا ہے مگر آمر ایک ہی سانچے میں ڈھلے ہوتے ہیں لہٰذا ان کی سوچ، برتاؤ، دیکھنے، سننے اور سوچنے کا انداز بھی لگ بھگ جڑواں جڑواں سا لگتا ہے۔ یہ قدرِ مشترک جنوبی امریکہ سے افریقہ و ایشیا تک یکساں ہے۔

سب آمر نجات دہندہ ہوتے ہیں، سب کسی مقدس مشن کی تکمیل کر رہے ہوتے ہیں، سب اپنی ذات کے لیے بھی جو سوچتے ہیں وہ بھی قومی فلاح کا ہی لازمی جزو ہے۔ کوئی بھی پالیسی، دستاویز، شخصیت یا شخصی کردار ان کی سوچ سے زیادہ پاک نہیں ہوتا۔

مثلاً ضیاالحق صاحب نے 90 روز میں انتخابات کروا کے جمہوریت کو دوبارہ پٹڑی پر چڑھانے کے پہلے وعدے کے صرف تین ماہ بعد ستمبر 1977 میں ایک ایرانی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا 'آئین کیا ہے؟ دس یا 12 صفحات کا کتابچہ؟ میں اسے ابھی ابھی پھاڑ کے کہہ سکتا ہوں کہ کل سے یہ ملک ایک نئے ضابطے کے تحت چلے گا۔ آج میں جہاں جاؤں لوگ پیچھے چلیں گے۔ اپنے وقت کے طاقتور بھٹو سمیت تمام سیاستدان بھی دم ہلاتے میرے پیچھے آئیں گے۔'

سقوطِ مشرقی پاکستان سے صرف چار ماہ پہلے 31 اگست 1971 کو یحییٰ خان نے امریکی ٹی وی چینل این بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا 'کیا تم نے سرحد دیکھی ہے۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ سرحد ہے۔ سرحد کوئی کھنچی ہوئی لکیر تو نہیں ہوتی۔ یہ تو درختوں، جھاڑیوں، دریائی نالوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ تم نے جن لوگوں کو سرحد پر دیکھا وہ مشرقی پاکستان سے انڈیا جانے والے پناہ گزین نہیں۔ میرے ساتھ چلو میں دکھاتا ہوں کہ انڈیا سے پاکستان کتنے پناہ گزین آ رہے ہیں۔

'یہ ایک مبالغہ آمیز پروپیگنڈا ہے کہ فوج یا میری حکومت مشرقی پاکستان کے عام لوگوں کو نشانہ بنا رہی ہے۔ فوج کبھی ظلم نہیں کرتی۔ فوج نے تو مشرقی پاکستان کے 70 ملین (سات کروڑ) لوگوں کو عوامی لیگ کی مسلح علیحدگی پسند بغاوت سے بچایا ہے۔ فوجی ایکشن کے بعد مشرقی پاکستان کی اکثریت نے سکھ کا سانس لیا ہے۔

میں فوجی ہوں کوئی سیاستدان نہیں۔ جس وقت بھی محسوس کیا کہ میں حقیقت سے کٹ چکا ہوں فوراً عہدہ چھوڑ دوں گا۔ مشرقی پاکستان کو میں اپنی ہتھیلی کی لکیروں کی طرح جانتا ہوں۔ جتنا میں جانتا ہوں اتنا تو کوئی مشرقی پاکستانی بھی اپنے بارے میں نہیں جانتا۔۔۔'

سیاستدان وقت و حالات کے حساب سے خود کو اور اپنے نقطہ نظر کو ایڈجسٹ کر سکتا ہے مگر آمر چونکہ ہوتے ہی درست ہیں لہٰذا وہ عروج پر رہیں یا زوال میں آ جائیں آپ ان کی شخصیت اور رائے نہیں بدل سکتے۔

ایسا ہونے لگے تو پھر ڈکٹیٹر کون کہے؟

اگر ایوب خان نے 1962 میں سابق وزیرِ اعظم حسین شہید سہروردی کے بارے میں فتویٰ دیا کہ وہ ایک بیرونی گماشتہ اور شرپسند ہے اور پھر 1964 میں ٹائم میگزین کو انٹرویو دیتے ہوئے کہہ دیا کہ فاطمہ جناح بھارت کے زیرِ اثر ہیں تو یہ کوئی جز وقتی سیاسی الزام نہیں تھا بلکہ ایوب خان واقعی یہی سمجھتے تھے۔ ویسے بھی ایک میان میں ایک ہی محبِ وطن رہ سکتا ہے۔ یہ ملنگ لوگ ہیں جینے کا ہنر جانتے ہیں۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

صحافت کے خلاف شرارت

آئی۔اے۔رحمان

محمد علی جناح نے کہا تھا ''اگر آپ مجھے اظہار رائے کی آزادی دیتے ہیں لیکن اسے شائع کرنے کا حق نہیں دیتے تو پھر میری یہ آزادی بیکار ہے''۔

اگرچہ پریس کونسل آف پاکستان کی پرنٹ میڈیا کے خلاف ایک فرسودہ کارروائی کی کوشش ناکام ہوچکی ہے اور امید کی جاسکتی ہے کہ اس مذموم حرکت کی وجوہات کو سختی سے سدباب کیا جائے گا۔ تاہم صرف اس سوچ نے ہی پرنٹ میڈیا میں ہلچل مچا دی ہے کہ پریس کا گلا گھونٹنے کیلئے کوئی ایسا آرڈیننس تیار بھی ہوسکتا ہے۔ اس مسودہ قانون کو تیار کرنے والوں کی خواہش تھی کہ وہ پبلشر ڈیکلریشن کو لائسنس قرار دے کر پریس کو کنٹرول کرسکیں گے۔ اس لائسنس کی ہر سال تجدید کروانا ضروری ہوگا اور حکام جب چاہیں گے اس لائسنس کو منسوخ کرسکیں گے۔ یہ منصوبہ پبلشر ڈیکلریشن کے غلط تصور کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے دور میں ایڈم ریگولیشن سے لے کر اب تک ڈیکلریشن کی اصطلاح کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ کوئی شخص اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ فلاں فلاں نام اور فلاں جگہ سے ایک اخبار نکالنا چاہتا ہے جس کے ایڈیٹر فلاں صاحب ہوں گے۔ یہ سب کچھ اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ جو کچھ شائع کیا گیا ہے اس کی ذمہ داری قبول کی جاسکے۔ ضلع مجسٹریٹ کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ اگر صوبے میں پہلے اس نام کا کوئی اور اخبار نہیں نکل رہا تو وہ اس کی اجازت دے۔ ڈیکلیریشن کی اجازت عام طور پر پریشانی سے پاک ایک رسمی کارروائی ہوا کرتی تھی۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران دہلی کے ایک ضلع مجسٹریٹ نے ایک اردو روزنامے کا ڈیکلریشن منسوخ کردیا۔ اس اخبار کے ایڈیٹر نے دریائے جمنا عبور کر کے اترپردیش کے ضلع مجسٹریٹ سے نیا ڈیکلریشن لے لیا، غازی آباد میں اخبار چھپوایا اور اسے دہلی لاکر تقسیم کردیا۔ یہ سب ایسے وقت میں ہوا جب برصغیر میں ڈیفنس آف انڈیا رولز بالادست قانون تھا۔ اس دور میں یہ طریقہ کار عام ہوگیا تھا کہ جب بھی کسی اخبار کو بند کیا جاتا تھا تو پبلشر نئے نام سے نیا اخبار نکال لیتا تھا۔ پنجاب میں بھی یہ کام ہورہا تھا حالانکہ یہاں 1919 میں قوم پرستوں کے سر اٹھانے کے بعد میڈیا کو سختی سے کنٹرول کیا جانے لگا تھا۔

ایوب خان کی حکومت نے پاکستان میں پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس 1960 کے ذریعے یہ قانون لاگو کیا کہ اگر ایڈیٹر مناسب اہلیت کا حامل نہیں ہے تو ڈیکلریشن جاری کرنے سے انکار بھی کیا جاسکتا ہے۔ ڈیکلریشن اس بنیاد پر بھی رد ہوسکتا تھا کہ پبلشر کے پاس زیادہ وسائل نہیں ہیں یا پھر یہ کہ اسے کسی جرم میں سزا ہوچکی ہے۔ اس کی سب سے تلخ شق یہ تھی کہ ڈیکلریشن صرف اسی صورت میں دیا جائے گا جب سی آئی ڈی یا آئی بی اس کی کلیئرنس سے انکار نہ کرے۔ جنرل ضیاء الحق نے ڈیکلریشن کو اپنی ذاتی رضامندی سے مشروط کردیا۔

پاکستانی صحافیوں اور ایڈیٹرز کی طویل جدوجہد اور آخرکار شرعی عدالت کے فیصلے کے بعد 1988 میں یہ ساری شرائط ختم کردی گئیں۔ اس وقت یہ طے کیا گیا کہ اگر ڈیکلریشن کی تیس دن کے اندر اجازت نہیں ملتی تو تیس دن کے بعد قانونی طور پر یہی سمجھا جائے گا کہ ڈیکلریشن جاری کردیا گیا ہے۔

یوں پبلشر کا ڈیکلریشن اصل میں کوئی لائسنس نہیں ہے جیسا کہ مذکورہ بالا مسودہ قانون کے بنانے والوں کا خیال تھا

اس مسودہ قانون کا دوسری خطرناک پہلو یہ شق تھی جس میں مجوزہ پاکستان پرنٹ میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی کو اخبار کے خلاف تادیبی کارروائی کا اختیار دیا گیا تھا۔ یہ ایسی تجویز تھی جس کا برصغیر کے اخبارات گزشتہ دوصدیوں سے مقابلہ کررہے ہیں۔

اور اس لئے اس کی سالانہ بنیادوں پر تجدید کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ذرا تصور کریں کہ اگر ایسا کوئی قانون امریکا یا برطانیہ میں بن جاتا اور نیویارک ٹائمز اور دی ٹائمز جیسے اخبارات سے بھی ہر سال لائسنس کی تجدید کیلئے کہا جاتا تو عالمی سطح پر کیسا بحران پیدا ہوجاتا۔

اس مسودہ قانون کا دوسری خطرناک پہلو یہ شق تھی جس میں مجوزہ پاکستان پرنٹ میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی کو اخبار کے خلاف تادیبی کارروائی کا اختیار دیا گیا تھا۔ یہ ایسی تجویز تھی جس کا برصغیر کے اخبارات گزشتہ دوصدیوں سے مقابلہ کررہے ہیں۔

برطانوی سامراج کی یہ روایت تھی کہ وہ آزاد ایڈیٹرز اور صحافیوں کو سزا دینے کیلئے مخصوص قانون سازی کرتا تھا۔ ان لوگوں سے زرضمانت جمع کرانے کا مطالبہ کیا جاتا تھا۔ زرضمانت نہ دینے یا بار بار اس کا مطالبہ ہونے کی صورت میں نادہندگان کے خلاف ضلعی سطح پر کارروائی کی جاتی تھی۔ 1905 اور 1910 میں ایسے قوانین بنائے گئے اور موخرالذکر اقدام کی ہندوستان کی مرکزی اسمبلی میں دیگر لوگوں کے ساتھ قائداعظم نے بھی سختی سے مخالفت کی۔ عام طور پر ایسے قوانین کم مدت کیلئے بنائے جاتے تھے اور یہ جلد ہی ختم بھی ہوجاتے تھے۔ ایسا آخری قانون 1931 کا پریس ایکٹ تھا۔ اس وقت پنڈت مالاویا کے اخبار سے زرضمانت مانگا گیا اور یہ معاملہ مرکزی اسمبلی میں زیربحث آیا تو مسٹر جناح نے وہ تاریخی الفاظ کہے جنہیں میں نے آرٹیکل کے شروع میں بیان کیا ہے۔

یہ ایکٹ ایک سال کیلئے بنا تھا لیکن یہ تقسیم تک جاری رہا اور پاکستانی حکومت اسے 1960 تک پریس کے خلاف استعمال کرتی رہی پھر ایوب خان نے اسے اپنے پہلے پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس میں ضم کرلیا۔ جب اس آرڈیننس کی مخالفت ہوئی تو ایوب حکومت نے 1963 میں اسی نام سے دوسرا آرڈیننس جاری کردیا۔ ایڈیٹرز اور صحافیوں کی ایک روزہ ہڑتال نے حکومت کو مجبور کیا کہ وہ کچھ شقوں کو نرم کرے اور نیا آرڈیننس جاری کرے۔ 1988ء تک اس آرڈیننس سے آزاد میڈیا کو دبایا گیا۔ یہ خطرناک قانون ہر اس لمحے پھر سے نافذ ہو جاتا تھا جب اسے ختم کرنے کی کوشش ناکام رہتی تھی۔ تاہم 2002 میں مشرف کے آرڈیننس سے آخرکار یہ قانون ہمیشہ کیلئے مدفون ہوگیا۔

صحافی برادری مسلسل اس بات کی مزاحمت کرتی رہی ہے کہ انہیں سزا دینے کیلئے کوئی خصوصی قانون نہ بنایا جائے اور مطالبہ کرتی رہی ہے ان پر جب بھی مقدمہ چلے تو وہ عام قوانین کے مطابق ہو اور اس حوالے سے پہلے ہی بہت سے قوانین موجود ہیں۔ جیسا کہ تعزیرات پاکستان کی دفعات 123 الف، 124 الف، -153ب، 292 اور 295-سی۔ فوجداری قانون کا سیکشن 99 الف، امن عامہ کا آرڈیننس، سرکاری رازوں کا ایکٹ، دفاع پاکستان ایکٹ اور انسداد دہشتگردی کا ایکٹ بھی ان قوانین میں شامل ہیں۔ یہ سب قوانین غیرمنصفانہ ہیں اور ان میں بڑے پیمانے پر تبدیلیوں کی ضرورت ہے لیکن میرا نکتہ نظر یہ ہے کہ اخبارات کی اشاعت کی آسانی کے لیے بنائے گئے کسی بھی قانون میں تادیبی کارروائی کی شقیں شامل نہیں ہونی چاہئیں۔

وہ استبدادی نوعیت کی تو ہرگز نہیں ہونی چاہئیں۔ لیکن شاید ہم ایک ایسے دور میں رہ رہے ہیں جہاں سخت گیر حکام معمول کے قانونی عمل پر ماورائے قانون ہتھکنڈوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ صحافی برادری کو اس حوالے سے بہت زیادہ محتاط رہنا ہوگا تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ حال ہی میں تیار کردہ مسودہ قانون کے ذریعے جو شرارت ہوئی ہے وہ ''اچھی صحافت کے فروغ'' کے نام پر کسی بل کی شکل میں دوبارہ سر نہ اٹھالے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

ڈاکٹر عبدالسلام کی یاد میں مجسمے کی تعمیر

اسلام آباد نوبل انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام کے مجسمے کی انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی (آئی اے ای اے) کے مرکز ویانا میں نقاب کشائی کی گئی۔ دفتر خارجہ سے جاری اعلامیے کے مطابق آئی اے ای اے کے ڈائریکٹر جنرل یوکیا امانو نے ڈاکٹر عبدالسلام کے مجسمے کی نقاب کشائی کی۔ اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام کے مجسمے کو آئی اے ای اے کے مرکز میں ان نامور سائنس دانوں کے مجسموں کے ساتھ رکھا جائے گا جنھوں نے نیوکلیئر سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ خیال رہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام نوبل انعام حاصل کرنے والے پہلے پاکستانی تھے جنھیں 'ایٹم برائے امن' کی تشریح اور جدید دنیا کو سائنسی بنیادوں پر ترقی کے لیے معلومات دینے پر یہ اعزاز دیا گیا تھا۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے اس کے علاوہ اٹلی کے شہر تریستے میں انٹرنیشنل سینٹر فار تھیوریٹکل فزکس (آئی سی ٹی پی) کی بنیاد بھی رکھی تھی۔ آئی اے ای اے کی 61 ویں جنرل کانفرنس ویانا میں جاری ہے۔

(بشکریہ ڈان)

محرم سے قبل فورتھ شیڈول میں شامل 14 افراد گھروں سے غائب

راولپنڈی پولیس اور محکمہ انسداد دہشت گردی کے نظر نہ رکھنے کی وجہ سے انسداد دہشت گردی ایکٹ 1997 کے فورتھ شیڈول میں ڈالے گئے کالعدم تنظیموں کے 14 کارکنان محرم کی آمد سے قبل اپنے گھروں سے غائب ہیں۔ ڈان اخبار کی ایک رپورٹ کے مطابق پولیس کو مطلع کیے اور ضمانتی مچلکے جمع کرائے بغیر گھروں سے غائب ہونے والے افراد کا تعلق القاعدہ سمیت تحریک طالبان پاکستان (ٹی ٹی پی)، سپاہ صحابہ، سپاہ محمد اور جماعت اسلامی سے ہے۔ واضح رہے کہ فورتھ شیڈول میں شامل 227 افراد میں سے 37 کا تعلق ضلع راولپنڈی، 11 کا تعلق جہلم، 32 کا تعلق چکوال اور 147 کا تعلق اٹک سے ہے۔ گھروں سے غائب ہونے والے 14 افراد میں سے 7 افراد اٹک سے تعلق رکھتے ہیں۔ چکوال سے تعلق رکھنے والا ایک ملزم مئی 2016 سے گھر سے غائب ہے تاہم پولیس کی جانب سے نہ ہی اس کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کی گئی اور نہ ہی ضمانتی مچلکہ وصول کیا گیا۔ انسپکٹر جنرل آف پولیس (آئی جی پی) عارف نواز خان پولیس کو واچ لسٹ میں شامل تمام کالعدم تنظیموں کے کارکنان کی کڑی نگرانی یقینی بنانے کی ہدایت کر چکے ہیں جبکہ اشتہاریوں اور مجرمان کی فہرست کا جائزہ لینے کا بھی حکم جاری کیا گیا ہے۔ سی ٹی ڈی ذرائع کے مطابق، گھروں سے لاپتہ ہونے والے 6 افراد کا تعلق راولپنڈی سے ہے جن میں ایک مذہبی اسکالر بھی شامل ہے۔ مذکورہ اسکالر کیم اپریل جبکہ سپاہ صحابہ سے منسلک ایک ملزم اگست سے اپنے گھر سے غائب ہے۔ ذرائع کا کہنا تھا کہ رواں سال مئی سے دیگر تین افراد کا بھی کوئی سراغ موجود نہیں۔ دوسری جانب اٹک میں القاعدہ سے تعلق رکھنے والے 2 افراد، ٹی ٹی پی سے منسلک 4 افراد جبکہ حزب المجاہدین کا ایک ملزم بھی اگست سے اپنے گھروں پر موجود نہیں۔ سی ٹی ڈی سے وابستہ ایک سینئر پولیس عہدیدار کے مطابق سٹی پولیس افسر اور ضلعی پولیس افسر فورتھ شیڈول میں شامل افراد سے ضمانتی مچلکے وصول کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اگر کوئی فرد قانون کے مطابق عمل کرنے میں ناکام ہوتا ہے تو اس کے خلاف انسداد دہشت گردی ایکٹ کی متعلقہ دفعات کے تحت علیحدہ مقدمہ درج ہونا چاہیے۔ خیال رہے کہ انسداد دہشت گردی ایکٹ 1997 کے تحت فورتھ شیڈول میں شامل ہر فرد کو اپنے گھر سے روانگی اور واپسی پر پولیس کو آگاہ کرنا ضروری ہے اور ان افراد کو اپنے متعلقہ تھانے میں ضمانتی مچلکہ بھی جمع کرانا ہوتا ہے۔ یہ خبر 18 ستمبر 2017 کو ڈان اخبار میں شائع ہوئی۔

(بشکریہ ڈان)

بنیادی سہولیات کا فقدان

چارسدہ اتمانزئی بنیادی مرکز صحت (بی ایچ یو) میں بنیادی سہولیات کا فقدان ہے، 20 ہزار آبادی کیلئے بنائے گئے اس ہسپتال میں کوئی لیڈی ڈاکٹر موجود نہیں، مریضوں کو معمولی بیماری کی تشخیص اور علاج کیلئے پشاور جانا پڑتا ہے۔ قومی وطن پارٹی کے صوبائی رہنماء حاجی عبیداللہ نے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ اتمانزئی کی آبادی 20 ہزار سے تجاوز کرگئی ہے مگر اتنی آبادی کیلئے صرف ایک بی ایچ یو ہے جن میں کوئی بھی لیڈی ڈاکٹر موجود نہیں ہے، بنیادی سہولیات کے فقدان کی وجہ سے مریضوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے، لیڈی ڈاکٹر کے نہ ہونے کی وجہ سے مریض پرائیویٹ ڈاکٹروں کے رحم و کرم پر ہیں، اور یا پھر دور دراز کے ہسپتالوں کو جانے پر مجبور ہیں، جوان غریب مریضوں کے بس کی بات نہیں ہے، انہوں نے صوبائی حکومت کو خبردار کرتے ہوئے کہا کہ فوری طور پر اتمانزئی بی ایچ یو کو اپ گریڈ کرکے آر ایچ سی بنایا جائے، تاکہ اتمانزئی کے عوام کی مشکلات کم ہوسکیں۔

(روزنامہ ایکسپریس)

شوہر نے بیوی کا گلا گھونٹ ڈالا

نوشہرہ 26 ستمبر کو رسالپور کے علاقے بارہ خیل میں گھریلو ناچاقی پر شوہر اپنی جواں سال بیوی کو پھانسی دینے کے بعد موقع واردات سے فرار ہوگیا۔ مقتولہ کے والد نے اپنے داماد کے خلاف قتل کی ایف آئی آر درج کرادی، ابوالحسن ساکن رسالپور بارو خیل نے پولیس کو بتایا کہ وہ شانگلہ میں کام کر رہا تھا کہ اسے اطلاع ملی کہ اس کی بیٹی فوزیہ زوجہ ضیاء الاسلام کو اس کا شوہر پھانسی دیکر فرار ہوگیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے مزید تفتیش شروع کردی۔ (روزنامہ آج)

عورت سوال اٹھاتی ہے

زاہدہ حنا

1857 میں مغلیہ سلطنت کا خاتمہ ہوا تو اس کے ساتھ ہی اردو ادب کے زمین و آسمان بھی بدل گئے۔ کہاں داستانوں کی شہزادیاں اور پرستان کی پریاں تھیں اور کہاں ڈپٹی نذیر احمد نے 'مراۃ العروس' میں ایک نئی عورت کی چھب دکھائی۔ اصغری نام کی ایک کم سن لڑکی ہے جو بیاہ کر آتی ہے اور ایک بے ڈھب، بے ڈھنگے اور بے شعور خاندان کو ایک شائستہ اور خوشحال گھرانے میں بدل دیتی ہے۔ آس پاس کی عورتیں تو ایک طرف رہیں مرد بھی اس کی عقل کو سلام کرتے ہیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب گھر کا تمام انتظام و انصرام مردوں کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ غلہ اور دوسری ضرورت کی چیزیں، حد تو یہ ہے کہ عورتوں کے لیے کپڑے اور جوتیوں کا انتخاب اور دام کی ادائیگی بھی گھر کے مرد براہ راست کرتے تھے۔ بزازے سے لے کر پنساری، قصائی، حلوائی اور غلہ فروش کے یہاں ادھار چلتا تھا جسے مرد ادا کرتے تھے اور گھر میں بیٹھی ہوئی متوسط طبقے کی شریف عورت کلدار روپے یا نوٹ کو اپنے ہاتھوں سے چھونے کی حسرت ہی رکھتی تھی۔ ایسے میں 1869 میں چھپنے والے قصے ''مراۃ العروس'' کی ہیروئن اردو ادب کے منظر نامے پر ایک معجزے کی صورت طلوع ہوئی۔ اس نے گھر میں مکتب کھول کر محلے کی بچیوں کو تعلیم دینے کے ساتھ ہی اپنے لیے روزگار کی صورت نکالی اور گھر بھر کا نقشہ بدل دیا۔ شوہر نے سیالکوٹ میں سرکاری نوکری پر رہتے ہوئے پر پرزے نکالے تو دلی سے سیالکوٹ روانہ ہوگئی۔ جہاں اس نے اپنے شوہر کو راہ راست پر لا کر چھوڑا۔ حد تو یہ ہے کے بیروزگار سسر کی ملازمت کا انتظام بھی کر ڈالا۔

''مراۃ العروس'' کے فوراً بعد کئی قصے شایع ہوئے جن میں ایسی ہیروئنیں نظر آتی ہیں لیکن رشیدالنساء 1894 میں ہمیں مساوی مواقع یعنی مرد اور عورت کے درمیان مساوی مواقع کی بات کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ اس بات کا رشتہ عورت کی تعلیم سے جوڑتی ہیں اور عورت کے برسر روزگار ہونے کی ترغیب دیتی ہیں۔

ترقی پسند تحریک کی بانیان میں رشید جہاں تھیں جنھوں نے عورت کے جنسی اور ازدواجی استحصال پر قلم اٹھایا اور عورتوں کے لیے آزادی کی راہ نکالی۔ ان ہی کے نقش قدم پر عصمت چغتائی چلیں۔ متوسط اور نچلے متوسط طبقے سے انھوں نے بے دھڑک عورتوں کے کردار تراشے۔ یہ وہ بات تھی جس نے قدامت پسندوں کو اس حد تک مشتعل کیا کہ ان پر فحاشی کا مقدمہ چلا۔ فحاشی کا مقدمہ منٹو پر بھی چلا کیونکہ انھوں نے طوائف کو اگر مظلوم اور بے اختیار دکھایا تو اس کے ساتھ ہی بااختیار طوائفیں بھی ہمارے سامنے لا کھڑی کیں۔ اس زمانے میں تحریک آزادی کے ساتھ ساتھ تقسیم ہند کا معاملہ بھی زور و شور سے چل رہا تھا۔ یہی وہ دور ہے جب ہاجرہ مسرور، خدیجہ مستور، ممتاز شیریں اور دوسرے افسانہ نگار مرد اور عورتیں سامنے آئیں جن کی تحریروں میں غربت سے جھنجھلائی ہوئی، جنسی محرومیوں کی مار کھاتی ہوئی اور تقسیم کے خنجر سے ذبح ہونے والی عورت ملتی ہے۔

پاکستان بننے کے فوراً بعد 50 کی دہائی سے ہمارے ادب میں سماجی اور سیاسی بغاوت کی چنگاریاں اڑتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ فرخندہ لودھی اپنے اردگرد بے بس، مجبورِ محض اور انصاف کو ترستی ہوئی عورتیں دیکھتی ہیں اور ان کے دکھ، ان کی بربادیاں، تباہیاں کاغذ پر اتار دیتی ہیں۔ انھیں اپنے اس اختصاص کا احساس شدت سے تھا۔ تب ہی انھوں نے اپنی لکھت کے بارے میں کہا تھا کہ ''میں نے ہمیشہ عورتوں کے پُر اثر کردار تخلیق کرنے کی کوشش کی ہے۔''

''منی کیسے مرے'' فرخندہ بخاری کا ایک ایسا افسانہ ہے جس میں نچلے متوسط طبقے کی ایک نہایت ذہین لڑکی ہمیں اپنی چھب دکھاتی ہے۔ سخت گیر مذہبی باپ اور دل کی گہرائیوں سے شوہر پرست ماں کی بیٹی۔ قل اعوذی استانیوں اور جھوٹ بولنے والی ہم جماعتوں میں گھری ہوئی۔ منی سوال اٹھاتی ہے اور جواب میں جھڑکیاں اور جھانپڑ کھاتی ہے۔ اسے اپنے ہونے پر اصرار ہے۔ ہماری لڑکیوں کی اکثریت جیسی زندگی گزارتی ہے اس کی عکاسی فرخندہ بخاری کے اس افسانے میں بے مثال ہے۔

> شمیم اکرام الحق کا افسانہ ''اندھا قانون'' پڑھتے ہوئے جنرل ضیاء الحق کے لائے ہوئے نئے اسلام کی اور اس نابینا صفیہ بی بی کی یاد آتی ہے جس کے ساتھ زنا بالجبر ہوا اور جب وہ حاملہ ہوئی تو اسے ''زانیہ'' قرار دے کر سنگسار کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس افسانے میں شمیم نے 15 کوڑوں اور 5 سال قید بامشقت کی سزا سن کر باشو کی زبان سے یہ سوال اٹھایا ہے کہ ''ظالمو اس جرم میں شریک شخص کو بھی تو تلاش کرو'' شمیم کا یہ جملہ ہمارے افسانے اور سماج میں تادیر گونجتا رہے گا کہ ''میں نعوذ باللہ مریم تو نہیں کہ اللہ کے حکم سے بغیر مرد کے ماں بن گئی۔''
>
> فرخندہ لودھی اپنی کہانی ''دوسرا خدا'' میں ہمیں یہ کہتی نظر آتی ہیں کہ ''ہوش سنبھالتے ہی اسے معلوم ہوگیا تھا کہ معاشرے میں عورت کا کوئی دوسرا کام نہیں سوائے اس کے کہ وہ شادی کرے اور ہر حال میں شوہر کی خوشنودی حاصل کرے۔''

قرۃ العین حیدر کے ناول گردش رنگ چمن، چاندنی بیگم، سیتا ہرن اور 'پت جھڑ کی آواز' اور ان کی دوسری کہانیوں میں تقدیر کی کروٹ سے طوائف بن جانے والی شریف زادیاں' کنبے کی اور اپنی بھوک کی مار سہتی ہوئی عزت سے چار پیسے کمانے کے لیے اپنا تارِنظر کڑھت کے ٹانکوں میں اتار دینے والیاں' تار پر چلنے اور میم صاحباؤں کے گھروں میں برتن دھوتی اور فرش چمکانے والی بہادر عورتیں ہیں' حالات کی لہروں پر تنکوں کی طرح ڈولتی ہوئی' یہ فریاد کرتی ہوئی سنائی دیتی ہیں کہ 'اب جو کیے ہو داتا' ایسا نہ کیجو' اگلے جنم موہے بٹیا نہ کیجو۔''

آمریت کی سرپرستی میں ہمارے یہاں انتہا پسند عقیدہ پرستی کا سیلاب جس طرح امڈا اس نے روشن خیال لکھنے والیوں اور لکھنے والوں کے لیے سنگین مسائل پیدا کیے۔ اب سالہا سال سے ہم ایک ایسے عقیدہ پرست سماج میں رہتے ہیں جہاں وہ آزادیاں اور گنجائشیں ختم ہوگئی ہیں جو برطانوی سامراج کے سائے میں رہتے ہوئے ہمیں حاصل تھیں۔

پاکستانی سماج میں عورت کی پسپائی کی نہایت دل دوز اور سچی تصویر خالدہ حسین نے اپنے افسانے ''دادی آج چھٹی پر ہیں'' میں بیان کی ہے۔ دادی سے پوتی تک زمانہ پاکستانی عورت ک لیے جس طرح الٹے قدموں چلا ہے، اس کی عکاسی بے مثال ہے۔ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ دادی جو کالج میں پروفیسر ہے۔ وہ اپنے بد باطن شوہر اور عقیدہ پرست بیٹے کے ہاتھوں جو صدمے اٹھاتی ہے، پوتی سے جس کا تعلق اور محبت کا رشتہ ممنوع ٹھہرتا ہے، وہ آج کے ان بے شمار گھروں کی کہانی ہے جہاں مذہب کے نام پر بیٹوں نے ماں سے اس کا اختیار چھین لیا۔ جنھیں ان کے بیٹے کافر کہتے ہیں اور دوزخ میں جانے کا مژدہ سناتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ وہ اپنی ماں کے ولی ہیں۔

مراۃ لعروس کی ہیروئن ''اصغری'' جس کی پیدائش 1869 میں ڈپٹی نذیر احمد کے قلم سے ہوئی اور 1881 میں رشید النسا نے جس اشرف النسا کو تخلیق کیا وہ اگر آج زندہ ہوکر ہمارے درمیان آجائیں تو جیلانی بانو، واجدہ تبسم، پروین عاطف، خالدہ حسین، فرخندہ بخاری، ام عمارہ اور دوسری لکھنے والیوں اور لکھنے والوں کے بے اختیار اور بے بس نسائی کرداروں کو دیکھ کر شاید غش کھا جائیں۔

سوچنے کی بات ہے کہ کیا یہ برطانوی راج کی عطا تھی جس نے ہمارے لکھنے والوں اور لکھنے والیوں سے بااختیار عورتوں کے کردار تراشوائے؟ فرقہ وارانہ بنیادوں پر ملک کی تقسیم نے اردو ادب اور عورتوں کی کردار نگاری پر کیا اثرات مرتب کیے اس کا جائزہ آج شاید بہت ضروری ہوگیا ہے۔

ہمارے یہاں کئی دہائیوں سے عورت کے بااختیار ہونے کی لڑائی سیاست، سماج اور ادب کے صفحوں پر شدت سے لڑی جارہی ہے۔ ادب زندگی کا آئینہ دار ہے، اس میں جھوٹے کردار نہیں تراشے جاتے۔ آج کے اردو افسانے اور ناول میں باغی عورتوں کی آبادی بڑھتی جارہی ہے۔ وہ ازدواجی زندگی میں جبری جنسی تعلق پر برافروختہ ہے، اپنی کوکھ پر اپنے اختیار کا سوال اٹھاتی ہے، اس کا بااختیار شوہر گھر میں بیٹیوں کی طرح رہنے والی کم عمر لڑکی کے ساتھ زنا بالجبر کرے تو وہ گٹر کھولنے کے لیے رکھا ہوا تیزاب اس کے نچلے دھڑ پر لوٹ دیتی ہے۔

ایسی عورتیں ہیں جو نامرد بیٹوں کی ماؤں سے اپنی محرومیوں پر سوال اٹھاتی ہیں، ایسی عورتیں ہیں جو اپنی نسل چلانے کے لیے اپنی بہوؤں کو ان کے دیوروں کے تصرف میں دے دیتی ہیں۔ ہمارے ادب کے صفحوں پر سانس لیتے ہوئے یہ نسائی کردار عقیدے، قانون اور رسم و رواج کے بارے میں ایسے تیکھے اور کڑوے سوال اٹھاتے ہیں کہ جبہ و دستار اور میزانِ عدل کے سائے میں بیٹھے ہوئے صاحبان عدل کی پیشانیوں پر پسینہ آجاتا ہے۔ سماج، رواج، سیاست، نظامِ عدل اور ادب میں عورت کے سوال اٹھانے کا سفر جاری ہے۔

(بشکریہ ایکسپریس اردو)

عالمی یومِ جمہوریت: قومی اداروں کا استحکام

ڈاکٹر رمیش کمار

اقوام متحدہ کے تحت دنیا بھر میں پندرہ ستمبر کو عالمی یومِ جمہوریت منایا جارہا ہے، یہ حسن اتفاق ہی ہے کہ ایسے موقع پر جب وطن عزیز میں قومی اداروں کی مضبوطی زیربحث ہے، رواں برس کے عالمی دن کا موضوع جمہوری اقدار کو مضبوط کرتے ہوئے قومی اداروں کو مستحکم کرنے کی ضرورت پر زور دینا ہے تاکہ انسانی حقوق کی حفاظت اور قانون کی حکمرانی کو یقینی بنائی جاسکے اور اداروں کے تصادم سے بھی بچا جاسکے۔ میں نے بارہا مواقعوں پر اظہارِ خیال کیا ہے کہ پاکستان کا قیام ایک خالصتاً جمہوری جدوجہد کے نتیجے میں عمل میں آیا تھا اور پاکستان کا مستقبل جمہوریت سے وابستہ ہے، پاکستان کو مضبوط صرف اسی صورت بنایا جاسکتا ہے جب یہاں جمہوریت کو استحکام حاصل ہو اور جمہوریت کسی خاص طبقے یا خاندان کے مفادات کیلئے نہیں بلکہ ارضِ پاکستان میں بسنے والے ہر شہری کی امنگوں کی ترجمان ہو۔ دورِ جدید میں وہی قومیں ترقی کرتی ہیں جو جمہوری رویوں کو اپناتی ہیں، جہاں ہر قومی ادارہ اپنے آئینی دائرہ کار میں رہتے ہوئے ملکی ترقی کیلئے سرگرم عمل رہتا ہے، اس حوالے سے پاکستان کی بدقسمتی رہی ہے کہ آزادی کے ایک سال بعد ہی قائداعظم کے دارِفانی سے کوچ کرجانے کے باعث جمہوریت فوری پنپ نہ سکی، قائداعظم نے تو گیارہ اگست سے دستور ساز اسمبلی سے اپنے خطاب میں واضح پالیسی بیان کردی تھی کہ نوزائیدہ مملکت کو جمہوری انداز میں چلایا جائے گا لیکن عملاً ایسا نہ ہوسکا، اسکا خمیازہ ہمیں مارشل لاء اور مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی صورت میں صرف اس بنا پر بھگتنا پڑا کہ اس وقت قومی ادارے اتنے مضبوط نہ تھے کہ طالع آزماؤں کے سامنے بندھ باندھ سکیں۔ یہ صورتحال صرف پاکستان تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ جس ملک نے بھی غیر جمہوری رویہ اپنایا وہ کامیاب نہ ہوسکا، گزشتہ صدی کی اہم ترین عالمی طاقت سوویت یونین تمام تر مضبوط معیشت، عسکری طاقت، افرادی قوت اور وسیع رقبہ ہونے کے باوجود ناکامی سے دوچار ہوکر آج جمہوریت کو اپنانے پر مجبور ہوگئی ہے جبکہ جمہوری اقدار کے حامل معاشرے ترقی کی دوڑ میں تیزی سے آگے بڑھتے جارہے ہیں۔ یہ ایک خوش آئند امر ہے کہ اقوامِ متحدہ باقاعدگی سے جمہوریت کی اہمیت اجاگر کرنے کیلئے عالمی یومِ جمہوریت کیلئے ہر سال ایک مختلف موضوع کا اعلان کرتی ہے، اس حوالے سے سب سے اہم تقریب نیویارک میں یو این ہیڈکوارٹرز میں انٹر پارلیمنٹری یونین (آئی پی یو) کے زیراہتمام منعقد کی جاتی ہے، رواں برس کے عالمی دن کی ایک اور اہم بات آئی پی یو کے تحت منظور ہونے والے عالمی اعلامیہ برائے جمہوریت کی بیس سالہ سالگرہ بھی منانا ہے، ستمبر 1997 میں عالمی اعلامیہ میں تمام جمہوریت پسند ممالک پر جمہوری اقدار پر کاربند رہنے، جمہوری حکومتوں کے استحکام اور عالمی تناظر میں جمہوریت کے مثبت کردار کو فروغ دینے کے عزم کا اعادہ کیا گیا تھا، اقوام متحدہ کے مطابق کرہ ارض پر موجودہ مختلف جمہوریتوں میں قدرِ مشترک تو ہوسکتی ہیں لیکن جمہوریت کسی ایک ملک یا علاقے سے منسوب نہیں، ہر ریاست کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی خودمختاری کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے عوام کی مرضی سے نظامِ حکومت مرتب کرے۔ میرے اپنے خیال میں بھی ایک جمہوری حکومت کی اولین ترجیح ووٹ کے تقدس کا احترام کرتے ہوئے اپنے عوام کی فلاح و بہبود ہونی چاہئے اور تمام شہریوں کو سیاسی، معاشی، ثقافتی اور مذہبی حقوق کی یکساں فراہمی یقینی بنانی چاہئے۔ اسکے برعکس غیر جمہوری حکومتوں کی ترجیح جمہوریت دشمن ہتھکنڈے آزماتے ہوئے اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کیلئے قومی اداروں کو کمزور کرنا ہوا کرتی ہے، پاکستان نے ماضی میں جمہوریت نہ ہونے کی بنا پر سخت عالمی دباؤ کا بھی سامنا کیا ہے، کہا جاتا ہے کہ 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد جنگ بندی کیلئے پاکستان اور بھارت کے حکمرانوں کو تاشقند میں مدعو کیا گیا تو بھارتی وزیراعظم لال بہادر شاستری پاکستانی صدر ایوب سے صرف اس وجہ پر رعایت حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے کہ انہیں تو عوام کی نمائندہ پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہونا تھا لیکن پاکستانی حکمران مطلق العنان تھا۔ اسی طرح افغان جنگ میں شمولیت اور خارجہ پالیسی سمیت بیشتر حکومتی فیصلے عوامی تائید سے محروم اور قومی اداروں سے مشاورت کے بغیر عمل میں لائے گئے۔ گیارہ ستمبر کے المناک حادثے کے بعد امریکہ کی ایک فون کال پر آمر کو کسی قومی ادارے کو اعتماد میں لیے بغیر ایسے فیصلے کرنے پڑ گئے جس کے اثرات آج بھی پاکستان پر پائے جاتے ہیں، مشرف کے دورِ آمریت کے دوران ماضی کی روایتی حریف سیاسی جماعتوں کے سربراہان میاں نواز شریف اور محترمہ بےنظیر بھٹو نے دورانِ جلاوطنی اس حقیقت کا ادراک کرلیا تھا کہ پاکستان کو عالمی برادری کے شانہ بشانہ ترقی کی دوڑ میں کھڑا کرنا ہے تو نوے کی دہائی کے غیر جمہوری رویوں کو خیرباد کہنا ہوگا، یہی سوچ دونوں بڑی سیاسی جماعتوں کے مابین میثاق جمہوریت پر دستخط کا باعث بنی اور پھر دنیا نے دیکھا کہ کیسے پرامن انداز میں پاکستان کے عوام نے طویل دورِ آمریت سے چھٹکارا پالیا، ملکی تاریخ میں پہلی بار ایک آمر کو عوام کی منتخب پارلیمان میں مواخذہ کے خوف سے استعفیٰ دینا پڑا، عدلیہ بحالی تحریک کی کامیابی میں مسلم لیگ (ن) کے لانگ مارچ نے فیصلہ کُن کردار ادا کیا، پیپلزپارٹی کے دور میں ایک وزیراعظم کو جب اعلیٰ عدلیہ نے معطل کیا تو جمہوری انداز میں دوسرے وزیراعظم نے منتخب ہوکر حکومتی امور سنبھال لیے، اسی طرح ملکی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک سیاسی جماعت نے اپنی پانچ سالہ مدت پوری کرنے کے بعد عام انتخابات کے نتیجے میں آئندہ حکومت کیلئے راہ ہموار کی۔

موجودہ حکومت کے دور میں کچھ نام نہاد سیاسی عناصر نے غیر جمہوری انداز میں دارالحکومت اسلام آباد کی طرف لشکرکشی کرنے کی کوشش کی تو تمام جمہوریت پسند جماعتیں پارلیمنٹ اور قومی اداروں کے دفاع کیلئے متحد ہوگئیں، آپریشن ضربِ عضب، ردالفساد اور کراچی آپریشن میں کامیابی قومی اداروں کی مضبوطی اور عوام کے اعتماد کی بدولت ہی ممکن ہوسکی، منتخب وزیراعظم پاکستان نے ازخود احتساب کیلئے سپریم کورٹ سے رجوع کیا تو نہ صرف خاندان سمیت تحقیقاتی ٹیم کے سامنے پیش ہوا جاتا ہے بلکہ سپریم کورٹ کے فیصلے پر من وعن عملدرآمد کرتے ہوئے وزیراعظم فوری طور پر مسندِ اقتدار سے الگ ہوجاتے ہیں، پارلیمان میں نیا وزیراعظم خوش اسلوبی سے منتخب کرلیا جاتا ہے جبکہ الیکشن کمیشن نشست خالی قرار دیکر ضمنی انتخابات کا اعلان کرتا ہے، الزام تراشی کی سیاست کرنے والے جواب دیں کہ کیا ملکی تاریخ میں ایسی کوئی مثال میثاق جمہوریت سے قبل ملتی ہے؟ آج پاکستان میں دن بدن مضبوط ہوتے جمہوری اداروں کی موجودگی میں امریکہ ہمیں ڈومور کہنے کی کوشش کرتا ہے تو اسے سخت ردِعمل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہمیں عالمی یوم جمہوریت کے موقع پر حکومت اور سیاسی جماعتوں کے ساتھ ملک بھر میں جمہوری اقدار کی مضبوطی کیلئے من حیث القوم اپنے اندر جمہوری رویوں کو فروغ دینا ہوگا، میری نظر میں ہمیں ہر ادارے میں میرٹ پر شفاف بھرتیوں کا عمل یقینی بنانا ہوگا جہاں ہر کوئی اپنی حدود میں رہتے ہوئے فرائض سرانجام دے، کوئی اپنے آپ کو قانون سے بالاتر نہ سمجھے، اختیارات سے تجاوز کرنے پر فوراً قانون کی آہنی گرفت میں آ جائے اور سب سے اہم بات ہر ایک کو احساسِ ذمہ داری اور جوابدہی کا شعور ہونا چاہئے۔ انٹر پارلیمنٹری یونین نے پائیدار ترقی اہداف (ایس ڈی جیز) کے تناظر میں دنیا بھر کی پارلیمانوں سے کہا ہے کہ وہ مستقبل کی جمہوریت کا اندازہ لگانے کی کوشش کریں کہ آج کی جمہوریت اور جمہوری ادارے 2030ء میں کن تبدیلیوں کا سامنا کریں گے، ہمیں بھی تحقیق کرنی چاہئے کہ ایس ڈی جیز اہداف کے حصول کیلئے ہماری پارلیمنٹ اپنا موثر کردار کیسے ادا کرسکتی ہے اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے ذریعے حق رائے دہی اور فیصلہ سازی میں بہتری کیسے لائی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کا عالمی دن منانے کیلئے جب دنیا بھر کے جمہوری ممالک میں مختلف تقریبات کا انعقاد ہورہا ہے تو ہمیں جمہوریت کا مضمون نصابِ تعلیم کا حصہ بنانے پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے اور ہمارے میڈیا کو بھی اپنی خصوصی نشریات اور ٹاک شوز کے ذریعے پارلیمنٹ کے ایوان میں عوامی نمائندوں کی استحکام جمہوریت کیلئے کاوشوں اور مضبوط جمہوری اداروں کی اہمیت کو اجاگر کرنا چاہئے۔

(بشکریہ جنگ)

دھند میں لپٹا میدان کارزار

غازی صلاح الدین

اگر کوئی تصویر یا تصویری ڈیزائن ایک کالم کا عنوان بن سکتا تو آج کے کالم کے لئے میرے پاس ایک پوسٹر موجود ہے۔اس پر میری نظر این اے 120 کے حلقے میں لاہور میں پڑی۔ میں تو کراچی کا گرفتار ہوں لیکن اتوار اور پیر کی درمیانی رات لاہور میں گزری جہاں میں ایک میٹنگ میں شرکت کے لئے گیا تھا۔اتوار کی شام کافی دیر تک اس علاقے میں تنہا ٹہلتا رہا کہ جس کے شہری کل ایک دھماکہ خیز ضمنی الیکشن میں پاکستان کی موجودہ سیاست میں ایک نیا باب رقم کریں گے۔ایک طرح سے یہ اس جنگ کا ایک محاذ ہے جو ان قوتوں کے درمیان لڑی جارہی ہے جو جانی پہچانی بھی ہیں اور انجانی بھی۔ اور میدان کارزار ایک ایسی دھند میں لپٹا ہے کہ ٹھیک سے دکھائی نہیں دیتا کہ کون کدھر سے لڑ رہا ہے۔ ہاں، این اے 120 کے اکھاڑے میں چہرے پہچانے جاسکتے ہیں۔ اس الیکشن کی اہمیت سے تو انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے بھی حالات کا رخ متعین کرنے کی ایک خصوصی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ویسے تو یہ ضمنی الیکشن خود سپریم کورٹ کے ایک تاریخ ساز فیصلے کا نتیجہ ہے۔ گویا عدالت کی رائے اور عوام کی رائے کے درمیان ایک ٹکراؤ کی سی کیفیت ہے۔ اور اگر اس ٹکرانے سے ایک بحران پیدا ہوسکتا ہے تو پوری صورتحال یوں بھی ایک بھونچال کی شکل اختیار کرچکی ہے۔ یعنی عوام اور عدلیہ اور سیاسی رہنماؤں کے علاوہ ریاست کو بھی قومی سلامتی کے بارے میں کئی اہم فیصلے کرنا ہیں۔ وہ گھسے پٹے جملے کہ پاکستان ایک دوراہے پر کھڑا ہے یا ایک نازک صورتحال سے دوچار ہے اب ایک متبادل اظہار کے مستحق ہیں، یہ بات کس طرح کہی جائے کہ یہ راستہ کوئی اور ہے۔ امریکہ کے صدر نے ایک بات کہی، ’برکس‘ کے بیان میں اسے ایک دوسرے انداز میں دہرایا گیا اور اب ہم اپنی خارجہ پالیسی کو ایک نیا رخ دینے کی تیاری کررہے ہیں۔

اس سارے پس منظر میں میری تشویش یہ ہے کہ ہم پاکستانی معاشرے کی ہیبت ناک بدحالی کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے۔

اس معذرت کے ساتھ کہ میں اپنے موضوع سے ہٹ رہا ہوں، میں کراچی کے ایک ایسے واقعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو ایک دوسرے محاذ پر ہماری شرمناک پسپائی کی علامت ہے۔ خبر آپ نے شاید پڑھی یا سنی ہو۔ غیرت کے نام پر جو قتل آئے دن ہوتے رہتے ہیں ان میں ایک نئی اور کسی حد تک مختلف داستان کا اضافہ ہوا ہے۔ ایک 15 سالہ لڑکی اور 17 سالہ لڑکے کو ان کے اپنے خاندان نے بجلی کا کرنٹ لگا کر اور تشدد کے ذریعے ہلاک کردیا۔ ان کا جرم آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ وہ ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے اور گھر سے بھاگ کر شادی کرنا چاہتے تھے۔ اب شرم اور حیرت کی بات یہ ہے کہ ان کے قتل کا حکم کراچی کے ایک علاقے میں ایک جرگہ نے دیا کہ جس کا تعلق ایک قبائلی فرقے سے ہے۔ ابھی جس مردم شماری کے ابتدائی نتائج کا اعلان ہوا ہے اس پر شہری اور دیہی آبادی کے فرق کے بارے میں کافی گفتگو ہورہی ہے۔ لیکن کراچی تو واقعی ایک ایسا شہر ہے جس کی زندگی جدید دنیا میں

شاید صرف اپنی مشہوری کا معاملہ ہے جو ایک نابالغ سیاست میں سب کو ملتا رہتا ہے۔ ٹیلی وژن کا ٹاک شو تو ہے نا۔ لیکن میں جس جماعت کے پوسٹر کی بات کررہا ہوں اس کی ایک الگ حیثیت اور معنویت ہے۔ تو لیجئے میں پردہ اٹھاتا ہوں۔

سوچ کی حد تک کافی مطابقت رکھتی ہے۔ سمجھا یہ جاتا ہے کہ دیہات سے کراچی کا فاصلہ اس سے زیادہ ہے جتنا لاہور یا اسلام آباد کا۔ اب یہ دیکھئے کہ اس کراچی کے چند محلوں میں قبائلی جرگوں کی حکمرانی ہے۔ اب جو یہ قتل کی کہانی ہے تو اس کی تصدیق بدھ کے دن دونوں نوجوانوں کی قبر کشائی سے ہوئی۔ دیہی علاقوں سے شہروں کی جانب سفر کو ترقی کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں تو شہروں کا فرسودہ اور وحشیانہ خیالات کے ضمن میں، دیہات کی طرف واپسی کا ایک اشارہ ہے۔ اور یہی نہیں، کئی سرخیاں ہر روز پاکستانی معاشرے کی ایک بھیانک تصویر بناتی دکھائی دیتی ہیں۔ اس تصویر کو ہم اس لئے نہیں دیکھتے کہ سیاست ہمارے اعصاب پر سوار ہے۔ سیاست بھی اور اس ہفتے کی حد تک کرکٹ بھی۔ لاہور میں، پیر کے دن ہی میں نے شہر کی زندگی میں کرکٹ کی مداخلت کا اندازہ کرلیا تھا۔ سیکورٹی تو واقعی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ کیونکہ لاہور کا ضمنی الیکشن ایک قومی الیکشن کی سی حیثیت اختیار کرچکا ہے اس لئے اس موقع پر لاہور میں کرکٹ کے میلے کے انعقاد کے بارے میں کئی سوال پیدا ہوسکتے ہیں۔ یا شاید اس سے سیاسی کشمکش کے بخار کو ذرا کم کرنے کی ضرورت پوری ہوتی ہو، پھر بھی کرکٹ تو عمران خان کا کھیل ہے۔ اور دیکھنا یہ ہے کہ کل ایمپائر کی انگلی کس کے لئے اٹھتی ہے۔

ارے۔ ان تمام باتوں میں وہ پوسٹر تو رہ ہی گیا جسے میں نے اس کالم کا عنوان بنانے کے بارے میں سوچا تھا۔ تو جی ہاں، اب مجھے اس پوسٹر کی رونمائی کرنا ہے۔ اور وضاحت میں پہلے کردوں کہ اس پوسٹر کا کوئی تعلق نواز شریف یا عمران خان کی پارٹی سے نہیں ہے۔ مقابلہ تو انہیں دو جماعتوں کے درمیان ہے۔ اور ایک اندازہ ہے کہ یہ مقابلہ سخت بھی نہیں ہے۔ بس دیکھنا یہ ہے کہ دونوں امیدواروں کے درمیان کتنے ووٹوں کا فاصلہ رہے گا۔ یوں تو پیپلز پارٹی بھی زور و شور سے لاہور کے اکھاڑے میں اتری ہے لیکن سیاسی منظر نامہ حالیہ برسوں میں بہت تبدیل ہوا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس حلقے میں امیدواروں کی ایک بھیڑ جمع ہے۔ ان کے بینر اور پوسٹر کئی چوراہوں کی شکل بگاڑ چکے ہیں۔ یہ سب اپنی مہم پر اتنی دولت کیوں لٹا رہے ہیں اس کی بھی کوئی وجہ ہوگی جو زیادہ سمجھ میں نہیں آتی۔ شاید صرف اپنی مشہوری کا معاملہ ہے جو ایک نابالغ سیاست میں سب کو ملتا رہتا ہے۔ ٹیلی وژن کا ٹاک شو تو ہے نا۔ لیکن میں جس جماعت کے پوسٹر کی بات کررہا ہوں اس کی ایک الگ حیثیت اور معنویت ہے۔ تو لیجئے میں پردہ اٹھاتا ہوں۔

اس پوسٹر پر حافظ سعید اور قائداعظم کے چہرے ساتھ ساتھ ہیں۔ ظاہر ہے کہ ’’ملی مسلم لیگ‘‘ کے حمایت یافتہ امیدوار کی تصویر بھی ہے جو زیادہ نمایاں ہے۔ میں نے جب یہ پوسٹر پہلی بار دیکھا تو سوچ میں پڑ گیا۔ ایک لحاظ سے یہ پاکستان کے سیاسی سفر کی ایک تمثیل ہے۔ قائداعظم کے وژن کی تو ہم سب بات کرتے ہیں اور ان کی خالص سیکولر زندگی ہماری نظر میں رہتی ہے۔ دوسری حافظ سعید اور ان کے نظریات اور ان کی جماعت اور ان کی حمایت کرنے والے یہ سب بھی ایک حقیقت ہیں۔ اب پاکستان جس مشکل میں ہے اس کا حقیقت پسندانہ تجزیہ بھی لازمی ہے۔ میں نے اپنے انگریزی کے کالم میں گزشتہ ہفتے یہ لکھا تھا کہ اسٹیبلشمنٹ کے پاس ان افراد کی فہرست تو ضرور ہوگی جو ان کی شدید مخالفت کرتے ہیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ان مخالفین کو ایوان اقتدار میں مدعو کرکے ان کی بات سکون سے سنی جائے کیونکہ ہو تو وہی رہا ہے جس کی ان ناقدین نے پیش بینی کی تھی۔

(بشکریہ جنگ)

پاکستان میں جبری گمشدگیاں، جس کی لاٹھی اُس کی بھینس

اسلام آباد پاکستان میں انسانی حقوق کے تحفظ کے سرکاری ادارے کے سربراہ جسٹس ریٹائرڈ علی نواز چوہان نے کہا ہے کہ جبری گمشدگیوں کے معاملے میں پاکستان میں جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا معاملہ ہے۔ بی بی سی کو جبری طور پر گمشدہ ہونے والے افراد کے بارے میں دیے گئے انٹرویو میں قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کے سربراہ نے کہا کہ پاکستان میں جبری طور پر گمشدہ ہونے والے لوگوں کے بارے میں کوئی قانون نہیں ہے اور نہ ہی پاکستان نے اس بارے میں بین الاقوامی معاہدوں کی توثیق کی ہے۔ انھوں نے کہا: 'قانون نہ ہونے کی وجہ سے ان افراد کی کسی ایجنسی کی تحویل میں ہونے کی تصدیق کا کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔ اگر یہ طریقہ کار بن جائے تو ایجنسیوں یا پولیس میں جو (پالیسیوں سے) باغی عناصر ہیں ان کا احتساب ہو سکے گا اور وہ قانون کے مطابق چلیں گے۔' لاپتہ افراد کی تلاش کے لیے حکومتوں کی طرف سے تعاون کے بارے میں پوچھے گئے ایک سوال پر نیشنل کمیشن برائے انسانی حقوق کے سربراہ نے کہا کہ حکومتیں تعاون تو کرتی ہیں لیکن سب لوگ شائد نہیں کرتے۔ 'سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا سارے لوگ تعاون کرتے ہیں حکومت کے اندر؟ کیا وہ لوگ تعاون کرتے ہیں جو شائد ذمہ دار ہوں (گمشدگیوں کے) یا باغی (لوگ) عناصر ہوں، سارے تو ایسے نہیں ہیں۔' جسٹس چوہان نے کہا کہ قانون کی عدم موجودگی کے باعث گمشدہ افراد کے مقدمات کی تفتیش کرنے میں ان کا ادارہ بعض اوقات بے بس ہو جاتا ہے۔ قانون نہ ہونے کی وجہ سے ان افراد کی کسی ایجنسی کی تحویل میں ہونے کی تصدیق کا کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔ اگر یہ طریقہ کار بن جائے تو ایجنسیوں یا پولیس میں جو (پالیسیوں سے) باغی عناصر ہیں ان کا احتساب ہو سکے گا اور وہ قانون کے مطابق چلیں گے۔ جسٹس ریٹائرڈ علی نواز چوہان نے کہا 'جب تک گمشدہ فرد الزام علیہ (ایجنسیوں) کے ہاں سے برآمد نہیں ہوگا یا وہ ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرے گا تو ہم تو بے بس ہیں۔' اس سوال پر کہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ جب تک ایجنسیاں، جن پر الزام ہے کہ انھوں نے کسی شخص کو غیر قانونی حراست میں رکھا ہوا ہے، انسانی حقوق کمیشن کے ساتھ تعاون نہیں کرتیں تو یہ ادارہ کچھ نہیں کر سکے گا، جسٹس چوہان نے کہا کہ یہ تاثر کلی طور پر درست نہیں ہے۔ ' کچھ تو ہم کر سکتے ہیں۔ جیسے دباؤ ڈال سکتے ہیں، شور مچا سکتے ہیں اور ایجنسیوں کو بلا بھی لیتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ ان سے کچھ حاصل ہو جائے۔' جب ان سے پوچھا گیا کہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اگر ایجنسیاں جبری گمشدہ افراد کے بارے میں رضا کارانہ معلومات نہیں دیتیں تو ان کا ادارہ کچھ نہیں کر سکتا، جسٹس چوہان نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ انھوں نے کہا: 'بہت حد تک آپ ٹھیک کہ رہے ہیں۔ اگر ایجنسیاں رضا کارانہ طور پر ہمیں یہ نہ بتائیں کہ کوئی گمشدہ شخص ان کے پاس موجود ہے تو ہمارے پاس تو کوئی طریقہ نہیں ہے جس سے ہم یہ معلوم کر سکیں کہ یہ فرد کہاں ہے۔' اس معاملے میں پولیس کے کردار کے بارے میں ایک سوال پر جسٹس چوہان نے کہا کہ پولیس اتنی طاقتور نہیں ہے کہ وہ اس معاملے میں کچھ کر سکے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ تو پھر جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا معاملہ ہو گیا تو جسٹس چوہان نے کہا کہ کچھ ایسا ہی ہے۔

'میں اس سے انکار نہیں کروں گا کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا معاملہ تو ہے۔ لیکن یہیں پر قانون کا معاملہ آ جاتا ہے۔ اگر قانون میں اختیار اور طاقت دی جائے تو معاملات بہتر ہو سکتے ہیں۔' انھوں نے کہا کہ اس بارے میں نئے قوانین بنائے اور ایجنسیوں اور پولیس کو ان قوانین کے دائرے میں لائے بغیر یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ 'اس (قانون نہ ہونے) کی وجہ سے ہم حکومت کے مرہون منت ہیں کیونکہ ہمارے پاس اپنی تو کوئی ایجنسی نہیں ہے جس سے ہم ڈھونڈھ سکیں کہ گمشدہ فرد کہاں ہے۔' انھوں نے کہا کہ وہ حکومت کو تجویز دے چکے ہیں کہ اس معاملے پر قانون سازی کی جائے لیکن ایسا ابھی تک نہیں ہو سکا ہے۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

دکاندار کا قتل

لکی مروت لکی مروت کے نواحی علاقے سدائے نورنگ گنڈی خانخیل میں نامعلوم افراد فائرنگ کرکے ایک دکاندار کو قتل کرنے کے بعد فرار ہو گئے۔ اکرام اللہ ولد قاسم خان سکنہ گنڈی خانخیل نے پولیس کو بتایا کہ ان کی جنرل سٹور کی دکان ہے جہاں اس کا والد قاسم خان دکان کی حفاظت کے لیے سوتا ہے۔ گزشتہ شب ہم گھر والے ان کو نماز کے لیے اٹھانے گئے تو وہ خون میں لت پت زمین پر پڑا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہماری کسی کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں۔ مقتول کے بیٹے اکرام اللہ کی مدعیت میں پولیس نے نامعلوم افراد کے خلاف ایف آئی آر درج کر کے تفتیش شروع کر دی تھی۔ واقعہ 5 ستمبر کو پیش آیا تھا۔

(محمد ظاہر شاہ)

آئینی ادارے اپنی حدود کا لحاظ رکھیں، چیئرمین سینیٹ

اسلام آباد چیئرمین سینٹ رضا ربانی کا کہنا ہے تمام آئینی ادارے اپنی حدود کا لحاظ رکھیں جبکہ حکومت ماضی کی غلطیوں سے سبق سیکھے اور پارلیمان کو مضبوط کرے۔ سینٹ کا اجلاس چیئرمین رضا ربانی کی زیر صدارت ہوا اور ایوان میں وزراء کی عدم حاضری پر چیئرمین سینیٹ آج بھی برہم ہوئے۔ واضح رہے گذشتہ روز بھی وزراء کی عدم حاضری پر سینیٹ کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا تھا۔ اسلام آباد کے نجی اسکولوں کے حوالے سے توجہ دلاؤ نوٹس کے جواب پر وزیر کیڈ غیر حاضر تھے، ان سے قبل وزیر مواصلات بھی اپنے سوال کا جواب دینے کے لیے ایوان میں موجود نہ تھے۔ جس پر چیئرمین سینٹ کا کہنا تھا جب تک وزیر مملکت کیڈ ایوان میں حاضر نہیں ہوتے اس وقت تک کے لیے کارروائی روک دی جائے۔ بعد ازاں وزیر کیڈ ایوان میں پہنچے اور اپنی پوزیشن کلیئر کرتے ہوئے بتایا کہ میرے قومی اسمبلی میں سوالات تھے ابھی اسپیکر سے اجازت لیکر آیا ہوں، کوشش ہوگی آئندہ ایسا نہ ہو۔ عالمی یوم جمہوریت کے موقع پر چیئرمین سینیٹ نے ایوان بالا میں جاری اجلاس میں کہا کہ تمام ادارے اپنے اختیارات آئین کے تحت ہی استعمال کریں جبکہ آئینی حدود سے تجاوز کرنے والا ادارہ جمہوریت کی مضبوطی کے لیے مددگار ثابت نہیں ہوگا۔ رضا ربانی کا کہنا تھا جب نظام کو مشکلات کا سامنا ہو تو پارلیمان کو بطور نگران اپنا کردار ادا کرتے رہنا چاہیے۔ چیئرمین سینٹ کا کہنا تھا کہ حکومت ماضی کی غلطیوں سے سبق سیکھے اور پارلیمان کو مضبوط کرے۔ دوسری جانب وزیر خارجہ خواجہ آصف نے وقفہ سوالات کے دوران تحریری جواب میں بتایا کہ مقبوضہ کشمیر میں ہندو اکثریت قائم کرنے کے لیے بھارت جغرافیائی تبدیلیاں لانے کی کوشش کر رہا ہے اور اس معاملے کو عالمی سطح پر اٹھانے کے لیے وزارت خارجہ مختلف اقدامات اٹھا رہا ہے۔ انہوں نے ایوان بالا میں مزید بتایا کہ سابق مشیر برائے خارجہ امور نے 27 اپریل 2017 کو اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو تفصیلی خط لکھا تھا، جس میں کشمیر میں آبادیاتی تبدیلیاں لانے کے حوالے سے بھارت کے عزائم سے آگاہ کیا گیا تھا۔ اس کے بعد چیئرمین سینیٹ نے وفاقی وزیر داخلہ احسن اقبال کو سابق وزیر داخلہ چودھری نثار علی کے قومی سلامتی کو لاحق خطرات کے بیان کی وضاحت کے لیے منگل کو ایوان میں آنے کی ہدایت کی۔

(بشکریہ ڈان)

تعلیم یافتہ دہشت گرد

کاشف علی

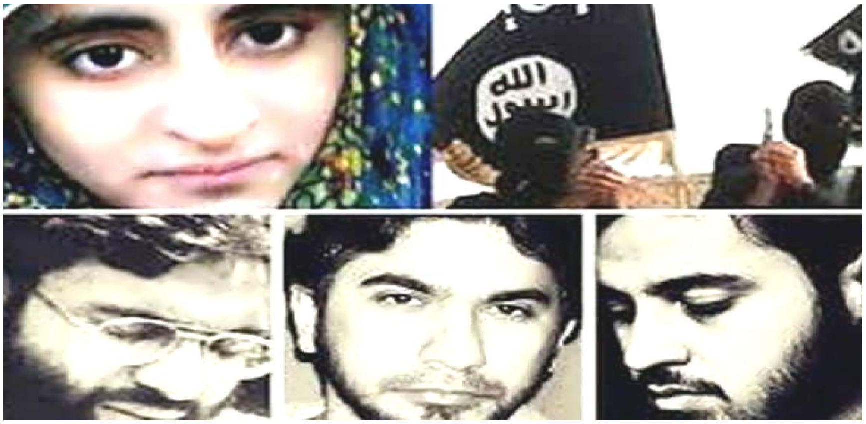

عمومی تصور یہ ہے کہ شدت پسندی اور دہشت گردی غربت، جہالت اور بے روزگاری کی کوکھ سے جنم لیتی ہے۔ اس میں ملوث افراد دینی تعلیمی اداروں سے فارغ التحصیل طلبا ہوتے ہیں، جنہوں نے جدید تعلیمی اداروں کی شکل تک نہیں دیکھی ہوتی۔ یہ خود بھی دہشت گردی میں ملوث ہوتے ہیں اور مذہب کی غلط تشریح کا سہارا لیتے ہوئے کم پڑھے لکھے لوگوں، خصوصا مذہب سے لگاؤ رکھنے والے نوعمر نوجوانوں کو بھی شدت پسندی اور دہشت گردی کی طرف راغب کرتے ہیں۔ دنیا بھر خاص کر پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات پر ایک طائرانہ نگاہ دوڑانے سے مندرجہ بالا تاثر کی نفی ہوتی ہے۔ 43 نہتے اسماعیلیوں کے قتل کا دلخراش سانحہ صفورہ گوٹھ اور انسانی حقوق کی کارکن سبین محمود کے قتل میں ملوث آئی بی اے (IBA) کراچی کا طالب علم سعد عزیز ہو، داعش سے وابستہ میڈیکل کی طالبہ نورین لغاری یا پھر حال ہی میں MQM کے رہنما خواجہ اظہار الحسن پر عید کے روز مبینہ حملہ آور جامعہ کراچی کا سابقہ طالب علم عبدالکریم سروش صدیقی ہو، یہ سب اس بات کا ثبوت ہیں کہ دہشت گرد پاکستان کے جدید تعلیمی اداروں میں بھی نقب لگانے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ افغان جہاد کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں شدت پسندی اور عدم رواداری نے فروغ پایا جس سے ہمارے دینی مدارس کے ساتھ ساتھ دنیوی تعلیمی ادارے بھی محفوظ نہ رہ سکے اور آج شدت پسند عناصر ہماری اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان نسل کو اپنے مذموم مقاصد میں استعمال کرنے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ اس وقت پاکستان کی سیکورٹی فورسز کو ایسے دہشت گردوں کا سامنا ہے جو نہ صرف اعلی تعلیم یافتہ ہیں بلکہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے ٹیکنالوجی خاص کر سوشل میڈیا اینڈ ٹیکنالوجی کا بڑے پیمانے پر استعمال کر رہے ہیں۔

2017 کراچی میں منظر عام پر آنے والا اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں پر مشتمل نیا دہشت گرد گروہ انصار الشریعہ پاکستان سندھ اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر خواجہ اظہار الحسن پر بھی حملے میں ملوث ہے۔ یہ داعش سے جدا ہو کر بننے والا ایک نیا گروہ ہے جس میں لشکر جھنگوی ، القاعدہ ، داعش اور تحریک طالبان پاکستان کے سابقہ اراکین شامل ہیں۔ اسامہ بن لادن اور القاعدہ کے نظریات سے متاثر افراد کا یہ گروہ ماضی قریب میں شام میں النصرہ نامی گروہ کے ساتھ مل کر شامی حکومت کے خلاف کاروائیوں میں ملوث رہا ہے۔ شام وعراق میں داعش کی شکست کے بعد انھوں نے پاکستان کا رخ کیا ہے۔ فروری 2017 سے اب تک یہ گروپ پانچ کاروائیاں کر چکا ہے جس میں ایک ریٹائرڈ کرنل سمیت متعدد پولیس اہلکار اور عام شہری جاں بحق ہوئے ہیں۔ اندیشہ یہ ہے کہ ان کے پاس ایسے مزید تجربہ کار جنگجو ہو سکتے ہیں جو ان چھوٹے گروپس کو ساتھ ملا کر پاکستان میں بڑے حملے کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مستقبل قریب میں شام کے محاذ سے فارغ ہونے والے مزید دہشت گرد بھی پاکستان کا رخ کر سکتے ہیں جس سے نمٹنے کے لیے جامع حکمت عملی کی ضرورت ہے۔

شدت پسندی اور دہشت گردی کو صرف غربت کے ساتھ نتھی کرنا بھی درست نہیں کیونکہ دہشت گرد متمول گھرانوں کے نہ صرف طلبا بلکہ بعض اساتذہ کو بھی شدت پسندی کی جانب راغب کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ دس سے بارہ افراد پر مشتمل گروہ انصار الشریعہ میں شامل جن افراد کا اب تک پتا چلایا گیا ہے یا انہیں گرفتار کیا گیا ہے ان کی اکثریت نہ صرف کراچی کے اعلیٰ تعلیمی اداروں سے تعلیم حاصل کر چکی ہے بلکہ بعض کے والد بھی شعبہ تدریس سے وابستہ ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دہشت گرد اپنے بیانیہ سے پاکستان کے متمول اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے میں سے بعض لوگوں کو متاثر کرنے میں کامیاب ہو چکیں۔ ایسے میں سوال یہ ہے کہ پاکستان کا دہشت گردی کے خلاف ریاستی بیانیہ کیا ہے اور اسکی ترویج کے لیے ریاستی سطح پر کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟ اب تک کی تحقیق کے مطابق انصار الشریعہ نے کراچی میں دہشت گردی کے لیے سوشل میڈیا اور رابطے کے لیے مخصوص سافٹ ویئر ایپلیکیشنز کا استعمال کیا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ روایتی ذرائع کی کڑی نگرانی کے بعد دہشت گرد رابطے کے لیے متبادل ذرائع استعمال کر رہے ہیں۔ نوجوان نسل کے اذہان کو آلودہ کرنے اور انہیں اپنے جال میں پھانسنے کے لیے دہشت گرد پاکستان سمیت پوری دنیا میں سوشل میڈیا کا بہت زیادہ استعمال کر رہے ہیں جس کا سب سے بڑا ثبوت نورین لغاری کیس ہے۔ ایسے میں ہمارے قانون نافذ کرنے والے اداروں کے پاس کیا موثر حکمت عملی ہے، جس سے سوشل میڈیا اور دیگر کمیونیکشن ٹولز کو موثر طور پر مانیٹر کیا جا سکے؟

پاکستان کو سوشل میڈیا مونیٹرنگ کے لیے موثر حکمت عملی اپنانا پڑے گی یا پھر متعلقہ کمپنیوں کے ساتھ ایسے معاہدات کرنا ہوں گے جس سے پاکستان میں موجود سوشل میڈیا صارفین پر نظر رکھی جا سکے اور مشکوک عناصر کے حوالے سے بروقت وارننگ جاری ہو جس سے ان کو کسی بھی مذموم کروائی کرنے سے پہلے گرفتار کیا جا سکے۔

ملک سے شدت پسندی اور دہشت گردی کا خاتمہ کرنا ہے تو دینی مدارس کے ساتھ ساتھ کالجوں اور یونیورسٹیوں پر بھی گہری نظر رکھنا ہوگی کیونکہ شدت پسند و دہشت گرد عناصر تعلیمی اداروں میں طلبا کے ساتھ ساتھ اساتذہ کو بھی شدت پسندی کی جانب راغب کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ نوجوانوں کو مثبت سیاسی و ہم نصابی سرگرمیوں میں مشغول کرنے کے لیے طلبہ یونینز پر پابندی ختم کرنا ہوگی۔ اگر آج بھی 20 نکاتی نیشنل ایکشن پلان پر اس کی اصل روح کے مطابق عمل ہو جائے تو اس کے مثبت اثرات ہمارے تعلیمی اداروں میں بھی نظر آئیں گے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان شدت پسندی و دہشت گردی کے خاتمے کے لیے عسکری و سیاسی ہر دو حکمت عملی پر عمل کرے اور بحثیت ریاست کسی بھی ابہام کا شکار نہ ہو۔ بصورت دیگر ہماری اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان نسل دہشت گردی کا ایندھن بنتی رہے گی۔

(بشکریہ تجزیات آن لائن)

روہنگیا کون ہیں؟

حامد میر

ترکی کی خاتون اول ایمان اردوان کے آنسوؤں نے کروڑوں لوگوں کو رلا دیا۔ وہ پچھلے دنوں روہنگیا مسلمانوں کی خبر گیری کیلئے بنگلہ دیش پہنچی تھیں جہاں ساڑھے چھ لاکھ سے زائد روہنگیا پناہ گزین ہیں۔ ایمان اردوان نے روہنگیا مہاجرین کے ایک کیمپ میں مظلوم عورتوں کی سسکیاں سنیں تو اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکیں اور زاروقطار رونے لگیں۔ انہوں نے مجبور روہنگیا عورتوں کو گلے سے لگایا، انہیں دلاسا دیا اور یقین دلایا کہ ترکی انہیں اکیلا نہیں چھوڑے گا۔ ایمان اردوان کے دورہ بنگلہ دیش کے بعد ترکی نے بنگلہ دیش کی حکومت سے اپیل کی کہ روہنگیا مسلمانوں کیلئے اپنا بارڈر کھول دے ان کے قیام و طعام کا تمام خرچ ترکی برداشت کرے گا۔ پاکستان میں بھی روہنگیا مسلمانوں کے ساتھ ظلم و بربریت کے واقعات پر خاص تشویش پائی جاتی ہے اور کئی شہروں میں روہنگیا مسلمانوں کے حق میں مظاہرے ہو چکے ہیں۔ پاکستان کی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں روہنگیا مسلمانوں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا گیا اور بعض سیاستدانوں نے مطالبہ کیا کہ پاکستان میں میانمار کے سفیر کو یہاں سے نکال دیا جائے۔ پاکستانیوں کی ایک بڑی تعداد روہنگیا مسلمانوں کی مدد کرنا چاہتی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے کہ اپنے مظلوم بہن بھائیوں تک کیسے پہنچا جائے؟ اکثر سیاستدان اور صحافی یہ بھی نہیں جانتے کہ روہنگیا کون ہیں؟ روہنگیا مسلمانوں کا پس منظر سمجھے بغیر یہ پتہ نہیں چلے گا کہ میانمار کی حکومت ان پر ظلم کیوں کر رہی ہے؟ میانمار کا پرانا نام برما ہے۔ یہاں چین جانے والے عرب تاجروں نے اسلام متعارف کرایا تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے میں شاہ شجاع بنگال کا نگران تھا۔ اس نے اپنے بھائی کے خلاف بغاوت کی جو ناکام ہوگئی۔ بغاوت کی ناکامی کے بعد وہ چٹاگانگ کے راستے سے برما کے علاقے اراکان میں روپوش ہوگیا۔ چٹاگانگ سے اراکان جانے والی ایک سڑک کو آج بھی شجاع روڈ کہا جاتا ہے۔ اراکان کے حکمران سانده ٹھودھاما نے شاہ شجاع سے وعدہ کیا کہ وہ اسے مکہ مکرمہ جانے کیلئے بحری جہاز فراہم کرے گا لیکن اس نے اپنا وعدہ توڑ دیا اور شاہ شجاع کو لوٹ لیا۔ بعدازاں اورنگ زیب عالمگیر نے اپنی فوج بھیج کر چٹاگانگ پر قبضہ کر لیا جو اراکان کا حصہ تھا یوں چٹاگانگ کے راستے سے مغلوں اور بنگالیوں کی اراکان میں آمدورفت شروع ہوگئی۔

1857ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے خلاف بغاوت کی ناکامی کے بعد آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو رنگون میں نظر بند کیا گیا۔ برطانوی حکومت نے برما کو برطانوی ہندوستان کا حصہ بنا دیا اور بڑی تعداد میں ہندوستانیوں کو برما میں لا کر بسایا گیا جنہیں برطانوی ہندوستانی کہا جاتا تھا۔ 1937ء میں برما کو برطانوی انڈیا سے علیحدہ کر دیا گیا۔ دوسری جنگ عظیم میں جاپان نے برما پر قبضہ کر لیا تو مقامی بدھسٹوں نے جاپان کا ساتھ دیا۔ برطانوی فوج نے اراکان کے مسلمانوں کو اسلحہ فراہم کیا اور انہوں نے جاپانی فوج کے خلاف مزاحمت شروع کر دی۔ برطانوی حکومت نے اراکان کے مسلمانوں سے وعدہ کیا تھا کہ ان کے علاقے کو ایک آزاد ریاست کے طور پر قبول کر لیا جائے گا لیکن درحقیقت ان مسلمانوں کو جاپانی فوج کا راستہ روکنے کیلئے استعمال کیا جا رہا تھا۔ دوسری جنگ عظیم ختم ہوئی تو اراکان کے مسلمانوں نے آل انڈیا مسلم لیگ سے رابطہ قائم کیا اور شمالی اراکان مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے تحریک پاکستان میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ 1947ء میں اراکان مسلم لیگ کا ایک وفد قائداعظم محمد علی جناح کو ملا اور درخواست کی کہ اراکان کو پاکستان میں شامل کرایا جائے کیونکہ اراکان اور چٹاگانگ کے لوگوں کی زبان اور رہن سہن میں زیادہ فرق نہیں لیکن قائداعظم نے ان کے ساتھ کوئی جھوٹا وعدہ نہ کیا۔ 1948ء میں برما کو بھی آزادی مل گئی۔ اراکان میں مسلمانوں کے ایک گروپ نے اپنی آزادی کیلئے جہاد کا اعلان کر دیا جس کے باعث پاکستان اور برما میں کشیدگی پیدا ہوگئی۔ برما کی حکومت نے الزام لگایا کہ اراکان کے باغی مسلمانوں نے چٹاگانگ میں اپنے تربیتی مراکز قائم کر رکھے ہیں۔ یہ مزاحمت کئی سال تک جاری رہی اور 1962ء میں برما میں فوجی حکومت قائم ہونے کے بعد ختم ہوئی۔ 1971ء میں بنگلہ دیش قائم ہونے کے بعد روہنگیا مسلمانوں کا پاکستان سے رابطہ کٹ گیا۔ 1982ء میں روہنگیا مسلمانوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ برما کی حکومت نے ان کی شہریت منسوخ کر دی، سرکاری نوکریوں سے بھی نکال دیا اور تعلیمی اداروں کے دروازے بھی ان پر بند کر دیے۔ روہنگیا مسلمانوں نے برما سے بھاگنا شروع کر دیا۔ تقریباً دو لاکھ روہنگیا مسلمان پاکستان آ گئے۔ کراچی کی اراکان کالونی اور برما کالونی میں یہی روہنگیا مسلمان آباد ہیں۔ بہت سے روہنگیا سعودی عرب چلے گئے۔ 2012ء اور 2016ء میں برما کی حکومت نے روہنگیا مسلمانوں پر مزید سختی شروع کی تو یہ ہجرت کر کے بنگلہ دیش، بھارت، ملائشیا اور تھائی لینڈ جانے لگے۔ اس دوران اراکان روہنگیا سالویشن آرمی نے برما کی سکیورٹی فورسز پر حملے شروع کر دیے۔ اس تنظیم کا سربراہ عطاء اللہ ہے جس کے بارے میں برما کی حکومت کا دعویٰ ہے کہ وہ کراچی میں پیدا ہوا اور سعودی عرب میں پرورش پائی۔ عطاء اللہ کی سرگرمیوں کے باعث برما کی حکومت کو روہنگیا مسلمانوں پر مزید سختی کرنے کا جواز مل گیا۔ کچھ دن پہلے عطاء اللہ نے جنگ بندی کا اعلان کر دیا۔

روہنگیا مسلمانوں کی کل تعداد 15 لاکھ سے زائد نہیں۔ ان کی بڑی اکثریت مہاجر بن چکی ہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی طرف امداد طلب نظروں سے دیکھ رہی ہے۔ پاکستان میں یہ تاثر ہے کہ برما پر چین کے ذریعے دباؤ ڈالا جا سکتا ہے۔ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ برما اور چین کی سرحد پر کاچن کے علاقے میں کاچن علیحدگی پسندوں کی ایک تنظیم بھی موجود ہے جو برما سے آزادی چاہتی ہے۔ اس تنظیم کی قیادت مسیحی ہے اور یہ تاثر موجود ہے کہ اس تنظیم کی کچھ مغربی طاقتیں حمایت کرتی ہیں۔ پاکستان کو روہنگیا مسلمانوں کی مدد ضرور کرنی چاہئے اور ترکی کی طرح بنگلہ دیش کا بوجھ بانٹنا چاہئے، برما پر دباؤ بھی ڈالنا چاہئے لیکن احتیاط کا دامن نہیں چھوڑنا چاہئے۔ ہمیں غیر شعوری طور پر کسی ایسی سازش کا حصہ نہیں بننا چاہئے جس کا مقصد ون بیلٹ ون روڈ کے چینی منصوبے کو ناکام بنانا ہو کیونکہ ون بیلٹ ون روڈ میں برما کا اہم کردار ہے۔

(بشکریہ جنگ)

روہنگیا مسلمانوں کا پس منظر سمجھے بغیر یہ پتہ نہیں چلے گا کہ میانمار کی حکومت ان پر ظلم کیوں کر رہی ہے؟ میانمار کا پرانا نام برما ہے۔ یہاں چین جانے والے عرب تاجروں نے اسلام متعارف کرایا تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے میں شاہ شجاع بنگال کا نگران تھا۔ اس نے اپنے بھائی کے خلاف بغاوت کی جو ناکام ہوگئی۔ بغاوت کی ناکامی کے بعد وہ چٹاگانگ کے راستے سے برما کے علاقے اراکان میں روپوش ہوگیا۔ چٹاگانگ سے اراکان جانے والی ایک سڑک کو آج بھی شجاع روڈ کہا جاتا ہے۔ اراکان کے حکمران سانده ٹھودھاما نے شاہ شجاع سے وعدہ کیا کہ وہ اسے مکہ مکرمہ جانے کیلئے بحری جہاز فراہم کرے گا لیکن اس نے اپنا وعدہ توڑ دیا اور شاہ شجاع کو لوٹ لیا۔

عقل کے ناخن لیں!

ادریس بختیار

یہ خراب حکمرانی ہے، سازش ہے یا کسی کی حماقت، نئے سخت پریس قوانین کی تجویز؟ انہیں بھیانک کہا جائے تو بھی شاید کم ہے۔ مسودہ بنانے والے نے شعور تو استعمال کیا ہی نہیں۔ اور اخبار کے بارے میں وہ کچھ جانتا ہی نہیں۔ اتنے سخت قوانین بنانے کی کوشش کی کہ ان سے پہلے کبھی نہ تھے، اور بن بھی نہیں سکتے تھے۔ پہلے کسی کو کبھی خیال تک نہیں آیا کہ ایسا بھی کیا جاسکتا ہے۔ بقول اکبر الہ آبادی

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

آج تک ذرائع ابلاغ سے وابستہ حلقے ایک قانون کی ہمیشہ سے مذمت کرتے آئے ہیں اور وہ ہے جنرل ایوب خان کے آمرانہ دور میں نافذ کیا گیا پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈیننس (پی پی او)۔ اخبارات پر پہلے بھی دباؤ تھا، مگر اس قانون کے بعد تو حد ہی ہوگئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ اُس وقت کے سیکریٹری اطلاعات الطاف گوہر کی ذہنی اختراع تھی، ستم ظریفی کہ وہ بعد میں ایک اخبار کے مدیر ہوگئے، آزادیٔ صحافت کے چیمپئن۔ ایوب کے دور میں ہی نیشنل پریس ٹرسٹ آف پاکستان کے ذریعے بہت سے نجی اخبارات پر قبضہ کرلیا گیا۔ پاکستان ٹائمز، امروز، مشرق، انجام اور مغربی اور مشرقی پاکستان (آہ مشرقی پاکستان) کے کئی دوسرے اخبارات حکومت کے قبضہ میں چلے گئے اور آہستہ آہستہ بند ہوگئے۔ ان میں سے کئی اپنے وقت کے بڑے اخبار تھے، آج ان کا نام بھی کسی کو یاد نہیں۔ اس کی ذمہ داری ایک آمرانہ حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ پی پی او کے تحت دوسرے کئی اخبارات کے خلاف بھی کارروائیاں ہوتی رہیں، اس کے ساتھ ہی یہ مطالبہ بھی بڑھتا رہا کہ اس کالے قانون کو ختم کیا جائے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے اقتدار میں آنے سے پہلے اس قانون کو ختم کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر جب انہیں حکومت ملی تو اسی قانون کو انہوں نے اپنے مخالفین کے خلاف استعمال کیا۔ جس نے ذرا تنقید کی وہ اخبار بند کردیا گیا۔ متعدد اخبارات بند کئے گئے، حریت، جسارت، انگریزی روزنامہ دی سن، اور بھی کئی۔ اختلافی جرائد، الطاف حسن قریشی کا زندگی، حسین نقی کا پنجاب پنچ، پی پی ایل کا لیل ونہار اور کئی اور۔ جس نے ذرا زبان کھولی اس کے اشتہارات بند کردیے گئے، اعلامیہ منسوخ کردیا گیا۔ یہ اختیار اُس وقت ڈپٹی کمشنر کے پاس تھا۔ عدالتیں اس وقت معتبر تھیں عدالتوں نے ہر مرتبہ اعلامیہ کی منسوخی غیر قانونی قرار دی۔ جسارت کا اعلامیہ کئی بار منسوخ ہوا۔ آخری بار اس کے مدیر، صلاح الدین مرحوم کو پابند سلاسل کردیا گیا۔ وہ تین ساڑھے تین سال جیل میں رہے۔ اخبار بھی بند رہا۔ وہ ضیاء الحق کے مارشل لاء کے بعد ہی رہا ہو سکے۔ مرحوم غفور صاحب کہا کرتے تھے بھٹو اور جسارت ایک ساتھ نکلیں گے۔ ایسا ہی ہوا۔ ضیا الحق نے انہیں تو رہا کردیا مگر قوم ان کے شکنجے میں جکڑی رہی۔ مارشل لاء کے ساتھ ہی ان کے ہاتھ میں بھی پی پی او کا کالا قانون فعال رہا۔ بھٹو کے دور میں اگر اخبارات پر سنسر لگا تو اخبارات نے یہ آزادی حاصل کرلی کہ سنسر زدہ حصہ خالی چھوڑ دیتے تھے، پورے پورے اخبارات سادہ ''چھپتے'' تھے۔ یہ اندازہ ہوجاتا تھا کہ کہاں جلوس نکلا، لاٹھی چارج ہوا، یا کوئی ایسی کارروائی ہوئی جو اخبار میں شائع نہیں ہونے دی گئی۔ احتجاج کا ایک طریقہ تھا، لوگوں کو پتہ بھی چلتا تھا۔ ضیاء الحق نے جب سنسر لگایا تو ایک دن تو اخبارات سادہ ''چھپے'' مگر دوسرے ہی دن سیکریٹری اطلاعات کا حکم آیا کہ کوئی جگہ خالی نہیں چھوڑی جائے گی۔ مطلب یہ کہ انفارمیشن افسر جہاں سے خبر نکال دے وہاں دوسری خبر لگائی جائے۔ اخبار والے اپنے ساتھ لکھی ہوئی خبروں کا ایک پلندہ لے جاتے تھے، اس ہدایت پر عمل ہوتا۔ افسر صاحب، جن کا صحافت سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہوتا تھا، جس خبر کو 'غلط' سمجھتے نکال دیتے۔ اس کی جگہ پلندے میں سے دوسری خبر نکالی جاتی اور خالی جگہ پر کی جاتی۔ یوں قارئین اور عوام کو یہ علم ہی نہیں ہوپاتا کہ اخبارات کو سنسر کیا جارہا ہے۔ ایک بار ایسا بھی ہوا کہ سیاسی جماعتوں کے قائدین کے نام شائع کرنے سے منع کردیا گیا، سیاسی جماعتوں پر پابندی تھی۔ جو اخبار نام شائع کرنا چاہتے تھے انہوں نے ایک دوسری راہ اختیار کی۔ ایک بار ایم ٹی محمد کی خبر چھپی۔ خود انہیں خبر نہ ہوسکی جن کی خبر تھی۔ ایک اجتماع میں میاں طفیل محمد نے شکایت بھی کی کہ آپ لوگ یا تو خبریں نہیں چھاپتے یا پتہ نہیں کس کس کی خبریں چھاپ دیتے ہیں، یہ کون ہے ایم ٹی محمد؟ دوسرے سیاستدانوں کے ساتھ بھی یہی ہوتا تھا۔ ان کے نام کی جگہ ان کے مخفف چھاپے جاتے تھے۔

یہ ظلم وستم کافی عرصہ چلتا رہا۔ مگر ان سب میں سے کسی کو بھی یہ خیال نہیں آیا کہ یہ ترکیب کی جائے کہ اخبارات وجرائد نکالنے والے ہر سال حکومت کے کسی گئے گزرے اہلکار کے سامنے پیش ہوں اور اخبار وجرائد شائع کرنے کی اجازت ان سے طلب کریں۔ ان کی مرضی ہو تو دیں، ورنہ منع کردیں۔ پہلے یہ کام کہ اخبارات کو سیدھا رکھا جائے ایک اور طریقے سے کیا جاتا تھا۔ یا تو سرکاری اشتہارات بند کردیے جاتے تھے یا اخباری کاغذ کا کوٹہ کم کردیا جاتا تھا، یا بالکل ہی بند۔ کاغذ بازار میں مہنگا ملتا تھا، اشتہار پہلے ہی نہیں ہوتے تھے، اخبارات کا کچومر نکل جاتا تھا۔ بہت سے ''سیدھے'' ہوجاتے، بہت سے اپنی جرآت مندی کا 'خمیازہ' بھگتتے تھے۔ اعلامیہ ایک بار مل جائے تو دوبارہ مجاز افسر کے سامنے پیش ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ اخبار چھپتے رہیں، جب تک حکومت ناراض نہ ہو۔ حکمراں جب ناراض ہوتے ان کا ایک کارندہ، ڈپٹی کمشنر کہیں جسے، اعلامیہ منسوخ کردیتا تھا۔ جو عدالت سے بحال ہوجاتے تھے۔ مشکلات تو تھیں، مگر یہ 'عالیشان'' خیال کسی کو نہیں آیا کہ ان ''بدبختوں'' کو ہمیشہ زبردست کے ٹھینگے کے نیچے رکھا جائے۔ مسودہ بنانے والا ملک کی تاریخ سے بھی ناواقف ہے۔ ایک ذرا ماضی کا قصہ ہے، جب اخبارات میں سے کسی پر ظلم ہوتا ملک بھر کے اخبارات ایک روزہ ہڑتال تو کرتے ہی۔ کئی بار ایسا ہوا۔ پھر مفادات کا ٹکراؤ ہوا، معاملات دوسری سطحوں پر طے ہونے لگے، مالی مفاد بھی اہمیت اختیار کر گئے۔ اب عام طور پر ہڑتال نہیں ہوتی۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی کالا بھجنگ قانون اخبارات پر نافذ کرنے کی کوشش کی جائے گی تو اس کے خلاف احتجاج نہیں ہوگا۔ انہیں ابتدائی ردعمل سے ہی اندازہ ہو جانا چاہئے کہ احتجاج اجتماعی ہوگا۔ اس معاملے میں صحافی اور مالکان ایک ساتھ کھڑے ہوں گے۔ ابتلا میں سب یہ بھول جاتے ہیں کہ کہاں تنخواہ وقت پر نہیں مل رہی اور کہاں کئی ماہ سے نہیں ملی۔ یہ عارضی مسائل ہیں۔ ہوتا رہتا ہے۔ تلخی بھی آجاتی ہے، مگر یوں نہیں ہوسکتا کہ جب سب پر پڑے تو اس وقت بھی الگ الگ کھڑے ہوں۔ ایسا کبھی ہوا ہے نہ ہوگا، یہ یقین رکھیں، ڈرافٹ بنانے والے یا بنوانے والے۔

سازش کی بات ہوئی۔ یقیناً کوئی سازش ہوئی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ وزیر مملکت کا نام استعمال ہو، اور ان کے بقول، انہیں پتہ بھی نہ ہو۔ کسی نے تو کچھ کیا ہے۔ کسی نے تو کسی کو اکسایا ہے، اور تھپکی بھی دی ہے کہ یہ کام کرڈالو۔ کرنے والوں نے کردیا۔ حماقت تو ہر سطر میں نظر آرہی ہے، اگر آپ مسودہ پڑھ کر دیکھیں۔ ہر سال لائسنس لینے کا معاملہ تو خیر ہے ہی انتہائی احمقانہ، اس میں اور بھی بہت کچھ ہے۔ مثلاً یہ کہ 'مجاز اہلکار کسی بھی دفتر پر چھاپہ مار سکتے ہیں، اور مالکان یا منتظم انہیں تلاشی دینے میں ان کی معاونت کریں۔ یاد نہیں کسی اخبار پر کبھی چھاپہ پڑا ہو، ممکن ہے ایسا ہوا ہو، مگر اکا دکا معاملات ہی ایسے ہوں گے، کھلی چھوٹ تو کبھی کسی کو نہیں ملی۔ ایک بات یہ بھی لگتی ہے کہ ایک سے زیادہ کمپیوٹر استعمال ہوئے ہیں۔ کہیں off dispose لکھا ہے، کہیں of dispose۔ صفحہ تین پر ایک پوری لائن کے فونٹ کا سائز دوسرے فونٹ سے چھوٹا ہے۔ جن لوگوں کو اتنی عقل نہیں کہ کمپیوٹر پر فونٹ کا سائز یکساں کرنا چند سیکنڈ کا کام ہے، وہ ملک میں پرنٹ میڈیا کو نکیل ڈالنے کی خواہش پالتے ہیں۔

حکومت نے ایک کمیٹی بنا دی ہے، کچھ لوگوں کے خلاف کارروائی بھی ہوئی ہے۔ ایک عرض مگر یہ ہے کہ ان کی تحقیق میں ہمیں بھی شریک کریں، اخبار والوں کو عوام کو، اور ذمہ داری کا تعین، اگر ہو جائے تو ہمیں بھی بتادیں۔ آج تک ڈان لیکس کا پتہ چلا نہ اس افسر کا جس نے سابق وزیر اعظم کے بیٹے کی تصویر جاری کی تھی۔ اس معاملے میں یہ نہیں ہونا چاہیے، یہ ہونے نہیں دیا جائے گا۔ یہ نواز شریف کا معاملہ نہیں، پاکستان میں صحافت کی بقا کا معاملہ ہے۔ پہلے ہی صحافت پر پابندیاں لگا کر بہت نقصان اٹھا چکے ہیں، مزید برداشت نہیں ہوگا۔ اگر آپ عقل کے ناخن لے لیں تو یہ آپ کے لئے بھی بہتر ہے اور ملک کے مفاد میں بھی یہی ہے۔

(بشکریہ جنگ)

چین کیوں مغرب کی بولی بولنے لگا؟

خرم حسین

اگر آپ زیادہ عرصہ حقیقت سے چھپتے پھریں گے تو ایک دن ایسے مقام پر آ پہنچیں گے کہ جہاں سے واپسی کا کوئی راستہ نہیں مل پائے گا۔

پاکستان کے ساتھ بھی شاید کچھ ایسا ہی ہو رہا ہے، جہاں چوتھائی صدی سے زیادہ عرصے سے ہماری ریاست ایک حقیقت کے ہاتھوں تقریباً یرغمال بنی ہوئی ہے لیکن ہم دنیا کے ہر فورم پر اس حقیقت سے انکار کرتے آئے ہیں۔ وہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے اندر، ریاستی پالیسی کے تحت ایسے گروہوں کی پرورش، تربیت، مدد اور آبادکاری کی جاتی رہی ہے تاکہ انہیں خفیہ جغرافیائی سیاسی کھیل میں اثاثوں کے طور پر استعمال کیا جا سکے، وہی کھیل جسے ہم اس خطے میں کھیلنے کی کوشش کر چکے ہیں۔

یہ تاریخ کافی بار ملک کے اندر اور باہر سنائی جاتی رہی ہے، اور ان گروہوں اور ان کے بڑے بڑے سماجی حلقوں کو حاصل ریاستی سرپرستی کا ثبوت تو اب اس حد تک واضح ہے کہ اس سے انکار کرنا جان بوجھ کر پاگل پن ہوگا۔ آخر ان لوگوں کو کس طرح سمجھایا جائے جو آج تک اس حقیقت سے بے خبر رہے ہیں؟

برسوں سے اس بات کو درست قرار نہ دینے یا پھر اسے کوئی مسئلہ نہ گرداننے کے لیے ہمیں کئی منطقیں سننے کو ملیں۔ اب جب کہ برکس ممالک (برازیل، روس، چین، ہندوستان اور جنوبی افریقا) نے پاکستان میں تین خاص گروہوں کی نشاندہی کرتے ہوئے دہشتگرد قرار دیا ہے تو یوں انہوں نے صرف وہی بات دہرائی ہے جو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل تقریباً 15 برس پہلے ہی کہہ چکی تھی۔

پھر بھی ایک منطق یا میٹھے جواز کے طور پر سامنے سے یہ جملہ آ جاتا ہے کہ "یہ گروہ پاکستان میں پہلے سے ہی کالعدم ہیں،" جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ گروہ نہ صرف ملک میں موجود ہیں بلکہ آزادی کے ساتھ کام کرتے ہیں، معاشرے میں اپنے نظریات پھیلاتے ہیں، بڑی بڑی انتظامی کارروائیاں سر انجام دیتے ہیں، اور کچھ موقعوں پر تو نیک نیت سیاسی جماعتوں کی صورت میں معاشرے کے مرکزی دھارے میں داخل ہو رہے ہیں۔

پاکستان میں ایسی پابندی کا مطلب ہی کیا ہے کہ جس میں ایسے گروہ نام بدل کر اپنا معمول کا کام جاری رکھتے ہوں؟ لال مسجد کے مولانا عبدالعزیز کے خلاف مقدمہ کو ہی دیکھ لیجیے، جنہوں نے تقریباً ایک دہائی قبل ریاست کے خلاف ہتھیار اٹھا لیے تھے، اور ایک لڑائی کی ابتدا کی جس کے نتیجے میں کئی فوجی اہلکار اپنی جانوں سے گئے۔

مقدمہ سرد خانے کے حوالے ہوگیا (کسی دن اس بات کا بھی جائزہ لیجیے کہ آخر یہ سب ہوتا کیسے ہے) اور مذکورہ مولانا اب بھی اسی مسجد میں قیام پذیر ہیں اور آزادی کے ساتھ اپنی تبلیغ بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اگر کسی قسم کی باضابطہ حمایت انہیں دستیاب نہیں تھی، تو یہ سب کیسے ممکن ہوا؟

ایک دوسرا جملہ بھی ہمیں کہا گیا کہ ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اس صورتحال پر جو ممالک احتجاج کر رہے ہیں وہ ہمارے خلاف متعصب رویہ رکھتے ہیں، اور انہیں اتحادیوں سے زیادہ دشمن سمجھنا چاہیے۔ لیکن اب تو ان ممالک میں چین بھی شامل ہے، جبکہ ہمیں تو بتایا گیا تھا کہ یہ ملک اس موقعے پر ہم پر انگلی اٹھانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا اور ہمیشہ ہمارے ساتھ کھڑا ہوگا۔ اور چین کے ساتھ سی پیک بھی تو جڑا ہے، جو کہ مستقبل میں ہمارے لیے ترقی کی راہ ہموار کرے گا، وہ ترقی جس کے خواب ہم نسل در نسل دیکھتے آئے ہیں، وہ اپنی ذہنی صلاحیت یا سخت محنت کے بجائے، بڑے بھیا کے ہاتھوں حاصل کر رہے ہیں۔

خیر اب تو چین بھی پاکستان میں انتہا پسند گروہوں کی موجودگی کی نشاندہی کرنے والے ممالک کی صف میں کھڑا ہو گیا ہے۔ اپنا مؤقف مضبوط بنانے کے لیے برکس ممالک نے 'جامع انداز میں دہشتگردی کے خلاف جنگ' کا نکتہ بھی پیش کیا، جس میں انتہا پسندانہ نظریات کی مخالفت، دہشتگرد جنگجوؤں کی نقل و حرکت اور ان کی بھرتی کو روکنا، ان کے مالی وسائل کا قلع قمع اور بہت کچھ شامل ہے۔ یہ ایک طویل فہرست ہے اور نوٹ کیجیے کہ برکس اعلامیہ میں جو باتیں موجود ہے وہ اقوام متحدہ کے فریم ورک کے اندر رہتے ہوئے کی گئی ہیں اور ایک عرصے سے دنیا کی اہم طاقتیں جو آواز اٹھا رہی ہیں، اسی میں ایک اضافہ ہے۔

اگر کسی نے یہ سوچا تھا کہ عالمی منظرنامے پر چین کے ابھرنے، اور ہمارے اڑوس پڑوس میں اس کے بڑھتے ہوئے مفادات، اور دوسرے ممالک کے 'اندرونی معاملات' میں دخل نہ دینے کی اس کی پالیسی کی وجہ سے ہمیں بالآخر اپنا گریٹ گیم کھیلنے کی کھلی آزادی مل گئی ہے، تو اسے ایک زبردست جھٹکے کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔

ایسا شخص جو ابھی تک الفاظ کو توڑ مروڑ رہا ہوتا کہ ان کا مطلب حقیقی کے بجائے کچھ اور پیش کیا جائے، اسی شخص کی طرح ہے جس نے اپنی زندگی اس قدر جھوٹ میں گزاری ہے کہ وہ اب سچائی کا راستہ ڈھونڈنے میں ناکام ہے۔

اعلامیے میں جو کچھ بھی ہے وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ برکس ممالک، جس میں روس اور چین بھی شامل ہیں، یورپی و امریکی ورلڈ آرڈر کے مرتب کردہ معیار کا کوئی متبادل پیش نہیں کریں گے۔ مثلاً دہشتگردوں کو ملنے والی امداد کا مقابلہ کرنے کے لیے وہ اقوام متحدہ کی قراردادوں اور فنانشل ایکشن ٹاسک فورس کے ساتھ کام کرنا چاہتے ہیں، فنانشل ایکشن ٹاسک فورس برسوں سے دہشتگردوں کے ہاتھوں پاکستان کے کمزور مالیاتی نظام کے استعمال کی طرف اشارہ کرتی رہی ہے، کیونکہ یہ گروہ پاکستان میں سزا سے مستثنیٰ ہو کر کام کرتے ہیں۔

جی ہاں ہم دہشتگردی کے خلاف جنگ میں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کر چکے ہیں۔ تحریک طالبان پاکستان جیسے گروہوں کو سوات اور شمالی اور جنوبی وزیرستان سے باہر نکال دیا گیا ہے، اور اس راہ میں جو قربانیاں پاکستان کے فوجی جوانوں نے دی ہیں وہ قابل تعریف اور قابل تحسین ہیں۔ جی ہاں، سیکیورٹی کی صورتحال گزشتہ دہائی کے مقابلے میں بہتر ہوئی ہے، البتہ ہمیں ابھی بھی کئی جگہوں پر کامیابی حاصل کرنی باقی ہے۔

اور ہاں، یہ بات بھی کہی جانی چاہیے کہ مغرب، بالخصوص امریکا کا ہم پر انگلیاں اٹھانا بدنیتی ہے۔ امریکا کی افغانستان میں شکست پاکستان کی وجہ سے نہیں ہے۔ امریکا کے ہارنے کی ایک سادہ سی وجہ یہ ہے کہ افغان جنگ اپنے آغاز کے ساتھ ہی اپنی متعین سمت سے ہٹ گئی اور جنگ کا دائرہ کار عراق تک پھیلا دیا گیا۔ باقی سب تو تفصیلات ہیں۔

لیکن پاکستان دنیا کو یہ سادہ سی حقیقت کو تسلیم کروانے میں مشکلات کا شکار کیوں ہے، اس کی ایک وجہ ہے: کیونکہ ہم اس تمام جنگ کے دوران اس میں ہماری اپنی شرکت کے بارے میں خود سے اور اپنے اتحادیوں سے جھوٹ بولتے آ رہے ہیں۔ اگر ایبٹ آباد کا واقعہ یہ ثابت نہیں کرتا تو ملا منصور کی پاکستانی سرزمین پر پاکستانی پاسپورٹ کے ہمراہ ہلاکت اس بات کو ضرور ثابت کرتی ہے۔

یہ مضمون 7 ستمبر 2017 کو ڈان اخبار میں شائع ہوا۔
(بشکریہ ڈان)

عقائد پر بحث ایک مناسب موضوع نہیں

وجاہت مسعود

ن م راشد اردو شعر کا ایک عظیم نام ہیں۔ جدید اردو شاعری ن م راشد کا نام لیے بغیر شروع نہیں ہوتی۔ 1910ء میں پیدا ہوئے۔ اکتوبر 1975ء میں وفات پائی۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ ابتدائی طور پر معاشی مشکلات کا سامنا بھی کیا۔ ن م راشد آل انڈیا ریڈیو کے دلی سٹیشن پر عہدیدار رہے۔ دوسری عالمی جنگ میں فوج سے وابستہ رہے۔ کیپٹن کے عہدے تک گئے۔ پہلی شادی سے مطمئن نہیں تھے، اہلیہ کی وفات کے بعد ایک یورپی خاتون سے شادی کی۔ 1952ء میں بیرون ملک چلے گئے۔ باقی زندگی کے تئیس برس ملک سے باہر گزارے۔ اقوام متحدہ میں ملازمت کے لیے پاکستان سے رخصت ہو رہے تھے تو نوجوان احمد فراز نے ایئرپورٹ پر ایک شعر ن م راشد کو سنایا تھا

چلی تو تجلہ انگور سے ہے طنازہ
یہ ڈر ہے کوچہ و بازار میں نہ ہو رسوا

فیض احمد فیض اقبال کے بعد اردو شاعری کی مستند ترین آواز ہیں۔ فکری وابستگی، بیان کا ہنر اور اساطیری پذیرائی، فیض کو سب ملا۔ فیض محبوب تھا، محبوب ٹھہرا۔ 1912ء میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھے۔ برطانوی فوج میں لیفٹیننٹ کرنل کے عہدے پر فائز رہے۔ یورپی خاتون سے شادی کی۔ عمر کا آخری حصہ وطن سے باہر گزارا۔ فیض صاحب نے لکھا تھا،

ہم اپنے وقت پہ پہنچے حضور یزداں میں
زباں پہ حمد لیے، ہاتھ میں شراب لیے
یہ شعر حافظ نے کہا ہوتا تو اس سے اچھا کیا کہہ لیتے۔

فیض احمد فیض اور راشد میں کتنے بہت سے نکات مشترک ہیں۔ اختلاف کے خطوط پر غور کرنا چاہیے۔ راشد اور فیض نے جدید تعلیم پائی تھی۔ دونوں استعمار، عالمی طاقتوں کی ستیزہ کاری اور تیسری دنیا کی محکومی کے نوحہ خواں تھے۔ فرق یہ ہے کہ فیض احمد فیض اپنی حیات مستعار کے آخری دنوں میں سیالکوٹ کے آبائی گاؤں کالا قادر گئے۔ ان کی دستار بندی کی گئی۔ فیض صاحب حسب معمول مسکراتے رہے، دلوں پر مرہم رکھتے رہے۔ امید سے بھرے پانیوں میں استقامت سے اپنا راستہ بناتے رہے۔ راشد صاحب میں ایک اضطراب تھا۔ فیض غداری کے مقدمے میں اسیر ہوئے تو فرمایا نثار میں تیری گلیوں پہ اے وطن۔۔۔ راشد صاحب خاکسار تحریک سے منسلک رہے۔ مزاج میں تحکمانہ رنگ تھا۔ راشد صاحب کا انتقال ہوا تو ان کی وصیت کے مطابق ان کے جسد خاکی کو نذر آتش کیا گیا۔ یہ شخص زندگی بھر اپنے ہاتھوں میں اپنا سر اٹھائے چلتا رہا۔

مذہبی عقیدہ راشد صاحب کا وجودی سوال تھا۔ وہ اس الجھن کو سلجھا نہیں پائے۔ راشد صاحب لکھتے تھے

اپنے بے کار خدا کی مانند
اونگھتا ہے کسی تاریک نہاں خانے میں
ایک افلاس کا مارا ہوا ملائے حزیں
ایک عفریت اداس
تین سو سال کی ذلت کا نشاں
ایسی ذلت کہ نہیں جس کا مداوا کوئی

فیض صاحب نے دوسرا راستہ اختیار کیا تھا۔ سوال کیا گیا، فیض صاحب آپ کا مذہب کیا ہے؟ فرمایا، ہمارا مذہب وہی ہے جو مولانا رومی کا تھا۔ سوال کرنے والے نے پلٹ کر پوچھا، اور مولانا رومی کا مذہب کیا تھا؟ فیض صاحب نے اپنے مخصوص لہجے میں فرمایا، ارے بھائی، وہی جو ہمارا ہے۔

دیکھیے دنیا میں ہر رنگ کا انسان پایا جاتا ہے۔ باشعور انسانوں کی زندگی ہر لمحے میں درپیش امکانات اور ان کے ذاتی انتخاب سے ترتیب پاتی ہے۔ راستہ تو راشد صاحب نے بھی اپنایا۔ اسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ اس راستے کی اپنی ایک قیمت ہے۔ راستہ فیض صاحب نے بھی نکالا۔ اس راہ کے سالک کو اور امتحان پیش آتے ہیں۔ عرض صرف یہ ہے کہ معاشرے میں عقائد پر بحث کرنے سے تلخی پیدا ہوتی ہے۔ اگر عقیدے پر بحث مباحثہ کسی نتیجے تک پہنچ سکتا تو دنیا میں ہم سے بڑے علم اور عقل والے گزرے ہیں، یہ بحث انہوں نے ختم کر دی ہوتی۔ اس بحث میں وہ مقام بہت جلد آ جاتا ہے جہاں تہذیب کو کہنا پڑتا ہے، یہ معاملے ہیں نازک، جو تیری رضا ہو، تو کر۔۔۔ کسی کو دکھ البتہ نہیں دینا چاہیے۔ رائے رکھنے پر سب کا حق تسلیم کرنا چاہیے۔ معیشت پر بحث ہو سکتی ہے۔ تاریخ پر سوال اٹھائے جا سکتے ہیں۔ معاشرت کے خدوخال پر اختلاف رائے آگے بڑھنے کا راستہ دکھاتا ہے۔ سیاست میں سو طرح کے زاویے ہو سکتے ہیں، عقیدہ تو دلوں کے اندر کی کوئی حکایت ہے۔ چراغ راہگزر کو رگ و ریشے میں دوڑنے والے لہو کی بوند تک رسائی نہیں ہے۔

جو دوست مذہبی معاملات پر عوامی اظہار رائے کا ذوق رکھتے ہیں، یہ سطور ان کی توجہ کے لیے لکھی ہیں، وقت کم ہے، توانائی محدود ہے۔ اسے کسی ایسی سمت میں صرف کرنا چاہیے کہ آج کا صحیح استعمال ہو سکے اور آنے والے کل میں اس سے فائدہ برآمد ہو سکے۔ اگر دنیا میں سب لوگ ایک ہی عقیدے پر متفق ہو جائیں لیکن دنیا میں ظلم باقی رہے، ناانصافی ہوتی رہے، غربت ڈیرے ڈالے رہے، نفرت پھیلتی رہے، جہالت کا دور دورہ ہو تو ہم نے بحث جیت کر بھی کیا حاصل کیا؟

(بشکریہ ہم سب)

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

☜ آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا۔
جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔

☜ آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کر کے بذریعہ ڈاک روانہ کر سکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کر کے لکھیں۔

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہد حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتہ تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جا سکے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،
نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

فاٹا اصلاحات کا نیا بل یا 'تاخیری حربہ'؟

پشاور قبائلی علاقوں کے مستقبل کے بارے میں نئے بل میں سپریم کورٹ اور اسلام آباد ہائی کورٹ تک قبائلی عوام کو رسائی دی گئی ہے لیکن اس میں پشاور ہائی کورٹ کا ذکر نہیں ہے۔ اصلاحات کے حوالے سے وفاقی کابینہ کے فیصلے پر قبائلی رہنماؤں اور آئینی ماہرین نے ملے جلے ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ فاٹا کے منتخب اراکین کا کہنا ہے کہ جو بھی اصلاحات ہو رہی ہیں وہ تسلیم کرتے ہیں۔ دوسری طرف آئینی ماہر لطیف آفریدی کہتے ہیں کہ جب تک فاٹا کا خیبر پختونخوا کے ساتھ انضمام نہیں ہوتا تب تک سب دھوکہ ہے۔ وفاقی کابینہ نے گذشتہ روز فاٹا میں رائج قانون ایف سی آر اور رواج ایکٹ کی جگہ ایک نیا بل لانے کا فیصلہ کیا ہے اور یہ بل جلد قومی اسمبلی میں پیش کر دیا جائیگا۔ حکومت کے اس فیصلے پر خیبر ایجنسی سے تعلق رکھنے والے رکن قومی اسمبلی الحاج شاہ جی گل آفریدی نے بی بی سی سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ قبائلی علاقوں کے حوالے سے کمیٹی کے اجلاس میں اراکین نے کابینہ کے فیصلے کو تسلیم کیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ 'تمام اراکین اس پر متفق تھے کہ اصلاحات کی مخالفت کوئی نہیں کرے گا، خیبر پختونخوا کے ساتھ انضمام کی مخالف کوئی نہیں کرتا اور رواج کی سب مخالفت کرتے ہیں اور یہ اتفاق اس لیے ہے کہ تمام اراکین کی مشترکہ رائے ہونی چاہیے۔' انھوں نے کہا کہ ان کی خواہش تھی کہ خیبر پختونخوا کے ساتھ انضمام کیا جاتا اور اسلام آباد ہائی کورٹ کی جگہ پشاور ہائی کورٹ تک قبائلی عوام کو رسائی دی جاتی۔ ان کا کہنا تھا کہ جو کچھ مل رہا ہے اسے تسلیم کیا جائے، اس کے بعد پشاور ہائی کورٹ تک رسائی اور 2018 میں اگر صوبائی اسمبلیوں میں شمولیت کا اعلان ہوتا ہے تو پھر خیبر پختونخوا کے ساتھ انضمام بھی ہو جائے گا۔' اس بارے میں سینئر آئینی ماہر اور سیاستدان لطیف آفریدی ایڈووکیٹ نے بی بی سی سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ یہ جلد بازی کا فیصلہ جو کابینہ نے کیا ہے اسی طرح اس سے پہلے نواز شریف بھی کر چکے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ خیبر پختونخوا کے ساتھ یہ انضمام کا طریقہ نہیں ہے بلکہ وفاق سب پر اپنا کنٹرول رکھنا چاہتا ہے اور صوبے کو اس سے مکمل نکالا گیا ہے اور یہ کسی بھی طریقے سے درست نہیں ہے۔' انھوں نے کہا کہ اگر قبائلی عوام کو ریلیف دینا چاہتے ہیں تو انھیں وہ تمام سہولیات دی جائیں جو دیگر صوبوں میں لوگوں کو حاصل ہیں، لیکن کابینہ کا فیصلہ دھوکے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ 'یہ کمیٹی جو قائم کی جا رہی ہے جس میں چیف آف آرمی سٹاف اور وزیر اعلیٰ رکن ہیں اس میں دس سال کے ترقیاتی پروگرام کی بات کی گئی ہے، تو نئے فیصلے اور نئے سلسلے شروع کیے جا رہے ہیں۔ اگر صوبے کے ساتھ انضمام کر دیا جاتا ہے تو عدالتوں تک رسائی بھی ہو جائے گی اور تمام حقوق بھی میسر ہوں گے۔' لطیف آفریدی نے کہا کہ اگر امریکہ کے صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے اعلان کے بعد اگر یہ کوئی نئی پالیسی بنا رہے ہیں تو اس میں فاٹا کے عوام کو کیوں سزا دی جا رہی ہے؟ فاٹا اصلاحات کے حوالے سے مشیر خارجہ سرتاج عزیز کی سربراہی میں قام کمیٹی نے قبائلی علاقوں کے خیبر پختونخوا کے ساتھ انضمام کی تجویز دی تھی اور یہ بل پالیمان میں پیش کیا جانا تھا لیکن جمعیت علمائے اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمان کی مخالفت کی وجہ سے بل پارلیمان میں پیش نہیں کیا جا سکا۔ اب عوامی نیشنل پارٹی نے فاٹا اصلاحات کے حوالے سے کل جماعتی کانفرنس طلب کی ہے جس میں سیاسی جماعتیں قبائلی علاقوں کے حوالے سے مشترکہ لائحہ عمل کا اعلان کریں گے۔ (بشکریہ بی بی سی اردو)

وزیراعلیٰ سندھ کی مقتولہ کے گھر آمد

جامشورو وزیراعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ اور انسپکٹر جنرل (آئی جی) سندھ پولیس اے ڈی خواجہ تانیہ خاصخیلی نے مقتولہ کے اہلخانہ سے ملاقات کے دوران انہیں ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچانے کا یقین دلایا۔ تاہم غلام قادر خاصخیلی کا کہنا تھا کہ انہیں نہیں لگتا کہ وزیر اعلیٰ اور آئی جی کی یقین دہانی کے باوجود ان کی بیٹی کے قاتل گرفتار ہوں گے۔ غلام قادر خاصخیلی نے بتایا کہ انہوں نے وزیر اعلیٰ اور آئی جی سندھ سے نئے مقرر کیے گئے ایس ایچ او بکر رودنانی کو تبدیل کرنے کی درخواست کی ہے۔ علاوہ ازیں مقتولہ تانیہ کے ایک قریبی رشتہ دار نے ڈان نیوز سے بات کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ قتل کے مرکزی ملزمان خانو اور مولا بخش نوحانی کو جھانگارا پولیس کے ایک سینیئر اہلکار نے پیسوں کے عوض علاقے سے فرار میں مدد کی اور وہ اب علاقے میں موجود نہیں ہیں

تانیہ کی داستان

19 سالہ تانیہ خاصخیلی نے گزشتہ برس اچھے نمبروں سے طالبہ کے سرکاری اسکول سے میٹرک کیا اور وہ مزید تعلیم حاصل کرنے کی خوہشمند تھیں۔ تانیہ کا اسکول ان کے گھر سے ایک کلومیٹر کی دوری پر تھا، جبکہ واقعے کے مبینہ ملزمان ان کے گاؤں سے 15 سے 20 کلومیٹر دور ایک قصبے کے رہائشی ہیں جہاں تمام افراد 'نوحانی' برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ مقتولہ کے والد کے مطابق تانیہ نے علاقہ غیر محفوظ ہونے کے باعث مزید تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مرکزی ملزمان میں سے ایک خانو نوحانی، تانیہ سے شادی کا خواہشمند تھا اور اس نے اپنے خاندان کے بڑوں کو بھیجنے کے بجائے خود ہی تانیہ کا رشتہ مانگا تھا، لیکن وہ اس رشتے کے خلاف تھے اور انہوں نے رشتے سے انکار کر دیا تھا۔ (بشکریہ ڈان)

ٹوئٹر اکاؤنٹس معطل کرنے کی پاکستانی درخواستوں میں 2 گنا اضافہ

کراچی سماجی روابط کی ویب سائٹ ٹوئٹر کی ٹرانسپیرنسی رپورٹ کے مطابق گذشتہ 6 ماہ کے دوران پاکستانی انتظامیہ کی جانب سے ٹوئٹر اکاؤنٹس کو معطل کرنے کی درخواستوں میں دوگنا اضافہ دیکھنے میں آیا۔ رپورٹ کے مطابق جنوری سے 30 جون کے درمیان حکومت کی جانب سے 24 ٹوئٹر اکاؤنٹس کو معطل کرنے کی درخواست دی گئی جبکہ 80 سے زائد اکاؤنٹس کو رپورٹ کیا گیا، جن پر تعمیل کی شرح صفر رہی۔ ڈیجیٹل رائٹس فاؤنڈیشن کی نگہت داد کے مطابق رواں سال کے آغاز میں چند بلاگرز کے لاپتہ ہونے کے بعد سے ٹوئٹر سمیت دیگر سماجی روابط کی ویب سائٹس کی کڑی نگرانی کی جا رہی ہے۔ ان کا کہنا تھا 'کئی افراد نے بتایا ہے کہ سوشل میڈیا پر کی گئی پوسٹ پر انہیں وفاقی تحقیقاتی ایجنسی (ایف آئی اے) کی جانب سے نوٹس موصول ہوئے'۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اپنے ہمسایہ مما لک سمیت امریکا، روس اور ترکی کی پیش کردہ بری مثالوں پر عمل کر رہا ہے۔ اس رپورٹ میں ٹوئٹر کو موصول ہونے والی درخواستوں پر روشنی ڈالی گئی جن میں کاپی رائٹس اور ای میل کی پرائیویسی سے جڑے معاملات کی درخواستیں شامل ہیں۔ رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آیا ویب سائٹ نے ان درخواستوں کے خلاف کوئی ایکشن لیا یا نہیں۔ رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ رواں سال جنوری سے جون کے دوران بھارتی عدالت نے 2 ٹوئٹر اکاؤنٹس کو معطل کرنے کی درخواست کی جبکہ بھارتی حکومت کی جانب سے موصول ہونے والی ان درخواستوں کی تعداد 100 سے زائد تھی۔ واضح رہے کہ پاکستانی عدالت کی جانب سے کسی ٹوئٹر اکاؤنٹ کو بند کرنے کا مطالبہ نہیں کیا گیا۔ دوسری جانب دونوں مما لک کی جانب سے اکاؤنٹس بند کرنے کے لیے دی جانے والی درخواستوں کا تقابل کریں تو گذشتہ سال بھارتی عدالت نے ایک اکاؤنٹ جبکہ حکومت اور ایجنسیوں نے 96 اکاؤنٹس بند کرنے کا مطالبہ کیا تھا، بھارت کی جانب سے رپورٹ کیے گئے ٹوئٹر اکاؤنٹس کی تعداد 295 تھی۔ پاکستانی حکومت اور ایجنسیوں نے گذشتہ سال 13 اکاؤنٹس معطل کرنے کا مطالبہ کیا تھا جبکہ 19 اکاؤنٹس کو رپورٹ کیا گیا تھا، جن میں کوئی بھی عدالتی درخواست شامل نہیں تھی۔ واضح رہے کہ رواں سال ٹوئٹر اکاؤنٹس بند کرنے کے سب سے زیادہ 715 عدالتی احکامات ترکی نے جاری کیے جبکہ ترک حکومت نے 1995 اکاؤنٹس معطل کرنے کی درخواست کی۔ اس فہرست میں دوسرے درجے پر روس (1213) جبکہ تیسرے پر فرانس (1038) رہا۔ سب سے زیادہ ٹوئٹر اکاؤنٹس بھی بالترتیب ترکی، روس اور فرانس کی جانب سے رپورٹ کیے گئے۔ (بشکریہ ڈان)

تانیہ خاصخیلی اور اک خطرناک درندہ

حسن مجتبیٰ

سندھ کے ضلع دادو میں سہون کے پاس جھانگارا جو سندھ کے وزیر اعلیٰ سید مراد علی شاہ کا حلقہ بھی ہے وہاں ایک میٹرک کی طالبہ اور مزدور کی بیٹی تانیہ خاصخیلی کو وہاں کے ایک مقامی وڈیرے نے مبینہ طور پر گھر میں گھس کر بیدردی سے قتل کر دیا ہے۔ قتل کی وجہ لڑکی کے والدین کی طرف سے ملزم کو رشتہ سے انکار اور کچھ مقامی لوگ لڑکی کو وڈیرے کے بار بار تنگ کرنے اور اس سے تعلقات رکھنے سے بچی کا انکار کرنا بتا رہے ہیں۔ لڑکی کے قتل کے دوسرے روز سندھی پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا پر مقتولہ طالبہ کی خون میں لت پت لاش اور مبینہ قاتل کی تصاویر بھی چھپی ہیں جس میں ڈاکو فلم کے پوسٹر کی طرح تین تین کلاشنکوفوں کے ساتھ دیکھا جا سکتا ہے۔ قاتل وڈیرہ تاحال آزاد ہے۔ سندھ کے وزیر اعلیٰ کے آبائی حلقے میں ہونیوالا غریب کی بیٹی کے قتل کا لرزہ اندام واقعہ تمام حکومتی اور سول سوسائٹی کے دعوؤں کی قلعی کھولتے ہوئے یہ بھی بتاتا ہے کہ سندھ میں اصل راج بھیڑیوں سے بھی گئے گزرے اکثر غیر درندہ وڈیروں اور انکے قانون شکن وانٹھوں کا ہے۔ وانٹھے کیا ہیں؟ ان ہی وڈیروں میروں پیروں سرداروں کی انسانوں کو مسکینوں کو کھانے کی ڈاڑھیں ہیں۔

اک غریب دیہاڑی دار مزدور نے اپنی بیٹی کو کتنی مشقت اور خوابوں سے پڑھایا ہوگا۔ خاندان اور ذات قبیلے والوں کی باتوں طعنوں اور مخالفت کے باوجود اس ہونہار بچی کو ہائی اسکول تک بھیجا ہوگا جو کہ جھانگارا اور اسکے ملحق بنجارا جیسے دور افتادہ گوٹھوں میں بہت ہی غیر معمولی اور ہمت والی بات ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم پر شاید ہی توجہ دی جاتی ہے اور پھر یہ اچھے نمبروں سے پاس ہونے والی لڑکی کو ایک درندہ لیکن بھیڑیوں سے بھی گیا گزرا شخص ڈاکو نما وڈیرہ قتل کر دے۔ یہ بالکل اسی دن کی رات ہوا جس دن ملک کی سپریم کورٹ نے ابھی سندھ کے آئی جی پولیس کو مکمل اختیارات تفویض کرنے کا سندھ کی حکومت کو حکم جاری کیا۔ اس کو بھی ہفتہ گزرنے کو ہے لیکن تانیہ خاصخیلی کا قاتل تاحال آزاد رہ کر دندناتا پھر رہا ہے کہ طاقت کا اصل سرچشمہ ہے کون۔

سندھ میں دریائے سندھ کے دائیں کنارے جو جامشورو سے جوہی دادو اور لاڑکانہ کے اضلاع میں کاچھو کوہستان تک پھیلے علاقے ہیں کچے اور پکے کی زمینیں ہیں یہاں درندوں سے بھی زیادہ خطرناک کچھ شاہ، پیر، سردار، وڈیرے ان کے وانٹھے یا حواری اور ڈاڑھی اور جبری ذاتوں کے مجرم ہیں۔ مصیبت یہ ہے کہ وہ ہر پانچ دس میل پر ہیں۔ جامشورو سے لیکر جھانگارا باجارا تک ایسی ''ڈنگی'' (خودسر: خود سرکمزوروں کے لئے) گویا ''ڈنگی'' ذاتوں کے جرائم پیشہ جنگل

سندھ میں دریائے سندھ کے دائیں کنارے جو جامشورو سے جوہی دادو اور لاڑکانہ کے اضلاع میں کاچھو کوہستان تک پھیلے علاقے ہیں کچے اور پکے کی زمینیں ہیں یہاں درندوں سے بھی زیادہ خطرناک کچھ شاہ، پیر، سردار، وڈیرے ان کے وانٹھے یا حواری اور ڈاڑھی اور جبری ذاتوں کے مجرم ہیں۔ مصیبت یہ ہے کہ وہ ہر پانچ دس میل پر ہیں۔ جامشورو سے لیکر جھانگارا باجارا تک ایسی ''ڈنگی'' (خودسر: خودسر کمزوروں کے لئے) گویا ''ڈنگی'' ذاتوں کے جرائم پیشہ جنگل اور ان پہاڑوں میں رہنے والے درندوں سے بھی زیادہ مہلک اور خطرناک ہیں لیکن غریبوں کیلئے۔ کون نہیں جانتا کہ کون مجرم پیشہ کس کا خاص آدمی ہوتا ہے۔ کس کے کون سے وانٹھے ہیں۔ ان کی اوطاقوں پر کورنشیں بجالانے والوں کو دیکھ کر لگتا کہ تم فارس کیکسی بادشاہ کے زمانوں میں پہنچ گئے ہو۔ ڈاکو ہو کہ سردار جس کی دہشت جھانگارا سے جامشورو تک ہے۔ اب ایسے میں غریب مسکینوں کے مسکین خاصخیلیوں کو، ملاحوں اور ماچھیوں کو کون پوچھتا ہے، انکی بہو بیٹیوں کے ساتھ تو ایسا ہوتا رہتا ہے۔ جوہی کے وڈیروں کی دہشت کو ملکی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو کیا پتہ! اس علاقے میں انکے وانٹھوں کے ہاتھوں سندھ کی کتنی سندھی اور پنجابی بیٹیوں کی بے حرمتی ہوئی یہاں تک کہ قتل تک ہوئے کسی مقامی صحافی نے خبر تک نہیں دی۔ اس سے آگے دو اور قبیلے اپنی شاہی رکھتے ہیں۔ کبھی کبھی ان کے شہزادوں کے ہاتھوں انسانی شکار کی شرارتیں کلفٹن پل کے پار بھی دیکھنے اور سننے کو مل جاتی ہیں۔

اور ان پہاڑوں میں رہنے والے درندوں سے بھی زیادہ مہلک اور خطرناک ہیں لیکن غریبوں کیلئے۔ کون نہیں جانتا کہ کون مجرم پیشہ کس کا خاص آدمی ہوتا ہے۔ کس کے کون سے وانٹھے ہیں۔ ان کی اوطاقوں پر کورنشیں بجالانے والوں کو دیکھ کر لگتا کہ تم فارس کیکسی بادشاہ کے زمانوں میں پہنچ گئے ہو۔ ڈاکو ہو کہ سردار جس کی دہشت جھانگارا سے جامشورو تک ہے۔ اب ایسے میں غریب مسکینوں کے مسکین خاصخیلیوں کو، ملاحوں اور ماچھیوں کو کون پوچھتا ہے، انکی بہو بیٹیوں کے ساتھ تو ایسا ہوتا رہتا ہے۔ جوہی کے وڈیروں کی دہشت کو ملکی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو کیا پتہ! اس علاقے میں انکے وانٹھوں کے ہاتھوں سندھ کی کتنی سندھی اور پنجابی بیٹیوں کی بے حرمتی ہوئی یہاں تک کہ قتل تک ہوئے کسی مقامی صحافی نے خبر تک نہیں دی۔ اس سے آگے دو اور قبیلے اپنی شاہی رکھتے ہیں۔ کبھی کبھی ان کے شہزادوں کے ہاتھوں انسانی شکار کی شرارتیں کلفٹن پل کے پار بھی دیکھنے اور سننے کو مل جاتی ہیں۔

یہ جو سہون دھماکے کا مشتبہ سرغنہ جس کو دھماکا ہونے کے فوری بعد ایجنسیاں اٹھا کر لے گئی تھیں اس کے کارنامے جوہی شہر سے لے کر تمام کاچھو تک کیا ہیں اور کس کی پشت پناہی سے؟ یہ مقامی وڈیروں سے بھی اوپر کی بات ہے کہ وہ مقامی وڈیروں کا بندہ ہے؟

وہ دادو پولیس ویسے تو اپنے گاؤں اور علاقوں سے تیل گیس نکالنے والی کمپنیوں سے محض پانی کی لائن مانگنے پر احتجاج کرنے والوں کو غائب کر کے ان پر سنگین مقدمے بنا دیتی ہے لیکن میٹرک کی طالبہ تانیہ کے قاتل کو کیفر کردار تک پہنچانے میں ناکام کیوں؟ آخر یہ غیر درندہ خونی کس حکومتی وڈیرے یا شخصیت کا بندہ ہے؟ کاچھے سے کشمور تک کیا کئی تانیائیں ہیں جو بدمعاش وڈیروں اور سرداروں نے قتل کی ہوئی ہیں، اغوا کی ہوئی ہیں۔

ایسے تازہ کیسوں میں سے ایک مثال خیر پور میرس کے گمبٹ شہر کے نجی اسکول میں پڑھانے والی نوجوان ٹیچر آرتی کماری کا مبینہ اغوا ہے۔ اسی دن ایک اور ہندو لڑکی نسرینا بھیل لکھی غلام شاہ شکارپور سے بھی اغوا ہوئی۔ اب دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ آرتی کماری کی بھی قسمت وہی نکلی جو اب تک سینکڑوں ہندو نوجوان لڑکیوں اور بچیوں کے گھروں سے غائب یا اغوا کیئے جانے کے بعد ہوتی رہی ہے۔ یعنی میرے جیسے یا لڑکیوں کے لواحقین زبردستی تبدیلی مذہب کہتے رہے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ گھروں سے بھاگ کر مذہب تبدیل کرنے والی نوجوان لڑکیاں اور کئی کیسوں میں نابالغ بچیاں کیوں ہوتی ہیں۔ نوجوان لڑکے محض ایک آدھ بھی کیوں نہیں گھروں سے بھاگ کر اپنا مذہب تبدیل کرتے۔ اور نہیں تو پکی عمر کی ہندو خواتین کیوں نہیں اپنا گھر چھوڑتیں! پھر اگر ہندو لڑکے مذہب تبدیل کرتے ہیں تو کار ثواب میں نو داخل بھائیوں بیٹوں کو ہم اپنی بہنیں اور بیٹیاں کیوں نکاح میں نہیں دیتے۔ سوائے ایک کیس کے جس میں مجھے پتہ ہے کہ میرے دوست اور نوجوان لکھاری ستیہ پال اپنی ہم جماعت مسلمان لڑکی سے محبت میں گھر سے نکلا تو تبدیلی مذہب پر لڑکی کے والدین نے خوشی خوشی رشتہ میرے اس دوست کو اپنی بیٹی کا دیا۔

(بشکریہ جنگ)

جبری گمشدہ افراد کا عالمی دن

> حکومت جبری گمشدگیوں کی غیر قانونی سرگرمیوں کے خاتمے کے لیے ٹھوس اقدامات اٹھائے اور مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں لائے۔ جبری گمشدگیوں کے متاثرہ خاندانوں کیلئے 30 اگست کا دن خاص اہمیت رکھتا ہے۔ یہ دن ہمیں اس بات کی یاددہانی کراتا ہے کہ پاکستان میں جبری گمشدگیوں کے متعدد واقعات منظر عام پر آنے کے باوجود کسی ایک فرد کو بھی اس سنگین جرم کی سزا نہیں دی جاسکی۔ بلکہ بلوچستان میں تو بہت سے لاپتہ افراد نے منظر عام پر آنے کے بعد عدالت کے سامنے اپنے حلفیہ بیانات بھی جمع کروائے تھے۔ مگر کوئی کاروائی عمل میں نہ آسکی۔ اس لیے اب کوئی بھی شخص منظر عام پر آنے کے بعد کچھ بھی بتانے کے لیے تیار نہیں ہوتا جس کا فائدہ ان لوگوں کو ہوتا ہے جو اس میں ملوث ہیں۔ یہ بات بھی انتہائی تشویش ناک ہے کہ جبری گمشدگیاں بلوچستان میں آج بھی جاری ہیں، جیسا کہ حکومت کی جانب سے قائم کیے گئے جبری گمشدگیوں سے متعلق تحقیقاتی کمیشن کی فراہم کردہ معلومات سے ظاہر ہوتا ہے۔ ''بری گمشدگی کے واقعات کی مجموعی تعداد سے متعلق مختلف اعدادوشمار موجود ہیں کہ جبری گمشدگیوں کے واقعات کی ایک بڑی تعداد اب بھی حل طلب ہے۔

کوئٹہ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) بلوچستان چیپٹر کے زیر اہتمام 30 اگست کو جبری گمشدگی کے عالمی دن کی مناسبت سے ایک مشاورتی اجلاس منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت ایچ آر سی پی بلوچستان چیپٹر کے وائس چیئر پرسن حبیب طاہر ایڈووکیٹ نے کی۔ مقررین نے کہا کہ آج پوری دنیا میں لاپتہ افراد کا عالمی دن منایا جارہا ہے۔ اور ہم نے بھی آج لاپتہ افراد کے ساتھ اظہار یکجہتی کے طور پر یہ مشاورتی اجلاس منعقد کیا ہے۔ تاکہ اس اہم مسئلہ کو اجاگر کرسکیں۔ کیونکہ لاپتہ افراد کا مسئلہ سب سے زیادہ بلوچستان کو درپیش ہے۔ HRCP نے سپریم کورٹ میں ایک آئینی پٹیشن داخل کی تھی۔ اس کے علاوہ حکومت نے لاپتہ افراد کے حوالے سے ایک کمیشن بھی تشکیل دیا ہے۔ جس میں لاپتہ افراد کے خاندانوں نے کیس درج کیے تھے۔ مگر اس کے باوجود ان جبری گمشدگیوں کے واقعات میں کوئی کمی دیکھنے میں نہیں آئی۔ بلوچستان میں بہت سے لاپتہ افراد کی مسخ شدہ لاشوں کی برآمدگی سلسلہ ابھی تک جاری ہے جو کہ باعث تشویش ہے۔ حکومت جبری گمشدگیوں کی غیر قانونی سرگرمیوں کے خاتمے کے لیے ٹھوس اقدامات اٹھائے اور مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں لائے۔ جبری گمشدگیوں کے متاثرہ خاندانوں کیلئے 30 اگست کا دن خاص اہمیت رکھتا ہے۔ یہ دن ہمیں اس بات کی یاددہانی کراتا ہے کہ پاکستان میں جبری گمشدگیوں کے متعدد واقعات منظر عام پر آنے کے باوجود کسی ایک فرد کو بھی اس سنگین جرم کی سزا نہیں دی جاسکی۔ بلکہ بلوچستان میں تو بہت سے لاپتہ افراد نے منظر عام پر آنے کے بعد عدالت کے سامنے اپنے حلفیہ بیانات بھی جمع کروائے تھے۔ مگر کوئی کاروائی عمل میں نہ آسکی۔ اس لیے اب کوئی بھی شخص منظر عام پر آنے کے بعد کچھ بھی بتانے کے لیے تیار نہیں ہوتا جس کا فائدہ ان لوگوں کو ہوتا ہے جو اس میں ملوث ہیں۔ یہ بات بھی انتہائی تشویش ناک ہے کہ جبری گمشدگیاں بلوچستان میں آج بھی جاری ہیں، جیسا کہ حکومت کی جانب سے قائم کیے گئے جبری گمشدگیوں سے متعلق تحقیقاتی کمیشن کی فراہم کردہ معلومات سے ظاہر ہوتا ہے۔ ''بری گمشدگی کے واقعات کی مجموعی تعداد سے متعلق مختلف اعدادوشمار موجود ہیں کہ جبری گمشدگیوں کے واقعات کی ایک بڑی تعداد اب بھی حل طلب ہے۔ ملک بھر میں گمشدگیوں کا سلسلہ ملک بھر میں جاری ہے اور یہ سرگرمی ان علاقوں میں بھی پھیل چکی ہے جہاں پہلے ایسے واقعات رونما نہیں ہوتے تھے۔ اب سندھ میں یہ سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ جہاں عام طور پر سیاسی کارکنوں کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ بلوچستان میں جبری گمشدیوں کے خلاف آواز اٹھانے والے بھی اس کا نشانہ بن رہے ہیں۔ جبری یا غیر ارادی گمشدگیوں سے متعلق اقوام متحدہ کے ورکنگ گروپ (ڈبلیو جی ای آئی ڈی) نے 2012ء میں اپنے پاکستان کے دورے سے منسلک اور بعدازاں جو سفارشات پیش کی تھیں حکومت نے ان پر عمل درآمد نہیں کیا۔ اس گروپ نے بلوچستان کے لاپتہ افراد کے خاندانوں سے بھی ملاقات کی تھی اور HRCP کے ایک وفد نے بھی ان سے ملاقات کرکے اس مسئلے پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا تھا۔ ''پاکستان نے اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کونسل میں اپنے دوسرے عالمی سلسلہ وار جائزے (یو پی آر) کے دوران ایک سفارش (122.20) کو تسلیم کیا تھا کہ ضابطہ تعزیرات پاکستان (پی پی سی) میں جبری گمشدگیوں کو ایک باقاعدہ جرم قرار دیا جائے گا۔ تاہم، جبری گمشدگیوں کو ایک واضح اور علیحدہ جرم قرار دینے کے لیے کوئی ٹھوس اقدامات نہیں کیے گئے۔ جبری گمشدگیوں کے واقعات میں پولیس کو موصول ہونے والی درخواستیں اب بھی پی پی سی کی ان قانونی دفعات کے تحت درج کی جارہی ہیں جن کا تعلق اغواء یا غیر قانونی حراست سے ہے۔ دیگر سفارشات جنہیں پاکستان نے تسلیم تو کیا لیکن ان پر عمل درآمد نہیں کیا، اُن میں مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں لانا بھی شامل ہے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مزید تاخیر کیے بغیر ڈبلیو جی ای آئی ڈی کی تمام سفارشات پر عمل درآمد کرے اور یو پی آر کے سلسلے میں کیے گئے وعدوں، بالخصوص جبری گمشدگیوں سے متعلق وعدوں کو پورا کرے۔ ایچ آر سی پی ہمیشہ یہ مطالبہ کرتا ہے کہ پاکستان کی جانب سے تسلیم کی گئیں ڈبلیو جی ای آئی ڈی کی تمام سفارشات اور عالمی سلسلہ وار جائزے کے دوران تسلیم کی گئیں متعلقہ سفارشات پر عمل درآمد کے لیے تمام ضروری اقدامات کیے جائیں۔ ہم خاص طور پر حکومت پر زور دیتے ہیں کہ

☆ فوجداری قانون کے تحت جبری گمشدگیوں کو ایک واضح اور الگ جرم قرار دلانے سے متعلق فوری اور موثر اقدامات کیے جائیں۔

☆ تمام ریاستی ایجنسیوں کو حکم دیا جائے کہ وہ تمام لاپتا افراد کی بازیابی میں تعاون کریں اور شہریوں کو اغواء کرنے، انہیں خفیہ حراستی مراکز میں رکھنے یا قتل کرنے اور ان کی نعشیں پھینکنے کا سلسلہ بند کریں۔

☆ جبری گمشدگی کے ذمہ داروں کے لیے عملی طور پر سزا سے استثنا کا خاتمہ کریں۔ جبری گمشدگیوں میں ملوث کسی بھی ریاستی ادارے کے خلاف کارروائی کے جلد از جلد آغاز سے لوگوں میں انصاف کے حصول کی امید بڑھے گی۔

☆ تمام افراد کے جبری گمشدگیوں سے تحفظ کے عالمی معاہدے کی توثیق کی جائے۔

☆ لاپتا افراد کے خاندانوں کے لیے جو کئی سالوں سے اذیت میں مبتلا ہیں معاوضے کی ادائیگی کا بندوبست

کیا جائے۔

☆ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ حکومت ایسے قوانین بنانے سے گریز کرے جن سے خفیہ، غیر تسلیم شدہ اور رابطے سے محروم حراست کو قانونی جواز ملے۔

پاکستان کے آئین کے مطابق کوئی ادارہ کسی شخص کو اٹھاتا ہے۔ تو وہ اس بات کا پابند ہوتا ہے کہ وہ اسے 24 گھنٹوں کے اندر کسی مجاز عدالت کے سامنے پیش کرے۔ مگر بدقسمتی سے ہمارے سکیورٹی ادارے اس چیز کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے لوگوں کو لاپتہ کردیتے ہیں۔ جو کہ آئین اور قانون کے منافی ہے۔ لہذا حکومت اداروں کو آئین اور قانون کا پابند کرے کہ وہ اٹھائے گئے لوگوں کو منظر عام پر لائیں او ر عدالت کے سامنے پیش کریں۔ ان کے خاندانوں سے ملاقات کروانے کا بھی بندوبست کرے۔ تا کہ ان کے خاندانوں میں جو تشویش پائی جاتی اس کو ختم کیا جاسکے۔ اور اٹھائے گئے شخص کے خاندان کو معاوضہ دیا جائے تا کہ ان کی زندگی کا سلسلہ ازسرنو شروع ہو سکے۔ اجلاس کے بعد شرکاء نے ایچ آر سی پی آفس کے سامنے ایک پرامن مظاہرہ کیا۔

(ایچ آر سی پی کوئٹہ آفس)

> پاکستان کے آئین کے مطابق کوئی ادارہ کسی شخص کو اٹھاتا ہے۔ تو وہ اس بات کا پابند ہوتا ہے کہ وہ اسے **24** گھنٹوں کے اندر کسی مجاز عدالت کے سامنے پیش کرے۔ مگر بدقسمتی سے ہمارے سکیورٹی ادارے اس چیز کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے لوگوں کو لاپتہ کردیتے ہیں۔ جو کہ آئین اور قانون کے منافی ہے۔ لہذا حکومت اداروں کو آئین اور قانون کا پابند کرے کہ وہ اٹھائے گئے لوگوں کو منظر عام پر لائیں اور عدالت کے سامنے پیش کریں۔ ان کے خاندانوں سے ملاقات کروانے کا بھی بندوبست کرے۔ تا کہ ان کے خاندانوں میں جو تشویش پائی جاتی اس کو ختم کیا جاسکے۔

تربت جبری گمشدگیوں کے عالمی دن کے موقع پر ایچ آر سی پی اسپیشل ٹاسک فورس تربت مکران کے زیر اہتمام 30 اگست 2017 کی صبح پریس کلب تربت کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرین سے کئی نامور شخصیات اور کارکنان نے خطاب کیا، جن میں محمد اکرم دشتی، خان محمد جان، محمد کریم گچکی، عبدالمجید دشتی ایڈوکیٹ اور غنی پرواز

> دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ بعض ریاستی ادارے اور لوگ شہریوں کے ان حقوق کو تحفظ فراہم کرنے کی بجائے جو لوگ انہیں استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں انہیں غدار قرار دیتے ہیں اور انہیں جبری طور پر اغوا کر کے لاپتہ کردیتے ہیں اور ان میں سے بعض کو شہید بھی کردیتے ہیں۔ مقررین کا کہنا تھا کہ ویسے تو جبری گمشدگیوں کا مسئلہ ایک عالمی مسئلہ ہے تاہم بلوچستان میں اس مسئلے کی ابتدا **2001** میں علی اصغر بنگلزئی کی گمشدگی سے ہوئی تھی۔ **2005** میں اس میں اضافہ ہوا۔ **2006** میں نواب اکبر بگٹی کی شہادت کے بعد جب حالات زیادہ بگڑ گئے تو یہ مسئلہ شدید ہوگیا۔ اس وقت سے عموماً پاکستان کے تمام صوبوں اور علاقوں سے اور خصوصاً فاٹا، کراچی، اندرونِ سندھ اور سب سے زیادہ بلوچستان سے ہزاروں افراد لاپتہ ہیں، جن میں سے بعض کو شہید کر کے اُن کی مسخ شدہ لاشیں ویرانوں میں پھینکی گئی ہیں۔ یہ ایک غیر قانونی اور غیر آئینی عمل ہے۔ اگر کسی پر کوئی الزام ہو تو پولیس اس کا وارنٹ جاری کر کے اُسے گرفتار کرے، لیکن **24** گھنٹوں کے اندر اندر اُسے کسی کُھلی عدالت کے سامنے پیش کرے

شامل تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ موجودہ جمہوری دور میں شہریوں کے بعض بنیادی انسانی حقوق ہوتے ہیں، جن میں حق زندگی، حقِ تعلیم، حقِ صحت، حقِ روزگار، حقِ نقل وحمل، حقِ نظریہ وخیالات، حقِ آزادی اظہار خیال اور بہت سے دوسرے حقوق شامل ہیں۔ لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ بعض ریاستی ادارے اور لوگ شہریوں کے ان حقوق کو تحفظ فراہم کرنے کی بجائے جو لوگ انہیں استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں انہیں غدار قرار دیتے ہیں اور انہیں جبری طور پر اغوا کر کے لاپتہ کردیتے ہیں اور ان میں سے بعض کو شہید بھی کردیتے ہیں۔ مقررین کا کہنا تھا کہ ویسے تو جبری گمشدگیوں کا مسئلہ ایک عالمی مسئلہ ہے تاہم بلوچستان میں اس مسئلے کی ابتدا 2001 میں علی اصغر بنگلزئی کی گمشدگی سے ہوئی تھی۔ 2005 میں اس میں اضافہ ہوا۔ 2006 میں نواب اکبر بگٹی کی شہادت کے بعد جب حالات زیادہ بگڑ گئے تو یہ مسئلہ شدید ہوگیا۔ اس وقت سے عموماً پاکستان کے تمام صوبوں اور علاقوں سے اور خصوصاً فاٹا، کراچی، اندرونِ سندھ اور سب سے زیادہ بلوچستان سے ہزاروں افراد لاپتہ ہیں، جن میں سے بعض کو شہید کر کے اُن کی مسخ شدہ لاشیں ویرانوں میں پھینکی گئی ہیں۔ یہ ایک غیر قانونی اور غیر آئینی عمل ہے۔ اگر کسی پر کوئی الزام ہو تو پولیس اس کا وارنٹ جاری کر کے اُسے گرفتار کرے، لیکن 24 گھنٹوں کے اندر اندر اُسے کسی کُھلی عدالت کے سامنے پیش کرے، اور اگر وہ مجرم ثابت ہو تو اُسے کسی قانونی جیل میں بند کیا جائے، نہ کہ خفیہ ٹارچر سل میں بند کر کے ٹارچر کیا جائے اور پھر جان سے مار دیا جائے۔ آخر میں مقررین نے آئین و قانون شکنی، طاقت کا ناجائز استعمال، لوگوں کو جبری طور پر اغوا کر کے لاپتہ کرنے، اور ان میں سے بعض کو شہید کر کے اُن کی مسخ شدہ لاشیں ویرانوں میں پھینکنے کے طویل سلسلے کی شدید مذمت کی، اور یہ سلسلہ بند کرنے کا پُرزور مطالبہ کیا، اور ساتھ ہی ساتھ تمام لاپتہ افراد کی بازیابی اور رہائی کا بھی پُرزور مطالبہ کیا۔

(غنی پرواز)

حیدرآباد ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان، ٹاسک فورس حیدرآباد کے زیر اہتمام پریس کلب آڈیٹوریم میں جبری گمشدہ افراد کے عالمی دن کے موقع پر منعقدہ سیمینار میں مقررین نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے گرفتار کر کے جبری گم کئے جانے والے افراد کے واقعات گمشدہ انسانیت کے خلاف سنگین جرائم قرار دیا جائے۔ جبری گمشدہ افراد کے تحفظ کے حوالے سے اقوام متحدہ میں منظور شدہ قراردادوں کی توثیق کی جائے۔ سیمینار سے پروفیسر مشتاق میرانی، بدر سومرو، سہیل سانگھی، نذیر ضیاء بخشل تھلو، حسین مسرت کوریجو، نازیہ نورانی اور دیگر نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ ملک میں گرفتار کر کے گم کئے جانے والے افراد کے معاملے کو قانون اور آئین کے مطابق دیکھا جائے۔ 2013ء تک سپریم کورٹ گمشدہ افراد کے معاملہ کا نوٹس لیتی رہی تھا لیکن اب وہ بھی خاموش ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم جرائم پیشہ اور ملک دشمن افراد کے ہرگز حامی نہیں ہیں۔ ان کو قانون کی حدود میں لا کر اور مقدمہ چلا کر سخت سزائیں دی جائیں، لیکن اپنی دھرتی سے محبت کرنے والے اور اپنے مسائل کے لیے آواز بلند کرنے والے کو گرفتار کر کے لاپتہ کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ یہ محبّ وطن لوگ ہیں۔ ان کی باتوں کو سنا جائے۔ اس طرح ان کی آواز دبانے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ ملک میں خوف وہراس کے ماحول کے خاتمے کے لیے ہمیں اپنے جمہوری اداروں کو مضبوط کرنا ہوگا، کیونکہ ریاستی قوتیں اقتدار اور طاقت اپنے ہاتھوں میں رکھنا چاہتی ہیں جو کہ درست عمل نہیں ہے۔

(بشکریہ روزنامہ امت)

پاکستان میں انتہا پسندی کے محرکات

پشاور عوامی نیشنل پارٹی کے مرکزی رہنما اور سابق سینیٹر افراسیاب خٹک نے کہا ہے پاکستان میں ریاست اب تک انتہا پسندی کے کارخانے چلا رہی ہے اور جب تک یہ جاری رہیں گے معاشرے سے انتہا پسندی ختم نہیں ہوسکتی۔

یہ بات انھوں نے پاکستان کے قیام کے 70 برس مکمل ہونے کی مناسبت سے بی بی سی اردو کی خصوصی انٹرویو سیریز وژن پاکستان میں گفتگو کرتے ہوئے کہی۔

افراسیاب خٹک نے بھی ملک میں شدت پسندی بڑھنے کی وجہ جنرل ضیاالحق کے مارشل لا کے دوران جہاد کی پالیسی کو قرار دیا اور کہا کہ یہاں ریاست انتہا پسند ہوگئی تھی اور اس نے معاشرے کو ریڈیکلائز کیا۔ 'معاشرہ کو بنیاد پرست بنایا۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا ثبوت ہے ان کے پاس کہ ریاست یہ کام کر رہی ہے تو عوامی نیشنل پارٹی کے رہنما کا کہنا تھا 'جیسے طالبان یہاں بیٹھے ہیں، کالعدم تنظیمیں ہیں جو جلسے جلوس کرتی ہیں، ان کے خلاف کارروائی نہیں ہو رہی۔ تو ظاہر ہے کوئی نہ کوئی تو ان کا سرپرست ہے۔'

انھوں نے کہا کہ ان تنظیموں کے خلاف جان بوجھ کر کارروائی نہیں ہو رہی اور سیاسی ارادے کی کمی ہے۔ 'خصوصاً پنجاب میں کارروائی نہیں ہوئی جہاں جہادی اور شدت پسندی کے نظریہ دان بیٹھے ہوئے ہیں۔'

ان کے مطابق ان عناصر کے خلاف کارروائی نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ 'اگر آپ پرانی افغان پالیسی چلائیں گے تو اس کے لیے آپ کو غیر ریاستی عناصر کی ضرورت پڑے گی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ خاص طور پر پنجاب میں سیاسی مصلحت اور کچھ ووٹ پاکٹ برقرار رکھنے کے لیے بھی ان کے خلاف کارروائی سے گریز کیا جا رہا ہے۔ تو سیاسی مقاصد کے لیے ملکی مفادات کو داؤ پر لگا رہے ہیں۔'

انھوں نے کہا کہ سرتاج عزیز نے گذشتہ برس آن ریکارڈ کہا کہ طالبان لیڈر شپ پاکستان میں بیٹھی ہوئی ہے۔ ان کے بقول یہ تو یہ کوئی الزام نہیں تھا بلکہ حکومت کے ایک ذمہ دار شخص نے بات کہی ہے۔

ان سے پوچھا گیا کہ کیا اب بھی طالبان قیادت پاکستان میں موجود ہے، تو انھوں نے کہا کہ 'ظاہر ہے اب تک کسی نے اس کی تردید تو نہیں کی۔'

افراسیاب خٹک نے کہا کہ ملک کی خرابی میں سویلینز نے بھی کردار ادا کیا ہے لیکن فوجی حکمرانوں نے سب سے زیادہ قانون توڑا ہے۔

سویلینز نے جو خرابی کی ہے اس کے ٹھیک کرنے کا طریقہ بھی موجود ہے۔ لیکن مارشل لا لگانا سب سے بڑی خرابی ہے، سویلین تو مارشل لا نہیں لگا سکتے۔ لیکن اگر ریاست کے بنیادی قانون کی خلاف ورزی کی جائے تو اس سے لاقانونیت جنم لیتی ہے اور کرپشن بھی ملک میں مارشل لا کی وجہ سے پھیلی ہے۔'

اس سوال کے جواب میں کہ فوجی حکمران کہتے ہیں کہ ملک نے ڈکٹیٹر شپ میں ترقی کی اور جب بھی سویلین آتے ہیں وہ صرف لوٹ اور کھسوٹ کرتے ہیں، عوامی نیشنل پارٹی کے رہنما نے کہا کہ وہ یہ بات ٹھیک نہیں کہتے۔ 'وہ جو نام نہاد ترقی ہے اور وہ جو نام نہاد استحکام ہے اس کے نتائج پر نظر ڈال لیجیے۔ ایوب خان کے مارشل لا کے دس سال بعد پاکستان ٹوٹ گیا۔ ابھی تک حمود الرحمٰن کمیشن کی رپورٹ نہیں چھپی، کارگل کے واقعے کی تحقیقات نہیں ہوئیں۔ ایبٹ آباد کمیشن کی رپورٹ سامنے نہیں آئی۔ اگر یہ رپورٹیں سامنے آتیں تو جنرل مشرف جیسے لوگوں کو یہ بات کہنے کا موقعہ نہیں ملتا۔'

بلوچستان کے مسئلے پر بات کرتے ہوئے افراسیاب خٹک نے کہا کہ ان کی پارٹی پرتشدد تحریک اور علیحدگی کے حق میں نہیں لیکن بلوچستان میں مظالم بھی ہو رہے ہیں۔

انھوں نے کہا کہ یہ جو لاپتہ افراد کا معاملہ ہے، جو لاشیں ملنے کا سلسلہ ہے، حکومتی ادارے اس الزام سے خود کو نہیں بچا سکتے کہ وہ بلوچستان میں ہلاکتوں میں ملوث ہیں۔ 'ایسے کئی شواہد موجود ہیں کہ وہ ملوث رہے ہیں۔ اس لیے ریاست کا فرض ہے کہ وہ اپنے شہریوں کے تحفظ کے لیے قانون سازی کر رہی ہے۔'

(بشکریہ بی بی سی اردو)

باپ کے ہاتھوں ڈھائی سالہ بیٹی قتل

فیصل آباد فیصل آباد میں پیش آنے والے قتل کے دوسرے واقعے میں باپ نے گھریلو جھگڑے کے دوران مبینہ طور پر تیز دھار آلے سے اپنی ڈھائی سالہ بیٹی کو قتل کردیا۔ پولیس کے مطابق ستیانہ کے علاقے میں واقع اپنے گھر میں عبدالرزاق نامی شخص نے گھریلو جھگڑے کے دوران اہلیہ اور بچوں پر چاقو سے حملہ کردیا جس کی زد میں آکر ڈھائی سالہ نور فاطمہ موقع پر ہی جاں بحق ہوگئی۔ پولیس کا کہنا تھا کہ واقعے میں ملزم کی اہلیہ نازیہ اور 12 سالہ بیٹا علی حمزہ زخمی ہوئے جنہیں علاج کے لیے ستیانہ کے سول ہسپتال منتقل کردیا گیا۔ واقعے کے فوری بعد پولیس نے ملزم عبدالرزاق کو گرفتار کرکے تحقیقات کا آغاز کردیا۔

(نامہ نگار)

شہریوں کی جان و مال کا تحفظ ریاست کی اولین ترجیح ہے

حیدرآباد 30 اگست کو سندھ ترقیاتی کمیٹی نے سندھ میں جاری جبری گمشدگی کی مذمت کرنے اور سیاسی، قوم پرست و سماجی رہنماؤں و کارکنان کی آزادی کے لیے احتجاجی مظاہروں کا اعلان کیا ہے۔ حیدرآباد پریس کلب میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے عوامی ورکرز پارٹی، عوامی جمہوری پارٹی، کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان اور جئے سندھ محاذ کے رہنماؤں خالق جانڈیو، امان اللہ شیخ، ابرار قاضی، بخشل تھلو، عالیہ بخشل تھلو اور دیگر رہنماؤں نے سندھ میں ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کی گمشدگی کے معاملے پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مذکورہ اقدامات انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی ہے اور جبری گمشدگیاں، ماورائے قوانین اقدامات ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ جبری گمشدگیوں کے متعلق کوئی ادارہ وضاحت نہیں کرتا جبکہ شہریوں کی جان و مال کا تحفظ ریاست کی اولین ترجیح ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر کسی کے خلاف مقدمات ہیں تو انہیں عدالت میں پیش کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ایک منظّم سازش کے تحت بلوچستان اور سندھ میں انتہا پسندانہ سیاست کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا جبری گمشدگیوں کے خلاف اور سیاسی، سماجی و قوم پرست رہنماؤں و کارکنان کی رہائی کے لیے صوبے کے تمام پریس کلبز کے سامنے احتجاجی مظاہرے کئے جائیں گے۔

(لالہ عبدالحلیم

عورتیں

بہن کی جان لے لی

ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے نواحی گاؤں 319 گ ب میں گھریلو چپقلش پر طیش میں آکر اپنی سگی بہن کو پسٹل کا فائر کے قتل کردیا، اور فرار ہو گیا پولیس نے نعش پوسٹ مارٹم کیلئے ہسپتال منتقل کردی ہے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ تفتیش کی جارہی ہے۔ تاہم بعض مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ بھائی بہن کو غیرت کے نام پر قتل کیا ہے لیکن پولیس کے ترجمان علی رضا کا کہنا ہے کہ قتل غیرت کے نام پر نہیں بلکہ گھریلو رنجش کی بنا پر کیا گیا تھا۔ (اعجاز اقبال)

غیرت کے نام پر خاتون اور نوجوان قتل

نوشہرہ 4 ستمبر کو نوشہرہ درانی گلی میں ایک شخص نے فائرنگ کرکے اپنی بیوی اور چوبیس سالہ نوجوان کو قتل کردیا۔ مقتول کے والد افسر خان ولد نادر خان نے پولیس کو رپورٹ درج کراتے ہوئے بتایا کہ ان کے بیٹے کو اور ینٹ ایڈوانس فیوچر ایجوکیشن سسٹم درانی سٹریٹ کابل ریور کی ہیڈ مس مہناز زوجہ عمران نے قرآن خوانی کے لئے اپنے گھر بلایا تھا، افسر خان نے دعویٰ کیا کہ اس کے بیٹے امان اور سکول کی ہیڈ مس مسماۃ مہناز کو مہناز کے شوہر عمران ولد شمس الحق ساکن آفیسر کالونی سہیل جیوٹ ملز نے شک کی بنیاد پر قتل کیا۔ ملزم ارتکاب جرم کے بعد فرار ہو گیا، نوشہرہ کلاں پولیس نے دوہرے قتل کا مقدمہ درج کرکے تفتیش شروع کردی۔

(روزنامہ مشرق)

گھریلو ملازمہ کی ہلاکت

نواب شاہ 19 ستمبر کو سانگھڑ شہر کے مقام مندروالے علاقے کے رہائشی تاجر سیٹھ رتن کمار کے گھر پر کام کرنے والی 17 سالہ ملازمہ رادھا بھیل کی پراسرار ہلاکت کا واقعہ رونما ہوا جسے متوفیہ کے ورثاء نے قتل قرار دیتے ہوئے انصاف کے حصول کا مطالبہ کیا ہے۔ 20 ستمبر 2017 کو اخبارات میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق سانگھڑ میں مندروالے علاقے کے رہائشی سیٹھ رتن کمار کی گھریلو ملازمہ پراسرار طور پر ہلاک ہوگئی جس کی نعش ہسپتال پہنچا دی گئی ہے۔ جبکہ ورثاء کو اطلاع دی گئی کہ ان کی بیٹی رادھا بھیل چھت سے گر گئی تھی جس پر ورثاء نے ہسپتال پہنچ کر احتجاج کیا اور میڈیا کو بتایا کہ سیٹھ رتن کمار کا کہنا ہے کہ رادھا چھت سے گری ہے جبکہ رتن کمار نے پولیس کو یہ بتایا کہ اس نے خودکشی کی تھی۔ پولیس نے ابتدائی کارروائی کرتے ہوئے پوسٹ مارٹم رپورٹ آنے پر کارروائی کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ دوسری جانب پولیس نے والدین کی مدعیت میں واقعہ کی رپورٹ درج کرلی۔ متوفی رادھا کے والد شگن بھیل نے انسانی حقوق کے کارکنوں سے بات چیت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ان کی بیٹی رادھا بھیل دوسال سے سیٹھ رتن کمار کے گھر میں بطور ملازمہ کام کررہی تھی گزشتہ روز 19 ستمبر کو سیٹھ رتن کمار نے ہمیں اطلاع دی کہ رادھا چھت سے گر گئی ہے۔ جسے ہسپتال پہنچایا گیا ہے جہاں اس کی موت واقع ہو گئی ہے ہم بھاگم بھاگ ہسپتال پہنچے جہاں ہم نے اپنی بیٹی کو دیکھا تو اس کی گردن پر تشدد کے نشانات واضح تھے جبکہ اگر وہ چھت سے گرتی تو اس کی ہڈیاں متاثر ہوتیں لیکن ایسا کچھ نہیں تھا۔ رادھا بھیل کی والدہ سنی بھیل کا کہنا ہے کہ اس کی بیٹی دوسال سے سیٹھ رتن کمار کے پاس گھر میں کام کاج کرتی تھی جس سے گھر کی کفالت داری میں مدد ملتی تھی۔ سینئر صحافی اور اے آر وائے نیوز سانگھڑ کے نمائندے الیاس انجم نے انسانی حقوق کے کارکنوں کو بتایا کہ رادھا بھیل نامی لڑکی کی ہلاکت سے متعلق جو تفصیلات معاملات سامنے آئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے رادھا کی ہلاکت کے واقعے کو پراسرار بنانے کی کوشش کی گئی تھی۔ بچی کی گردن اور جسم کے کچھ حصوں پر تشدد اور جبر کے نشانات واضح ہیں۔ الیاس انجم کے مطابق ہم نے بطور صحافی رادھا کے کیس میں ملزم سیٹھ رتن کمار سے بھی بات کی ہے جن کا موقف ہے کہ لڑکی چھت سے گر گئی تھی اور نیچے رکھی ٹیبل پر آکر گری جس سے اس کی گردن پر چوٹ آئی ہے ہم اسے زخمی حالت میں ہسپتال لے کر گئے تھے تاہم وہ ہسپتال میں جانبر نہ ہو سکی۔ میڈیکولیگل آفیسر ڈاکٹر فرح علی نے انسانی حقوق کے کارکنوں کو بتایا ہے کہ لڑکی کی عمر 16 سے 17 سال ہے جبکہ اس کی گردن پر زخموں کے نشانات واضح تھے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی موت سے قبل اس پر تشدد کیا گیا تھا تاہم اس بارے میں پوسٹ مارٹم کی حتمی رپورٹ پر ہی معلوم ہو سکے گا کہ لڑکی پر جنسی تشدد یا جسمانی تشدد کی نوعیت کیا تھی لڑکی کا پوسٹ مارٹم کرلیا گیا ہے اب صرف رپورٹ کا انتظار ہے۔ ڈی ایس پی سانگھڑ آصف علی آرائیں کا کہنا ہے کہ 19 ستمبر کو ہونے والے اس واقعہ کو پراسرار بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ لڑکی کی موت موقع پر ہی واقع ہوئی تھی جبکہ اسے مردہ حالت میں ہسپتال لایا گیا تھا جبکہ والدین اور ورثاء کو بعد میں اطلاع دی گئی کہ ان کی بیٹی چھت سے گر گئی ہے۔ جبکہ پولیس کو والدین کی جانب سے اطلاع ملی ہے جس پر سیٹھ رتن کمار سے پوچھ گچھ کی گئی تو اس کا کہنا تھا کہ لڑکی نے خودکشی کی کوشش کی جسے سے ہسپتال لایا گیا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکی۔ مزید یہ کہ لڑکی کے جسم پر تشدد اور زخم کے نشانات بھی واضح ہیں۔ اس ضمن میں لڑکی کے والد شگن بھیل کی مدعیت میں رپورٹ درج کرلی گئی ہے جبکہ سیٹھ رتن کمار کو حراست میں لے لیا گیا ہے تاہم حتمی رپورٹ آنے کے بعد مقدمہ درج کیا جائے گا۔ (آصف البشر)

لڑکی کی گلا کٹی لاش برآمد

حیدرآباد 10 ستمبر کو ہٹڑی کے قریب قومی شاہراہ سے لڑکی کی گلا کٹی تشدد زدہ لاش ملی جس کی شناخت نہیں ہو سکی۔ پولیس کا کہنا ہے کہ لڑکی کو قتل کرکے لاش پھینکی گئی ہے۔ تفصیلات کے مطابق ہٹڑی کے قریب نیشنل ہائی وے سے لڑکی کی لاش ملی۔ جس کا گلا تیز دھار آلے سے کٹا ہوا تھا۔ جبکہ اس کے جسم پر تشدد کے نشانات بھی ہیں۔ پولیس نے نعش تحویل میں لے کر سول ہسپتال منتقل کردی۔ شناخت نہ ہونے پر لاش ہسپتال کے سرد خانے میں رکھی گئی ہے۔ ایڈیشنل ایس ایچ او تھانہ ہٹڑی بہردین ڈاھانی نے بتایا کہ لڑکی کی عمر بیس سال ہے جسے قتل کرکے لاش پھینکی گئی ہے۔ موٹروے پولیس کے ہائی وے پر لاش پڑی ہونے کی اطلاع ملی تھی۔ ایس ایچ او کا مزید کہنا تھا کہ یہ قتل غیرت کے نام پر ہوا یا کوئی اور وجہ ہے۔ تحقیقات کے بعد ہی معلوم ہو سکے۔

(لالہ عبدالحلیم)

بیوہ خاتون پر قبضہ مافیا کا تشدد

نوشہرہ 22 ستمبر کو نوشہرہ زڑہ میانہ کی رہائشی بیوہ خاتون سے زرعی اراضی ہتھیانے کیلئے بااثر سیاسی قبضہ مافیا نے خاتون کو بدترین تشدد کا نشانہ بنایا۔ نوشہرہ کے علاقہ زڑہ میانہ کی رہائشی بیوہ خاتون مسماۃ جان ردی نے نوشہرہ پریس کلب میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے قریبی رشتہ دار کے ساتھ ہماری اراضی کا تنازعہ چلا آرہا ہے 22 ستمبر کو صبح 6 بجے مسلح ہمارے گھر میں گھس آئے اور مجھ کو مارا پیٹا، اور میرے کپڑے پھاڑ دیئے، اور مجھے سنگین نتائج کی دھمکیاں دیں، انہوں نے کہا کہ اس وقت میرے بیٹے کھیتوں میں کام پر چلے گئے تھے، اس سے قبل بھی ملزموں نے میرے بیٹوں سیف الرحمان، داؤد اور بلال پر فائرنگ کی تھی مگر وہ بال بال بچ گئے تھے، انہوں نے مزید کہا کہ اس اراضی کا انتقال میرے نام ہے اور قبضہ بھی ہمارے پاس ہے لیکن یہ بااثر قبضہ مافیا مجھے میری اراضی پر قبضہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔

(روزنامہ آج)

سندھ حکومت، خواتین تحفظ قوانین پر عملدرآمد کرائے

حیدرآباد 19 اگست کو ویمن ایکشن فورم کی رہنماؤں نے سندھ حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ سندھ اسمبلی میں خواتین کے تحفظ کے لیے قوانین پر سختی سے عملدرآمد کرایا جائے تاکہ صوبے میں مظلوم خواتین کی دادرسی ہو سکے۔ حیدرآباد پریس کلب میں ویمن ایکشن فورم کی رہنما امر سندھو، حسین مسرت، روزینہ جونیجو اور دیگر نے اپنی مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہ کہ اپریل 2015ء میں سندھ اسمبلی سے خواتین کے حقوق اور تحفظ کے حوالے سے بل پر گورنر کی جانب سے دستخط کے بعد سندھ حکومت نے 18 مئی 2015ء کو ایک نوٹیفکیشن جاری کیا تاہم 27 ماہ کا عرصہ گزر جانے کے باوجود اس پر عمل درآمد نہیں کرایا گیا ہے، دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں خواتین کے مسائل کے حل کے لیے ادارے قائم ہیں لیکن ملک میں بدقسمتی سے خواتین کے حقوق اور تحفظ کے لیے ادارے اور قوانین تو بنائے جاتے ہیں لیکن ان پر سختی سے عملدرآمد نہیں کرایا جاتا جس کی وجہ سے منظور ہونے والے کئی قوانین الماریوں میں فائل میں محفوظ رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب اور کے پی کے میں خواتین کے حقوق کے لیے کمیشن تشکیل دیئے جا چکے ہیں لیکن سندھ اسمبلی سے پاس ہونے والے قوانین پر عملدرآمد نہیں کیا جارہا جو کہ صوبہ سندھ میں خواتین کے ساتھ زیادتی کے مترادف ہے۔

(لالہ عبدالحلیم)

سسرالیوں نے بہو کو قتل کردیا

ٹوبہ ٹیک سنگھ سسرالیوں نے خاتون کو تشدد کر کے زہریلا مشروب پلا کر مبینہ طور پر قتل کر دیا۔ ہسپتال میں پوسٹ مارٹم نہ ہونے پر لواحقین سراپا ہیں۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے نواحی گاوں 182 گ ب میں شوہر اور اس کی بہنوں نے شمائلہ بی بی پر تشدد کر کے اور زہریلا سپرے پلا کر مبینہ طور پر قتل کر دیا۔ لواحقین نے بتایا کہ مقتولہ کی شادی چار سال قبل محمد سلیم سے ہوئی تھی جس کے بعد اس کا شوہر سلیم اس پر تشدد کرتا تھا۔ لواحقین نے یہ بھی الزام عائد کیا ہے کہ ملزم نے اپنی بہنوں سے مل کر اپنی بیوی کو زہر دیکر قتل کر کے خودکشی کا ڈرامہ رچایا لواحقین نے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں احتجاج کرتے ہوئے اعلی حکام سے انصاف کا مطالبہ کیا ہے۔ واقعہ 22 ستمبر کو پیش آیا تھا۔ (اعجاز اقبال)

مر جائیں گے لیکن بیٹی کے خون کا سودا نہیں کریں گے

سہون پاکستان کے صوبے سندھ کے شہر جھانگارا باجارا میں رشتہ نہ دینے پر لڑکی کو قتل کرنے کے الزام میں گرفتار دو ملزمان پر انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کر لیا گیا ہے جبکہ ہائی کورٹ نے آئی جی سندھ کو تحقیقات کی نگرانی کرنے کا حکم جاری کیا ہے۔ تانیہ خاصخیلی کو سات ستمبر کو جھانگارا باجارا میں گھر میں گھس کر فائرنگ کر کے ہلاک کیا گیا تھا۔ بی بی سی اردو کے نامہ نگار ریاض سہیل کے مطابق تانیہ کے والدین نے الزام عائد کیا کہ انھوں نے ملزم خان محمد نوحانی کو رشتہ دینے سے انکار کیا تھا جس پر اس نے ناراض ہو کر تانیہ کو ہلاک کیا۔ تانیہ کے والد غلام قادر خاصخیلی نے بی بی سی کو بتایا کہ ملزمان کے رشتے دار انھیں اس وقت بھی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ غلام قادر نے پولیس کو اس بارے میں آگاہ کیا ہے۔ 'ہم ہرگز صلح نہیں کریں گے، مر جائیں گے لیکن بیٹی کے خون کا سودا نہیں کریں گے۔ ہمیں انصاف چاہیے۔' جام شورو پولیس نے گذشتہ روز مقدمے کے مرکزی ملزم خان محمد عرف خانو نوحانی اور مولا بخش نوحانی کی گرفتاری ظاہر کی تھی۔ اس سے قبل مقامی میڈیا میں ان کی کوئٹہ سے گرفتاری کی اطلاعات تھیں تاہم ڈی آئی جی حیدرآباد خادم حسین رند نے ان اطلاعات کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ ملزم کو جام شورو سے گرفتار کیا گیا ہے۔ دونوں ملزمان کو منگل کی صبح حیدرآباد میں واقع انسداد دہشت گردی کی عدالت میں پیش کیا گیا تھا۔ عدالت نے خانو نوحانی اور مولا بخش نوحانی کو سات روز کے جسمانی ریمانڈ پر پولیس کے حوالے کر دیا ہے۔ دوسری جانب سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس احمد علی شیخ کے روبرو تانیہ کیس کے از خود نوٹس کی سماعت ہوئی، جس میں ڈی آئی جی حیدرآباد خادم حسین رند، ایس ایس پی جام شورو عرفان بہادر اور تانیہ کے والد غلام قادر خاصخیلی پیش ہوئے۔ ڈی آئی جی خادم حسین رند نے عدالت کو بتایا کہ دونوں ملزمان گرفتار ہیں جبکہ ایف آئی آر میں انسداد دہشت گردی کی دفعات بھی شامل کر لی گئی ہیں۔ انھوں نے عدالت کو یقین دہانی کرائی کہ اس واقعے میں جو بھی ملوث ہوگا اس کو قانون کی گرفت میں لایا جائے گا۔ تانیہ کے والد نے سکیورٹی پر تحفظات کا اظہار کیا جس پر ڈی آئی جی نے واضح کیا کہ انھیں پہلے سے سکیورٹی فراہم کر دی گئی ہے اور مزید سکیورٹی کا انتظام بھی کر دیا جائے گا۔ یاد رہے کہ سندھ کے شہر سیہون کے قریبی قصبے جھانگارا باجارا میں تانیہ کو قتل کیا گیا تھا، ان کے والد غلام قادر خاصخیلی کا کہنا ہے کہ ملزم خانو ان پر مسلسل دباؤ ڈال رہا تھا کہ انھیں رشتہ دیا جائے اور اس نے تانیہ کو اغوا کرنے کی بھی کوشش کی تھی۔ سوشل میڈیا پر تانیہ کے قتل کا واقعہ سامنے آنے کے بعد پاکستان کے قومی میڈیا نے اس پر توجہ دی جبکہ وزیر اعلیٰ سندھ مراد علی شاہ نے بھی متاثرہ خاندان کو انصاف کی یقین دہانی کرائی تھی۔ (بشکریہ بی بی سی)

خواندگی کا عالمی دن

حیدرآباد 8 ستمبر کو خواندگی کے عالمی دن کے موقع پر حیدرآباد میں بھی ریلیاں نکالی گئیں۔ خواندگی کی شرح بڑھانے کا عزم دہرایا گیا۔ مختلف سرکاری و نیم سرکاری تعلیمی اداروں اور اساتذہ تنظیموں کے تحت نکالی گئی ریلیاں پریس کلب پہنچ کر اختتام پذیر ہوئیں جن میں بچوں اور اساتذہ نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ مظاہرین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تعلیم کی بدولت ہی ملک و قوم ترقی کرتے ہیں۔ معاشرے سے ناانصافیوں، دہشت گردی، ظلم و ستم اور فرسودہ رسوم کا خاتمہ صرف اور صرف تعلیم کے ذریعے ہی کیا جا سکتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ محکمہ تعلیم کے افسران شرح خواندگی بڑھانے کے لیے مستقبل بنیادوں پر ٹھوس حکمت عملی کے تحت کام نہیں کر رہے جبکہ حکومت نے ریجنل سطح پر باقاعدہ افسران مقرر کئے ہوئے ہیں۔ مقررین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ سندھ میں شرح خواندگی بڑھانے کے لیے ترجیحی بنیادوں پر ٹھوس اقدامات کیے جائیں۔ گورنمنٹ ظفر سیکنڈری سکول کے تحت عالمی یوم خواندگی کے موقع پر تعلیمی شعور بیدار کرنے کے لیے ریلی نکالی گئی جو پریس کلب پہنچ کر اختتام پذیر ہوئی جہاں سکولوں کے بچوں نے ٹیبلوز پیش کیے۔ ناصرہ خان، محمد خالد راجپوت، سید جنید احمد اور محمد راشد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تعلیم اور شعور کی کمی کے باعث آج پورا معاشرہ حقیقی معنوں میں ترقی کی منازل طے نہیں کر پا رہا۔ گورنمنٹ سکول کالی موری کے تحت بھی یوم خواندگی منایا گیا اور ریلی نکالی گئی۔ جے چندر، محمد احسان، محمد خورشید، عبدالجبار و دیگر نے کہا کہ بچوں کو ہر صورت تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا چاہیے۔ سرکاری سکولوں میں بچوں کو داخل کروایا جائے۔

(نامہ نگار)

خاتون کو قتل کیے جانے کا انکشاف

پشاور 31 اگست کو پشاور کے نواحی علاقہ بڈھ بیر شہید گڑھی میں خودکشی کرنے والی خاتون کو قتل کیے جانے کا انکشاف ہوا ہے۔ یہ انکشاف مقتولہ کے والد نے پولیس کو بیان دیتے ہوئے کیا، پولیس نے ملزم کو گرفتار کر کے مزید تفتیش شروع کر دی ہے۔
بڈھ بیر کے علاقہ شہید گڑھی میں 22 سالہ شادی شدہ خاتون مسماۃ شبانہ فاطمہ زوجہ یوسف فائرنگ سے جاں بحق ہوئی تھی جس پر اس کے شوہر یوسف نے پولیس کو بتایا تھا کہ اس کی بیوی گھر میں موجود تھی جس نے گھریلو ناچاقی کی بناء پر اپنی زندگی کا خاتمہ کرنے کیلئے خود کو پستول سے فائرنگ کر کے زخمی کر دیا، جو بعدازاں ہسپتال میں زخمیوں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئی، تاہم مقتولہ کے والد سید رسول ولد غلام رسول سکنہ سیفن نے اپنی بیٹی کی موت کا پردہ فاش کر دیا اور پولیس کو بتایا کہ شادی کے بعد سے ہی دونوں میاں بیوی کے تعلقات اچھے نہیں تھے اور ان میں لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے تھے۔ بالآخر ایک دن اس کے شوہر نے اسے گولی مار کر قتل کر دیا اور بعدازاں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ اس نے خودکشی کی تھی۔

(روزنامہ آج)

طلبہ کا اغوا، جبری نکاح اور زیادتی کے خلاف درخواست

حیدرآباد 25 اگست کو ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج حیدرآباد نے قاسم آباد کی رہائشی میٹرک کی طالبہ کے اغواء، قید میں رکھ کر جبری نکاح کرنے، وحشیانہ جسمانی و ذہنی تشدد اور جنسی زیادتی کے خلاف دائر درخواست پر 16 سالہ (ح) کے طبی معائنے کا حکم دیا ہے۔ قاسم آباد کی رہائشی اور اس کی بیٹی کی جانب سے درخواست میں کہا گیا تھا کہ لڑکی کی عمر سولہ سال ہے اور اس نے حال ہی میں میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ ملزم بلال نے اس کی بیٹی کو محبت کا جھانسہ دے کر 16 جون کو اسلحہ کے زور پر اغواء کر لیا اور بعدازاں اس سے جبری نکاح کر کے کرائے کے گھر میں لے جا کر قید کر دیا جہاں اسے بری طرح تشدد کا نشانہ بنایا، جسم کو بلیڈ سے کاٹ کر زخمی کیا۔ اس دوران اسے بے تحاشہ شراب پلائی گئی اور خواب آور گولیاں کھلائی گئیں جس کی وجہ سے اس کی ذہنی حالت انتہائی خراب ہوگئی۔ اسی دوران ملزم بلال کے دوست دانیال اور دیگر افراد خان میمن اور ایاز جونیجو نے بھی اسے جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا۔ والدین کی شکایت کے باوجود پولیس نے ملزمان کے خلاف کارروائی نہیں کی۔ ملزمان کے خلاف کارروائی کی جائے، ایف آئی آر کے اندراج کا حکام اور معاملے کی انکوائری کی جائے اور انہیں تحفظ فراہم کیا جائے۔

(نامہ نگار)

غیرت کے نام' پر بیوی کے ہاتھوں شوہر قتل

سانگھڑ صوبہ پنجاب کے صنعتی شہر فیصل آباد میں دو مختلف واقعات میں مبینہ طور پر غیرت کے نام پر بیوی کے ہاتھوں شوہر اور گھریلو جھگڑے کے دوران باپ کے ہاتھوں ڈھائی سالہ بیٹی قتل ہوگئی۔ پہلا واقعہ فیصل آباد کی تحصیل جڑانوالہ میں پیش آیا، جہاں ایک خاتون نے مبینہ طور پر غیرت کے نام پر اپنے شوہر کو کلہاڑی کے وار کر کے قتل اور ان کے ساتھ موجود خاتون کو زخمی کر دیا۔ پولیس کے مطابق قتل کا واقعہ مہر ٹاؤن میں واقع ایک مکان میں پیش آیا، جہاں 35 سالہ خاتون رقیہ نے دوسری خاتون سے تعلقات رکھنے کے شبہ میں اپنے شوہر 40 سالہ غلام قمر کو کلہاڑی کے وار کر کے قتل کر دیا۔ پولیس کا کہنا تھا کہ اس موقع پر ملزمہ کے شوہر کے ہمراہ مکان میں موجود خاتون بھی کلہاڑی کے وار سے زخمی ہوگئیں۔ واقعے کے بعد پولیس نے ملزمہ کو گرفتار کر لیا جنہوں نے اپنے شوہر کو قتل کرنے کا اعتراف کر لیا۔ پولیس کے مطابق خاتون نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے کسی اور خاتون سے تعلقات پر اپنے شوہر کو قتل کیا جو اُن سے ملنے ان کے مکان میں آئی تھی۔ پولیس کے مطابق ملزمہ سے تفتیش جاری ہے تاہم اس رپورٹ کے شائع ہونے تک واقعے کا مقدمہ درج نہیں ہو سکا تھا۔

(نامہ نگار)

غیرت کے نام پر جوڑے کا بجلی کے جھٹکے دے کر قتل

کراچی پولیس نے کراچی کے علاقے ابراہیم حیدری میں غیرت کے نام پر قتل ہونے والے ایک نوجوان جوڑے کی لاشوں کو قبر سے نکال کر پوسٹ مارٹم کیا ہے جس سے ظاہر ہوا ہے کہ دونوں کو بجلی کے جھٹکے دے کر ہلاک کیا گیا تھا۔ ایس ایچ او شاہ لطیف ٹاؤن امان اللہ مروت نے بی بی سی کو بتایا کہ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق تشدد بھی ہوا ہے اور الیکٹرک شاک دے کر مارا گیا ہے۔ 15 اگست کو شیر پاؤ کالونی میں ہونے والے ایک جرگہ نے اُن دونوں کے خاندانوں کی موجودگی میں ان کو غیرت کے نام پر قتل کرنے کا فیصلہ سنایا۔ فیصلے کے فوراً بعد اُسی رات کو بخت تاجہ کے چچا اور والد نے اُس کو بجلی کی تار سے شاک دے کر مار دیا۔ پولیس کو واقعے کی خبر 21 اگست کو ہوئی۔ جس کے فوراً بعد چار افراد پکڑے گئے جن میں لڑکی کے چچا بھی شامل ہیں۔ پولیس کو دیے گئے بیان میں لڑکی کے چچا عجب خان نے بتایا کہ دونوں شادی کرنے کی غرض سے 14 اگست کو گھر سے بھاگ گئے تھے۔ واقعے کی تفصیلات بتاتے ہوئے ایس ایس پی ملیر راؤ انوار نے کہا کہ پولیس نے ریاست کی مدعیت میں 21 اگست کو ایف آئی آر درج کی: 'ہمیں واقعے کی اطلاع ایک مخبر نے دی جس نے بتایا کہ قتل کرنے کے بعد دونوں لاشیں شیر پاؤ کالونی کے مولا مدد قبرستان میں دفنادی گئی ہیں۔' واقعے سے وابستہ چار لوگوں کو گرفتار کرنے کے بعد پولیس کے اہلکار اور میڈیکولیگل افسران آج شیر پاؤ کالونی سے قتل ہونے والے جوڑے کی بجلی کے شاک لگنے سے مرنے کا ثبوت اکٹھا کر رہے ہیں۔ قبر کشائی کا فیصلہ جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت نے اُس وقت دیا جب پولیس نے حال ہی میں لڑکی کے چچا کو گرفتار کیا۔ اپنے بیان میں عجب خان نے انکشاف کیا کہ لڑکی کو 15 اگست کی رات جبکہ لڑکے کو 16 اگست کی رات کو اُن کے گھر والوں نے بجلی کا شاک دے کر قتل کیا۔ غیرت کے نام پر قتل پر کام کرنے والے ادارے عورت فاؤنڈیشن کے مطابق پاکستان میں سالانہ ایک ہزار سے زائد عورتیں اور مرد غیرت کے نام پر مارے جاتے ہیں۔ اسی سلسلے کو روکنے کے لیے پاکستان کی قومی اسمبلی نے پچھلے سال دو بل منظور کیے۔ ایس ایس پی انوسٹی گیشن وسیم الطاف نے کہا کہ اس قانون میں قصاص اور دیت جیسی روایات کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اسی وجہ سے اگر گھر والے ملزم کو معاف بھی کر دیں تب بھی ملزم کو اس قانون کے مطابق 12 سال کی سزا کاٹنی پڑے گی۔ پاکستان میں غیرت کے نام پر قتل کے زیادہ تر واقعات نسبتاً پسماندہ دیہی علاقوں میں پیش آتے ہیں لیکن کبھی کبھار کراچی جیسے بڑے شہر میں بھی ایسے جرائم کا ارتکاب سامنے آجاتا ہے۔

(بشکریہ بی بی اردو)

پلیز میرے ابو واپس کر دیں

حیدر آباد میں سارا دن دروازے کی طرف دیکھتی رہتی ہوں کہ شاید اب ابو آئیں۔ جب بھی دستک ہوتی ہے تو میرا دھیان ابو کی ہی طرف جاتا ہے۔ وہ بیمار ہیں۔ پتہ نہیں انہیں دوا بھی ملتی ہوگی یا نہیں۔ میں روز اپنے ہاتھ سے ابو کو دوا دیتی تھی۔ آخر میرے ابو کا قصور کیا ہے؟ پلیز میرے ابو واپس کر دیں۔' ریاستِ پاکستان سے یہ التجا 24 سالہ ماروی ساریو نے بی بی سی سے بات کرتے ہوئے کی جنھیں رات بھر یہ ڈر سونے نہیں دیتا کہ آیا ان کے والد اور سماجی کارکن پنھل ساریو زندہ بھی ہیں یا نہیں۔ ماروی حیدآباد کے قاسم ٹاؤن میں دو کمروں کے ایک چھوٹے سے مکان میں رہتی ہیں۔ وہ پانچ بہنیں ہیں اور ان کا ایک بھائی بھی ہے لیکن اس کا ذہنی توازن درست نہیں اس لیے وہ ہسپتال میں ہے۔ اس صورتحال میں گھر میں واحد مرد پنھل ساریو ہی تھے لیکن اب ان کا نام بھی پاکستان میں لاپتہ افراد کی طویل فہرست میں شامل ہو چکا ہے۔ پنھل ساریو حال ہی میں قائم کی جانے والی تنظیم وائس فار مسنگ پرسنز آف سندھ کے رہنما ہیں۔ عینی شاہدین کے مطابق تین اگست کو کمانڈوز کی وردی میں ملبوس ایک درجن کے قریب افرا پنھل کو ان کی گاڑی سے نکال کر ساتھ لے گئے جب وہ اپنے ایک دوست کی سالگرہ کی تقریب سے واپس آ رہے تھے اور اس کے بعد سے ان کا کچھ پتہ نہیں۔ ماروی کا کہنا ہے کہ کوئی ان کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں اور وہ حکومت سے درخواست کرتی ہیں کہ ان کے والد کو برآمد کروایا جائے۔ ماروی کہتی ہیں' میرے ابو نے ہمیشہ مظلوموں کا ساتھ دیا ہے۔ وہ کوئی چور یا ڈاکو نہیں۔ پلیز انھیں سامنے لایا جائے۔ انھوں نے حیدآباد سے لاپتہ ہونے والے افراد کے لیے کراچی پریس کلب میں احتجاجی مظاہرہ کیا، بھوک ہڑتال کی اور اب ابو ہی غائب ہیں۔' انھوں نے بتایا کہ ' ہم بہت اکیلے ہیں۔ لوگوں نے ہمارے گھر آنا چھوڑ دیا ہے۔ مالک مکان کہتا ہے گھر چھوڑ دو۔ کوئی ہمارا ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں۔ میں حکومت سے درخواست کرتی ہوں میرے ابو کو برآمد کروائے۔' یہ صرف ساریو گھرانے کی کہانی نہیں۔ حیدرآباد پریس کلب میں سماجی کارکن اور صحافی بادل نوحانی کے گھر والے بھی سراپا احتجاج ہیں۔ 80 برس سے زیادہ عمر کی بوڑھی ماں اور بادل کی اہلیہ زبیدہ نے 9 اگست کے بعد سے انھیں نہیں دیکھا۔ سات ماہ پہلے ہی بادل کی شادی ہوئی تھی اور زبیدہ حاملہ ہیں۔ بی بی سی سے بات کرتے ہوئے انھوں نے بتایا' وہ بیمار بھتیجے کو گھر چھوڑ کر پریس کلب کے لیے نکلے۔ راستے میں ایک ویگو گاڑی اور چند پولیس اہلکاروں نے روک کر نام پوچھا اور پھر کپڑا ڈال کر اسے اپنے ساتھ لے گئے۔ وہ گھر کے واحد کمانے والے ہیں۔ ان کی بوڑھی ماں رو رو کر تھک گئی ہے۔ ہمارا کیا بنے گا؟ پنھل ساریو حال ہی میں قائم کی جانے والی تنظیم وائس فار مسنگ پرسنز آف سندھ کے رہنما ہیں ان کا کہنا تھا کہ ' کسی کو کچھ پتہ نہیں وہ کہاں ہے۔ پولیس پرچہ نہیں کاٹتی۔ عدالت تاریخ پر تاریخ دے رہی ہے۔ خدا کے لیے ہمیں بتائیں میرے شوہر کہاں ہیں۔ ہم جس حال میں ہیں کوئی نہیں جانتا۔ اب تو مجھے بھی ڈر لگتا ہے کہ پتہ نہیں وہ زندہ ہیں بھی یا نہیں۔' سماجی کارکنان کے مطابق اندرون سندھ میں گذشتہ دو مہینے میں جبری گمشدگیوں کے ایک سو سے زیادہ واقعات رپورٹ ہوئے جبکہ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان 45 افراد کی گمشدگی کی تصدیق کرتا ہے۔ اس سلسلے میں ہیومن رائٹس کمیشن کے نائب چیئرمین اسد اقبال بٹ کا کہنا ہے کہ ' پاکستان میں ریاستی اداروں کی جانب سے لوگوں کو غائب کرنے کا رجحان نیا نہیں لیکن ہماری تحقیقات کے مطابق تازہ واقعات میں سادہ لباس میں ملبوس افراد کی بجائے اب باوردی لوگ جا کر لوگوں کو اٹھا رہے ہیں اور پھر کہتے ہیں لوگ ہمارے پاس نہیں۔' اس سلسلے میں انہوں نے مزید کہا' بلوچستان میں لوگ غائب ہوتے آئے ہیں۔ مسخ شدہ لاشیں ملتی ہیں لیکن سندھ میں پہلے کبھی کبھار ایک دو واقعات ایسے ہوتے تھے مگر گذشتہ دو برسوں میں جس رفتار سے لوگ سندھ سے لاپتہ ہو رہے ہیں یہ بہت خطرناک ہے۔ حیدرآباد پریس کلب میں سماجی کارکن اور صحافی بادل نوحانی کے گھر والے بھی سراپا احتجاج ہیں۔ اسد بٹ کے مطابق' اب جبری گمشدگیوں میں صرف قوم پرستوں کے نام ہی نہیں بلکہ وہ سماجی کارکن اور صحافی بھی شامل ہیں جو لاپتہ افراد کی بازیابی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ کیا شہریوں کے کوئی حقوق نہیں، ایسا لگتا ہے جیسے یہاں جنگل کا قانون ہو۔' انھوں نے مزید کہا کہ ' اگر کوئی جرم کرتا ہے تو اس کے لیے عدالتیں موجود ہیں لیکن جب ان اداروں پر جو لوگوں کے جان و مال کے تحفظ کے ذمہ داری ہے، ان پر غیر قانونی اور غیر آئینی طریقے سے لوگوں کو غائب کرنے کے الزامات لگیں تو اس سے معاشرے میں انارکی پھیلتی ہے اور لوگوں کا ریاستی اداروں پر سے اعتبار اٹھ جاتا ہے۔' پاکستان میں شہریوں کی جبری گمشدگیوں کے معاملے پر زیادہ تر سیاسی جماعتیں اور مقامی میڈیا چپ سادھے بیٹھا ہے جبکہ لاپتہ افراد کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ یہ خاموشی غیر آئینی اقدامات کرنے والوں کو مزید شہ دے گی اور مجرموں کو قانون کے کٹہرے میں لانا مشکل ہوتا جائے گا۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

ملازمہ نے خودکشی نہیں کی بلکہ قتل کیا گیا، میڈیکل رپورٹ

کراچی کراچی کے علاقے ڈیفنس کے ایک گھر سے ملنے والی ملازمہ کی پھندہ لگی لاش کے حوالے سے جناح ہسپتال کی خودکشی کی رپورٹ کو رد کرتے ہوئے سول ہسپتال کراچی کی چار رکنی میڈیکل ٹیم نے اس کو قتل قرار دے دیا ہے۔ میڈیکل ٹیم کے رکن ایڈیشنل پولیس سرجن قرار امان عباسی کا کہنا ہے کہ سول ہسپتال کراچی کی میڈیکل ٹیم نے رپورٹ میں کہا ہے کہ 17 سالہ فاطمہ کو گلا گھونٹ کر قتل کیا گیا۔ قرار عباسی، پروفیسر فرحت مرزا، پولیس سرجن اعجاز کھوکھر اور ڈاکٹر سومیہ سید پر مشتمل 4 رکنی میڈیکل ٹیم نے کہا ہے کہ مقتولہ فاطمہ کے ہونٹوں اور ٹھوڑی پر زخم کے نشانات پائے گئے ہیں۔ ایڈیشنل پولیس سرجن کا کہنا تھا کہ ٹیم فاطمہ کے ساتھ جنسی زیادتی کے حوالے سے تفتیش کے لیے مزید نمونے حاصل کر چکی ہے۔ خیال رہے کہ 17 سالہ فاطمہ کی لاش ڈیفنس فیز فائیو میں خیابان بادبان کے ایک بنگلے سے برآمد کی گئی تھی جس کے بعد جناح ہسپتال کراچی میں پوسٹ مارٹم کیا گیا تھا۔ جناح ہسپتال میں فاطمہ کی لاش کے پوسٹ مارٹم کے ابتدائی رپورٹ میں واقعے کو خودکشی قرار دیا گیا تھا جبکہ واضح کیا گیا تھا کہ بظاہر لاش پر زخم کا کوئی نشان موجود نہیں ہے۔ تاہم سول ہسپتال کی میڈیکل ٹیم نے اس رپورٹ کو' یکسر مسترد' کر دیا ہے۔

واقعے کا پس منظر

فاطمہ کے والد کا نام عبدالحق ہے اور وہ کراچی کے علاقے ڈیفنس کے خیابان بادبان کے ایک بنگلے میں گھریلو ملازمہ تھیں جہاں ان کی پھندہ لگی لاش برآمد ہوئی تھی۔ سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس (ایس ایس پی) کلفٹن ڈاکٹر اسد ملکی نے ڈان کو واقعے کے حوالے سے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا تھا کہ فاطمہ اس گھر میں ملازمہ کے طور پر کام کرتی تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ گھر کے مالکان نے فاطمہ کو پہلی منزل پر کمرہ دیا ہوا تھا، جبکہ وہ خود گراؤنڈ فلور پر رہتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ جب فاطمہ صبح معمول کے مطابق کام کرتی نظر نہ آئی تو مالکان اس کے کمرے میں گئے جہاں انھیں اس کی پنکھے سے لٹکی لاش نظر آئی۔ ڈاکٹر اسد ملکی نے کہا کہ بظاہر یہ خودکشی کا کیس نظر آتا ہے، تاہم پولیس معاملے کی ہر زاویے سے تحقیقات کر رہی ہے۔ گھر کے مالک سید حسن مظہر نے اپنے بیان میں کہا تھا کہ فاطمہ عام طور پر تقریباً ساڑھے 11 بجے تک نیند سے جاگتی تھی، انھوں نے گھر کی پہلی منزل پر ایک گھنٹی لگائی ہوئی تھی اور گھر کے افراد اسے گھنٹی بجا کر جگاتے تھے۔

(بشکریہ ڈان)

کاری، کاروکہہ کر مارڈالا:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور ''جہدحق'' کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 31 اگست سے 16 ستمبر تک 8 افراد پر کاروکاری کا الزام لگا کر قتل کر دیا گیا۔جن میں 5 خواتین اور 3 مرد شامل ہیں۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	آلہ واردات	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	واقعہ کی بظاہر کوئی اوروجہ	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
31اگست	راجل خاتون	خاتون	--	---	حسن بخش لیڑانی	بندوق	رشتیدار	گوٹھ ہمت علی لیڑانی۔گڑھی خیرو ضلع، جیک آباد	کاروکاری	درج	-	کاوش اخبار
31اگست	ارشاد لیڑوانی	مرد	--	---	حسن بخش لیڑانی	بندوق	رشتیدار	گوٹھ ہمت علی لیڑانی۔گڑھی خیرو ضلع	کاروکاری	درج	-	کاوش اخبار
5ستمبر	بھاگی	خاتون	--	شادی شدہ	گل بہار	لوہے کی سلاخ	شوہر	گوٹھ ماموں گاد۔گھارو ضلع ٹھٹھہ	کاروکاری	درج	گرفتار	کاوش اخبار
7ستمبر	وکیل بوزدار	مرد	--	---	-	پستول	مقامی	گوٹھ سہانجھرو بوزدار ضلع شکارپور	کاروکاری	درج	-	کاوش اخبار
8ستمبر	شہناز بلیدی	خاتون	--	شادی شدہ	الہداد بلیدی	-	بھائی	گوٹھ یوسف کھوسو ضلع جامشورو	کارو کاری	درج	گرفتار	کاوش اخبار
8ستمبر	حسن بلیدی	مرد	--	---	الہداد بلیدی	پستول	کزن	ضلع جامشورو	کاروکاری	درج	گرفتار	کاوش اخبار
10ستمبر	رانی	خاتون	25برس	شادی شدہ	راحب چانڈیو	پستول	شوہر	قبوسعید خان ضلع لاڑکانہ	کاروکاری	درج	-	کاوش اخبار
16ستمبر	عابدہ جتوئی	خاتون	--	شادی شدہ	-	لاش	مقامی	گوٹھ صاحب خان جتوئی ضلع شکارپور	کاروکاری	درج	-	کاوش اخبار

جنسی تشدد کے واقعات:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہدحق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 21 اگست سے 21 ستمبر تک 108 افراد کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔جنسی زیادتی کا شکار ہونے والوں میں 68 خواتین شامل ہیں۔53 واقعات کے مقدمات درج کیے گئے اور 12 واقعات میں ملوث افراد گرفتار ہوئے۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
21اگست	-	خاتون	-	شادی شدہ	قطب	سسر	بیلی دلاور، پاکپتن	درج	-	ایکسپریس
21اگست	-	بچہ	-	غیر شادی شدہ	صدام حسین	اہل علاقہ	گاؤں ملوکا،خورد، پاکپتن	درج	-	ایکسپریس
21اگست	-	بچہ	13برس	غیر شادی شدہ	سلیم	اہل علاقہ	چک حافظ لال، منڈی احمد آباد	درج	-	ایکسپریس
21اگست	ع	خاتون	-	-	ارشد، اعجاز	اہل علاقہ	کنگن پور، قصور	-	-	خبریں
21اگست	-	خاتون	-	-	سجاد	اہل علاقہ	چک 205EB، پاکپتن	درج	-	ایکسپریس
21اگست	-	خاتون	-	شادی شدہ	ریاض احمد	-	رتہ کھنہ روڈ، اوکاڑہ	درج	-	ایکسپریس
21اگست	ش	خاتون	-	-	عثمان	-	وہاڑی	-	-	ایکسپریس
21اگست	علی ریاض	بچہ	6برس	غیر شادی شدہ	واجد علی	-	اڈا ایل موڑ، چیچہ وطنی	-	-	نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
22اگست	الف	خاتون	-	غیرشادی شدہ	-	-	راؤ کالونی،اوچ شریف	-	-	خبریں
22اگست	الف ب	خاتون	-	-	اسامہ اور ایک نامعلوم	-	تونسہ،ڈیرہ غازی خان	درج	-	خبریں
22اگست	ن	خاتون	-	-	شہناز صابر	-	لدھیوالہ وڑائچ، گوجرانوالہ	-	-	نوائے وقت
22اگست	ب	مرد	15برس	-	مزمل،عمران،جبران	-	سیالکوٹ	-	-	نوائے وقت
22اگست	شعیب	بچہ	13برس	غیرشادی شدہ	ندیم فاروق	-	رینالہ خورد،اوکاڑہ	-	-	نوائے وقت
23اگست	-	بچی	11برس		غیرشادی شدہ	محمد سلیم	کوٹ عبداللہ، فیروز والا	درج	گرفتار	جنگ
24اگست	ث ب	خاتون	-	-	احتشام،ابرار	پولیس اہلکار	ایبٹ آباد	-	-	مشرق
25اگست	حسنین نوید	بچہ	-	غیرشادی شدہ	-	-	خالد احمد، گجرات	درج	گرفتار	نوائے وقت
25اگست	-	خاتون	-	-	محمد ارشد	-	نورارتھ، پاکپتن	-	-	نوائے وقت
25اگست	ش ب	خاتون	-	شادی شدہ	غلام عباس	-	رینالہ خورد،اوکاڑہ	-	-	نوائے وقت
25اگست	ابوہریرہ	بچہ	8برس	-	احسان،علی،بلال،شان	اہل علاقہ	قصبہ سرنگیاں، سیالکوٹ	درج	-	نوائے وقت
25اگست	حسن علی	مرد	-	-	موکھا،ادیب	پولیس اہلکار	سندر، لاہور	درج	-	نوائے وقت
26اگست	م	خاتون	16برس	-	محمد اجمل	تعلق دار	گاؤں ڈھینگے، الہ آباد	درج	گرفتار	خبریں
27اگست	ن ب	خاتون	-	شادی شدہ	اکبر	جعلی عامل	جہانیاں	درج	گرفتار	جنگ ملتان
27اگست	-	خاتون	-	-	وسیم	-	چک وسو، پاکپتن	درج	-	ایکسپریس
27اگست	سلمان	بچہ	5برس	غیرشادی شدہ	مطلوب	-	EB-341، پاکپتن	درج	-	ایکسپریس
28اگست	ب	خاتون	-	-	طارق،بابر	-	جنڈیالہ شیر خان،شیخوپورہ	-	-	نوائے وقت
28اگست	-	مرد	-	-	شرجیل	-	فیروزوالہ،شیخوپورہ	-	-	نوائے وقت
28اگست	ش ک	خاتون	-	شادی شدہ	افضل	سوتیلا بیٹا	کوٹ لہناداس،ننکانہ	درج	-	خبریں
28اگست	شاہد علی	بچہ	11برس	غیرشادی شدہ	شوکت علی	اہل علاقہ	گاؤں بھون کلاں، حافظ آباد	-	-	خبریں

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
29اگست	ت	خاتون	۔	۔	الیاس	اہل علاقہ	موضع غوث پور،علی پور	درج	۔	جنگ ملتان
29اگست	ف	خاتون	۔	۔	باقر حسین	سابقہ خاوند	ٹیچر کالونی،علی پور	درج	۔	جنگ ملتان
30اگست	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	عامر	۔	چک 46جی ڈی،ساہیوال	درج	۔	ایکسپریس
30اگست	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	بختیار	۔	محلّہ عزیز آباد، پاکپتن	درج	۔	ایکسپریس
30اگست	ش	خاتون	۔	۔	انس مغل	۔	شاہکوٹ،ننکانہ	۔	۔	نوائے وقت
31اگست	ب۔ت	بچی	8برس	۔۔۔	ج	مقامی	بروہی پاڑہ۔ماتلی ضلع بدین	درج	گرفتار	کاوش اخبار
31اگست	ح	خاتون	۔	شادی شدہ	حق نواز	ہمسایہ	لیاقت پور	درج	۔	خبریں ملتان
31اگست	وسیم	بچہ	12برس	غیر شادی شدہ	سرفراز، آصف	اہل علاقہ	موضع کالیوالہ،کوٹ چھٹہ	درج	۔	خبریں ملتان
یکم ستمبر	ش	خاتون	۔	۔	ناصر	۔	دربار پیرن سائیں،فیصل آباد	۔	۔	نوائے وقت
یکم ستمبر	کامران	بچہ	۔	۔	محمد نعیم	۔	گاؤں 86/D،پاکپتن	۔	۔	نوائے وقت
یکم ستمبر	۔	خاتون	۔	۔	عامر اور نامعلوم	۔	ای بی۔3، پاکپتن	۔	۔	نوائے وقت
یکم ستمبر	ف	خاتون	۔	۔	عمران	۔	44-G-G/D، پاکپتن	۔	۔	نوائے وقت
یکم ستمبر	۔	بچی	13برس	۔	مزمل	۔	ہاؤسنگ کالونی،ننکانہ	درج	۔	نوائے وقت
یکم ستمبر	آصف	بچہ	۔	۔	محمد خان،عدیل،ضیاءاللہ،طاہر	۔	حافظ آباد	۔	۔	خبریں
2ستمبر	۔	بچہ	10برس	۔	۔	۔	کراچی	درج	۔	نوائے وقت
2ستمبر	ن ب	خاتون	28برس	۔	۔	۔	غلام آباد،فیصل آباد	۔	۔	خبریں
2ستمبر	ن م	خاتون	۔	۔	غلام عباس	۔	214ر۔ب،فیصل آباد	۔	۔	خبریں
2ستمبر	ی ب	خاتون	۔	۔	اکمل	۔	443گ ب،سمندری	۔	۔	خبریں
2ستمبر	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	محمد رفیق، جاوید اقبال،عمران	۔	تونسہ،ڈیرہ غازی خان	درج	۔	ایکسپریس
5ستمبر	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	۔	شرقپور	۔	۔	ایکسپریس

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
5 ستمبر	رحمان	بچہ	11 برس	غیرشادی شدہ	۔		گاؤں راؤ خانوالہ، راجہ جنگ، قصور	درج	۔	خبریں
6 ستمبر	۔	بچہ	8 برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	محلہ شیشانوالی، وزیرآباد	درج	۔	نئی بات
7 ستمبر	عبداللہ	بچہ	10 برس	غیرشادی شدہ	عزیزالرحمان	ہمسایہ	مدینہ ٹاؤن، بہاولنگر	درج	۔	خبریں ملتان
7 ستمبر	س۔ج	بچی	10 برس	۔۔۔	امجد۔ منور اور یونس چانڈیو	مقامی	سکرنڈ ضلع نوابشاہ	درج	گرفتار	کاوش اخبار
7 ستمبر	محسن علی	بچہ	13 برس	۔۔۔	علی حیدر۔ واجد علی	مقامی	گوٹھ بلاول سوہو۔ نصیرآباد ضلع لاڑکانہ	درج	۔	کاوش اخبار
7 ستمبر	۔	خاتون	۔	۔	بشارت	۔	گاؤں 25/II-1، چیچہ وطنی	درج	گرفتار	نئی بات
7 ستمبر	الف	خاتون	۔	شادی شدہ	شعیب، قادر علی، اورنگزیب، گل زمان	۔	مظفرآباد، ملتان	درج	گرفتار	خبریں
7 ستمبر	علی احمد	بچہ	۔	غیرشادی شدہ	ناصر	استاد	گلہ تحصیل والا، نوشہرہ ورکاں	۔	۔	نوائے وقت
7 ستمبر	۔	بچہ	7 برس	غیرشادی شدہ	طارق	اہل علاقہ	محلہ معراج پورہ، شیخوپورہ	۔	۔	نوائے وقت
7 ستمبر	ر	خاتون	۔	۔	کامران، تین نامعلوم	۔	فیصل آباد	۔	۔	نوائے وقت
7 ستمبر	ب	خاتون	15 برس	غیرشادی شدہ	شہباز	سوتیلا چچا	سمبڑیال، سیالکوٹ	۔	۔	نوائے وقت
7 ستمبر	عبداللہ	بچہ	10 برس	غیرشادی شدہ	عزیزالرحمان	اہل علاقہ	بہاولنگر	درج	۔	خبریں
8 ستمبر	شیراز	بچہ	9 برس	غیرشادی شدہ	علی رضا	اہل علاقہ	گاؤں 89 ایف، حاصل پور	درج	۔	خواجہ اسداللہ
8 ستمبر	م	خاتون	۔	۔	اختر	اہل علاقہ	صفدرآباد، شیخوپورہ	درج	۔	نوائے وقت
8 ستمبر	ک ب	خاتون	19 برس	غیرشادی شدہ	مہر زمان	باپ	حافظ آباد	درج	گرفتار	خبریں
8 ستمبر	۔	خاتون	۔	۔	ساجد	۔	گگومنڈی	۔	۔	خبریں
9 ستمبر	ذ۔ش	بچی	13 برس	۔۔۔	علی مراد شیخ	مقامی	گوٹھ میرپور برڑو بھل ضلع جیکب آباد	درج	۔	کاوش اخبار
10 ستمبر	رپ	خاتون	۔	۔	محمد علی	۔	شہباز باغ، فیصل آباد	درج	۔	نوائے وقت
10 ستمبر	احمد علی	بچہ	12 برس	غیرشادی شدہ	عثمان		جناح پارک، رحیم یار خان	درج	۔	جنگ ملتان
10 ستمبر	ن	بچی	13 برس	۔	محمد سلطان	۔	کرم پور ہانس، پاکپتن	۔	۔	نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار /نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
10 ستمبر	۔	بچی	۔	۔	۔	۔	چک 273/EB، وہاڑی	درج	۔	ڈان
11 ستمبر	ح ن	خاتون	۔	شادی شدہ	شوکت علی	اہل علاقہ	رحیم یار خان	درج	۔	خبریں ملتان
11 ستمبر	۔	خاتون	۔	۔	اکرم	۔	پاکپتن	درج	۔	ایکسپریس
11 ستمبر	۔	بچہ	11 برس	۔	رحمت علی	۔	گاؤں 75/D، پاکپتن	درج	۔	ایکسپریس
12 ستمبر	عبدالعزیز	بچہ	12 برس	غیر شادی شدہ	افتخار	۔	چک چھمرہ، فیصل آباد	۔	۔	نوائے وقت
12 ستمبر	ش ب	خاتون	۔	۔	۔	۔	چک L-142/9 ساہیوال	۔	۔	نوائے وقت
12 ستمبر	رسول	بچہ	۔	غیر شادی شدہ	سعید	۔	پاک پتن	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
12 ستمبر	۔	خاتون	۔	۔	اجمل	۔	گاؤں شمس کنڈ، پاک پتن	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
12 ستمبر	ر	خاتون	۔	شادی شدہ	الطاف	۔	24/JD، اوکاڑہ	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
12 ستمبر	ب	خاتون	۔	۔	محمد محسن	اہل علاقہ	گاؤں مدکے دھاری وال، کوٹ رادھا کشن	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
12 ستمبر	الشبا	بچی	13 برس	غیر شادی شدہ	عمانوئیل	رشتہ دار	گاؤں کلارک آباد کلاں، کوٹ رادھا کشن	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
13 ستمبر	ر	خاتون	۔	شادی شدہ	شادی شدہ	سسر	لال کے، شیخوپورہ	درج	۔	روزنامہ خبریں
13 ستمبر	زینب	خاتون	۔	۔	جام عبدالطیف	اہل علاقہ	۔	۔	۔	خبریں ملتان
14 ستمبر	انوپ	بچی	13 برس	غیر شادی شدہ	اعظم	اہل علاقہ	ارشد ٹاؤن، ڈجکوٹ	۔	۔	روزنامہ خبریں
14 ستمبر	م ب	خاتون	۔	۔	حق نواز	۔	ڈی گراؤنڈ، فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ خبریں
15 ستمبر	علی نواز	بچہ	4 برس	غیر شادی شدہ	عتیق	رشتہ دار	کوٹ سٹھیاں، فاروق	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
15 ستمبر	محمود	بچہ	۔	۔	بچہ	۔	بٹالہ کالونی، فیصل آباد	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
15 ستمبر	الف۔ر	۔	۔	غیر شادی شدہ	رضوان	۔	چک نمبر L-4/10، ساہیوال	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
15 ستمبر	الف	بچہ	15 برس	---	سرور اور رجب جمالی	مقامی	گوٹھ کریم بخش ضلع بدین	درج	۔	کاوش اخبار
16 ستمبر	مناہل	بچی	۔	غیر شادی شدہ	عثمان	اہل علاقہ	گاؤں گاہنولال، شاہ کوٹ	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار /نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
16 ستمبر	غلام مصطفی	بچہ	ـ	غیر شادی شدہ	زاہد ریاض	ـ	کوڑیانوالہ، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
16 ستمبر	ثقلین	بچہ	ـ	غیر شادی شدہ	بلال، احمد سلیم	ـ	ہجویری ٹاؤن، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
16 ستمبر	ش ب	خاتون	ـ	ـ	شیر علی	ـ	چک 236، رب، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
16 ستمبر	ن ب	خاتون	ـ	شادی شدہ	اللہ دتہ	سابق شوہر	پاک پتن	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
16 ستمبر	ز ب	خاتون	25 برس	ـ	اعجاز، ظفر، مجاہد	ـ	منکیرہ، بھکر	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
16 ستمبر	ج ب	خاتون	25 برس	ـ	اجمل پتافی	اہل علاقہ	ـ	ـ	ـ	خبریں ملتان
17 ستمبر	ش	خاتون	32 برس	ـ	عثمان	ـ	لاھیولاوڑانچ، گوجرانوالہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
17 ستمبر	دربخت	بچہ	11 برس	غیر شادی شدہ	عرفات، احمد	ـ	فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
17 ستمبر	الف	خاتون	ـ	ـ	عبدالرحمٰن	ـ	کھڑریانوالہ، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
17 ستمبر	ش ب	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	بوریوالہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
17 ستمبر	الف ش	بچی	13 برس	غیر شادی شدہ	شہزاد	ـ	شاہ پور، صدر	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
18 ستمبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	فرمان	ـ	گاؤں کرتارپور، پاک پتن	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
18 ستمبر	احتشام الحق	بچہ	ـ	غیر شادی شدہ	شاہد اقبال اور دیگر	ـ	حسین خانوالا قصور	درج	گرفتار	روزنامہ خبریں
19 ستمبر	ف	بچی	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	گاؤں دفتوہ، قصور	درج	ـ	روزنامہ خبریں
19 ستمبر	ز	بچی	7 برس	---	قادر بخش شیدی	مقامی	کوٹ غلام محمد ضلع میرپور خاص	درج	گرفتار	کاوش اخبار
20 ستمبر	حارث	مرد	10 برس	غیر شادی شدہ	عاقب	اہل علاقہ	غوثیہ کالونی، رحیم یار خان	درج	ـ	جنگ ملتان
20 ستمبر	ک	بچہ	10 برس	---	نامعلوم	مقامی	گوٹھ گوندل سولنگی۔ کنڈیارو ضلع نوشہرو فیروز	درج	ـ	کاوش اخبار
20 ستمبر	ع ب	خاتون	ـ	ـ	بابر اور دو دیگر	رشتہ دار	بٹالہ کالونی، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ خبریں
20 ستمبر	ف ب	خاتون	ـ	ـ	حق نواز	ـ	39 گ ب، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ خبریں
20 ستمبر	ج ب	خاتون	ـ	ـ	جمال دین	والد	گاؤں دینا نتھ قصور	درج	گرفتار	روزنامہ خبریں

بچے

بچے کو ہی نہیں ہمیں بھی جیتے جی مار دیا

بورے والا اس نے صرف میرے بیٹے کو ہی قتل نہیں کیا بلکہ ہم سب کو مار دیا ہے۔ ہم اپنا پیٹ کاٹ کر اسے پڑھا رہے تھے تاکہ وہ وکیل بننے کا خواب پورا کر سکے، اپنی بہنوں کی شادیاں کروا سکے۔' یہ الفاظ بورے والا سے تعلق رکھنے والی زبیدہ مسیح کے ہیں جن کے بیٹے شیرون کو تین ستمبر کو ان کے ہی ایک ہم جماعت نے جان سے مار دیا۔ 16 سالہ شیرون گورنمنٹ ایم سی ماڈل سکول میں نویں جماعت کے طالبعلم تھے اور جس دن وہ ہلاک ہوئے وہ سکول میں ان کا تیسرا دن تھا۔ پہلا دن انھوں نے یونیفارم نہ ہونے کی وجہ سے کلاس سے باہر سزا کے طور پر کھڑا رہ کر گزارا تھا جبکہ دوسرے دن سکول گئے ہی نہیں تھے کیونکہ پہلے دن کے واقعے کے بعد انھوں نے سکول جانے سے انکار کر دیا تھا۔ زبیدہ مسیح نے بی بی سی سے بات کرتے ہوئے بتایا 'جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا وہ سکول دوبارہ نہیں جانا چاہتا کیونکہ لڑکے اسے تنگ کرتے ہیں۔ اسے قتل کرنے والا بچہ اسے اپنے گلاس سے پانی نہیں پینے دیتا کیونکہ وہ مسیحی ہے۔ ہم اتنے شوق سے اسے پڑھا رہے تھے۔ تینوں وقت کی روٹی بھی کبھی نہیں کھاتے تھے تاکہ فیس ادا کر سکیں۔ اب سوچتی ہوں کاش اس دن اسے سکول نہ بھیجتی۔' شیرون کا خاندان دو کمروں کے ایک چھوٹے سے مکان میں رہتا ہے۔ وہ چھ بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے اور ان کے والد الیاس مسیح دیہاڑی دار مزدور ہیں اور روزانہ پانچ سے چھ سو روپے بمشکل کماتے ہیں۔ گھر سے دس منٹ کے فاصلے پر شیرون کا سکول ہے۔ 68 بچوں کی جماعت میں شیرون کا صرف ایک ہی دوست تھا۔ بی بی سی سے بات کرتے ہوئے انھوں نے بتایا 'شیرون کمرہ جماعت سے باہر جانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس لڑکے نے سامنے ٹانگیں رکھ کر اس کا راستہ روکا جس کے بعد جھگڑا شروع ہو گیا۔' کمرہ جماعت میں اس وقت کوئی استاد موجود نہیں تھا اور باقی بچے اس واقعے کو مذاق سمجھ کر ہنستے رہے، کسی نے ملزم کو نہیں روکا۔ شیرون کے دوست نے اپنی سی کوشش کی مگر وہ ناکام رہا۔ ملزم آٹھ سے دس منٹ تک شیرون کو گھونسے اور لاتیں مارتا رہا جس کے بعد وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ پانچ بچے خود ہی اسے ہسپتال لے کر گئے مگر وہاں پہنچنے سے پہلے ہی شیرون دم توڑ چکا تھا۔ شیرون کی والدہ نے بتایا کہ 'مجھے سکول سے فون آیا کہ شیرون کا ایکسیڈینٹ ہوا ہے۔ میں بھاگتی بھاگتی ہسپتال پہنچی تو میں نے اپنے بچے کا مرا ہوا منہ دیکھا۔ اتنا بڑا سکول ہے ٹیچرز کو کیسے پتہ نہیں چلا کہ بچے کا خون ہو گیا ہے؟ بچے اکیلے خود ہی میرے بیٹے کو ہسپتال بھی لے کر گئے۔' اس واقعے کے بعد پولیس نے ملزم کو حراست میں لیا ہے اور تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 302 کے تحت قتلِ عمد کا مقدمہ درج کیا گیا ہے جبکہ معاملے کی تحقیقات کے لیے تین کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ ایک تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق شیرون کے جسم پر بظاہر کوئی نشانات نہیں تاہم ان کی موت گھونسے اور لاتیں لگنے سے ہوئی ہے۔ سکول کی انتظامیہ نے کوتاہی برتنے پر پانچ اساتذہ کو معطل بھی کیا ہے تاہم اس ہلاکت کے حوالے سے اس کی بے حسی واضح تھی۔ انتظامیہ کے ایک شخص نے بی بی سی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ 'دیکھیے میڈیم ہمارے بچے بڑے پرامن ہیں۔ اس سے پہلے بھی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ 2600 طالبعلموں میں 35 بچے مسیحی ہیں۔ بچوں میں لڑائی جھگڑا ہوتا رہتا ہے۔ دراصل شیرون کمزور بہت تھا۔' اس شخص کے برابر میں کھڑے ایک صاحب بولے 'ملزم کا بھی تو دانت ٹوٹا ہے۔ اس کے بارے میں کوئی بات کیوں نہیں کر رہا؟' شیرون کی ہلاکت کے الزام میں گرفتار طالبعلم کا دعویٰ ہے کہ جھگڑا فون کی سکرین ٹوٹنے کی وجہ سے ہوا۔ وہاڑی کے ڈی پی او عمر سعید کا بھی کچھ ایسا ہی موقف تھا۔ انھوں نے کہا کہ 'فون کی سکرین ٹوٹنے پر جھگڑا ہوا اور یہ تاثر غلط ہے کہ ایک سے زیادہ بچوں نے شیرون پر حملہ کیا لیکن ہم اس بات کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ ملزم کے قتل کرنے کے پیچھے دیگر مقاصد بھی ہو سکتے ہیں۔' مقتول شیرون کے والد اس خیال سے اتفاق نہیں کرتے کہ یہ ہلاکت ایک معمولی جھگڑے کا نتیجہ تھی۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ قتل مذہب کی بنیاد پر ہوا ہے۔' آپ مجھے بتائیں دو دن میں ایسی کیا دشمنی پیدا ہو گئی تھی کہ ہمارے بچے کو اس نے جان سے ہی مار دیا۔ ہمیں تو اس نے جیتے جی ہی مار دیا ہے۔ میرا سب سے بڑا بیٹا، میرا سہارا ہی چھین لیا۔ ہمیں انصاف چاہیے۔ مردان کی عبدالولی خان یونیورسٹی میں طلبا کے ہاتھوں توہینِ مذہب کا الزام لگا کر طالبعلم مشال خان کی ہلاکت کے بعد ایک اور درسگاہ میں طالبعلم کے کمرہ جماعت کے اندر قتل کا واقعہ ایک لمحہ فکریہ ہے اور مبصرین کا کہنا ہے کہ لازم ہے کہ شیرون کے والدین کو انصاف ملے تاکہ اس طرح کے خوفناک واقعات کو روکا جا سکے۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

کم سن بچی سے ریپ کی کوشش

سانگھڑ ٹنڈو آدم پولیس نے ضلع سانگھڑ کے علاقے ٹنڈو آدم سے ایک عطائی ڈاکٹر کو حراست میں لیا جو ایک کم سن بچی کے ساتھ مبینہ ریپ کی کوشش کر رہا تھا۔ بچی کے والد کے مطابق ان کی بیٹی اس شخص سے دوائی لینے گئی تھی جب عطائی ڈاکٹر نے بچی کے ساتھ ریپ کی کوشش کی، بچی کے شور کرنے اور لوگوں کے جمع ہونے پر ملزم بھاگ نکلا اور ان کی بیٹی گھر لوٹ آئی۔ (بشکریہ بی بی سی اردو)

خاتون کے تشدد سے بچہ جاں بحق

لکی مروت نورنگ کے علاقے نارحیدران میں بچوں کی لڑائی کے باعث خاتون طیش میں آ گئی اس نے پڑوسی کے بچے کو مار مار کر ابدی نیند سلا دیا۔ پولیس نے مذکورہ خاتون کے خلاف مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی۔ تفصیلات کے مطابق مدعی فرید خان ولد ظفر خان سکنہ نارحیدران نے ایف آئی آر درج کراتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ وہ اپنے گھر میں موجود تھا کہ ان کے بھتیجے واصف اللہ ولد غلام سرور نے پڑوسی کے بچوں کے ساتھ لڑائی شروع کر دی۔ اسی دوران پڑوسی خاتون آمنہ بی بی زوجہ میر قلم سکنہ نارحیدران گھر سے نکل آئی اور واصف اللہ کو گلے سے پکڑ کر تشدد کا نشانہ بنایا۔ خاتون نے واصف اللہ کے پیٹ میں لاتیں ماریں جس سے اس کی حالت غیر ہو گئی جس کے فوری بعد اس کو علاج کے لیے بنوں روانہ کر دیا گیا تاہم وہ راستے میں ہی دم توڑ گیا۔ پولیس نے خاتون کے خلاف مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔ (محمد ظاہر شاہ)

تعلیم

لیڈی ہیلتھ ورکرز کا تنخواہوں کی عدم ادائیگی کے خلاف مظاہرہ

حیدر آباد 29 اگست کو لیڈی ہیلتھ ورکرز کی جانب سے آل سندھ لیڈی ہیلتھ ورکرز اور ایمپلائز یونین کی کال پر تنخواہوں کی عدم ادائیگی اور مستقل نہ کیے جانے سمیت دیگر مطالبات کے حق میں حیدرآباد پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرے میں بڑی تعداد میں لیڈی ہیلتھ ورکرز نے شرکت کی۔ اس موقع پر ہاتھوں میں بینرز اور پلے کارڈز اٹھائے خواتین نعرے بازی کرتی رہیں۔ بعدازاں مظاہرین نے دھرنا دیا اور ٹائر نذر آتش کر کے روڈ بلاک کر دیا، اس دوران شدید گرمی اور حبس کی وجہ سے ایک خاتون بے ہوش ہوگئی۔ میڈیا اور ایچ آر سی پی کور گروپ سے بات چیت کرتے ہوئے یونین کی رہنماؤں نے کہا کہ سپریم کورٹ کے احکامات کی روشنی میں سندھ اسمبلی سے ہماری مستقلی کا بل منظور ہو چکا ہے۔ مگر عرصہ دراز سے اس پر عملدرآمد نہیں کیا جا رہا، جو شدید پریشانی کا باعث ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ انہیں تین ماہ سے تنخواہیں جاری نہیں کی گئی ہیں جس کی وجہ سے ان کے اہل خانہ ہر خوشی سے محروم ہیں۔ انہوں نے پی پی چیئرمین بلاول بھٹو زرداری سے اپیل کی کہ ان کے مطالبات تسلیم کیے جائیں۔

(لالہ عبدالحلیم)

علمِ جمہوریت اور شہریت کو نصاب کا حصہ بنانے کے لیے سینیٹ میں قرارداد منظور

اسلام آباد پاکستان کی ایوان بالا میں ملک میں ڈیموکریٹک سوک ایجوکیشن یعنی 'جمہوریت اور شہریت' کو تعلیمی نصاب کا لازمی حصہ بنانے کے لیے قرارداد منظور کی ہے۔ بی بی سی کی نامہ نگار ارم عباسی کے مطابق سینیٹر سحر کامران کی جانب سے پیش کردہ قرارداد میں کہا گیا کہ بچوں میں آگاہی کے لیے نہ صرف آئین میں شامل بنیادی حقوق کو درسی کتابوں میں شامل کیا جائے بلکہ پارلیمانی جمہوریت، بنیادی حقوق اور پاکستان میں آئین کے موضوعات کو نصابی اور اضافی سرگرمیوں میں شامل کیا جائے۔ قرارداد میں مزید کہا گیا ہے کہ لوگوں میں آئین کے حوالے سے شعور پیدا کرنے کے لیے میڈیا اپنا کردار ادا کرتے ہوئے آگاہی کے لیے وقت مخصوص کرے۔ سینیٹ سے منظور ہونے والی قرارداد کے مطابق اس مقصد کے لیے میثاق جمہوریت میں وضع کردہ قومی جمہوری کمیشن قائم کیا جائے۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

اقلیتیں

اقلیتی برادری سے تعلق رکھنے والی نوجوان لڑکی پراسرار طور پر ہلاک

حیدرآباد صوبہ سندھ کے ضلع سانگھڑ میں اقلیتی برادری سے تعلق رکھنے والی نوجوان لڑکی پراسرار طور پر ہلاک ہوگئی جبکہ ایک کم سن بچی کے ساتھ مبینہ طور پر ریپ کی کوشش کی گئی۔ اقلیتی برادری سے تعلق رکھنے والی رادھا بھیل کے اہل خانہ کے مطابق 19 ستمبر کو ایک فیکٹری مالک کے گھر پر ملازمت کرنے والی رادھا زندہ کام سے واپس نہ آسکی۔ مقتول لڑکی کے بھائی نے فیکٹری مالک سیٹھ رتن کے خلاف پاکستان پینل کوڈ کی دفعہ 302 کے تحت سانگھا پولیس اسٹیشن میں قتل کا مقدمہ درج کروایا تاہم ملزم کو تاحال گرفتار نہیں کیا جاسکا۔ مقتولہ کے اہل خانہ کے کیس کی پیروی کرنے والے انسانی حقوق کے سرگرم کارکن مٹھو بھیل نے واقعے کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ رادھا کے والد نے معمول کے مطابق اسے صبح سیٹھ کے گھر چھوڑا اور شام میں کام مکمل ہونے کے وقت اسے لینے ان کے گھر پہنچے جہاں انہیں بتایا گیا کہ رادھا کو بخار ہو رہا ہے اور اسے ہسپتال لے جایا گیا ہے۔ تاہم رادھا بھیل کے گھر والے جب ہسپتال پہنچے تو اسے مردہ حالت میں پایا۔ دوسری جانب سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس (ایس ایس پی) سانگھڑ فرخ لانجر کا دعویٰ ہے کہ اب تک یہ خودکشی کا واقعہ لگتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ 'ایم ایل او کے مطابق جب لڑکی کو ٹوٹی ہوئی گردن کے ساتھ ہسپتال لایا گیا تو اس کی سانس چل رہی تھی لیکن پھر بھی ہم نے مقدمہ کھولا ہوا ہے'۔ ایس ایس پی سانگھڑ نے تصدیق کی کہ تاحال ملزم کو گرفتار نہیں کیا گیا ہے، جس وقت اس کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئی وہ علاقے میں موجود تھا تاہم اب فرار ہے'۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ 'اب تک اکٹھا کیے گئے شواہد اور بیانات کے مطابق لڑکی اپنے کزن سے شادی کرنا چاہتی تھی تاہم بھیل برادری کی روایات کے مطابق کزنز کی آپس میں شادی نہیں ہوسکتی لہذا اس نے خودکشی کر لی۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

مندر پر قبضے کے خلاف اقلیتی برادری کا احتجاج

حیدرآباد بہار کالونی ہوسٹری کے رہائشی اقلیتی برادری کے افراد نے مندر پر قبضہ کے خلاف پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا جس میں خواتین بھی شریک تھیں۔ اس موقع پر سوماروا گری، دارسی واگری ودیگر نے الزام عائد کیا کہ بہار کالونی ہوسٹری میں گزشتہ چالیس سال سے کالی ماتا کا مندر موجود ہے جس پر بااثر شخص چیلو واگری نے ساتھیوں کے ہمراہ قبضہ کرلیا ہے اور اب ہم سترہ خاندانوں کو مندر میں عبادت کے لیے داخل نہیں ہونے دیا جارہا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ مندر پر سے قبضہ ختم کروایا جائے اور ملوث افراد کے خلاف کارروائی کی جائے۔

(نامہ نگار)

سینٹرل جیل سے قیدی بھاگے نہیں بھگائے گئے

کراچی سندھ پولیس کے انسداد دہشت گردی ڈیپارٹمنٹ (سی ٹی ڈی) کے ایڈیشنل آئی جی ثنااللہ عباسی نے انکشاف کیا ہے کہ سینٹرل جیل کراچی سے فرار ہونے والے قیدی خود سے نہیں بھاگے تھے بلکہ انھیں بھگایا گیا تھا اور جیل کا نظام خود قیدی چلا رہے تھے۔ ڈان نیوز کو دیے گئے ایک خصوصی انٹرویو میں ثنااللہ عباسی کا کہنا تھا کہ ابتدائی طور پر تفتیش سے معلوم ہوا ہے کہ جیل کا نظام خود قیدی ہی چلا رہے تھے، جبکہ تمام دستاویزات بھی وہی بنا رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ 'عہدہ سنبھالنے کے بعد جب سینٹرل جیل گیا تو وہاں کا نظام دیکھ کر حیران رہ گیا تھا کیونکہ کوئی بھی عام شخص یہ تصور نہیں کرسکتا کہ اندرونی مدد کے بغیر کوئی قیدی فرار ہوسکے'۔ ان کا کہنا تھا کہ جیل کے اطراف زیرِ تعمیر جوڈیشل کمپلیکس میں جو مزدور کام کر رہے تھے ان کے پاس بھی شناختی کارڈ نہیں تھا اور نہ ہی کسی عہدیدار نے ان کے پس منظر کے حوالے سے معلومات اکٹھی کیں۔ ایڈیشنل آئی جی سی ٹی ڈی ثناءاللہ عباسی نے بتایا کہ اس وقت ہمیں جیلوں کے حوالے سے اصلاحات کی سخت ضرورت ہے اور اس پر حکومت کام بھی کر رہی ہے، لہٰذا امید ہے نظام میں بہتری آئے گی۔ انھوں نے کہا کہ جیل سے فرار ہونے والے دہشت گردوں کے بارے میں جو اطلاعات اب تک ملی ہیں ان کے مطابق وہ افغانستان میں ہیں اور ان کی گرفتاری کے لیے ہر ممکن کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ فرار ہونے والے ان دہشت گردوں کو گرفتار کرنے کا طریقہ کار موجود ہے، لیکن اس میں ہم کوشش کر رہے ہیں تاکہ جلد از جلد کامیابی حاصل ہو سکے۔ ثناءاللہ عباسی نے زور دیتے ہوئے کہا کہ افغانستان کے راستے بلوچستان میں دہشت گردوں کا داخلہ کراچی اور سندھ کے لیے انتہائی خطرناک ہے جو کہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے، لہٰذا حکومت کو سندھ اور بلوچستان کے درمیان بارڈر مینجمنٹ کی سخت ضرورت ہے۔ خیال رہے کہ حال ہی میں سی ٹی ڈی نے ہی انکشاف کیا تھا کہ کراچی سینٹرل جیل سے فرار ہونے والے کالعدم تنظیم کے دو خطرناک دہشت گرد اس وقت افغانستان میں موجود ہیں۔ واضح رہے کہ رواں سال جون میں یہ بات منظر عام پر آئی تھی کہ کراچی سینٹرل جیل سے کالعدم تنظیم کے دو 'خطرناک دہشت گرد' فرار ہوگئے۔ دونوں مفرور قیدیوں کا تعلق کالعدم لشکر جھنگوی سے ہے جنہیں 2013 میں گرفتار کیا گیا تھا۔ جس کے بعد سی ٹی ڈی نے واقعے کی تحقیقات کرتے ہوئے سینٹر جیل کے عملے کے متعدد اہلکاروں کو گرفتار کر کے تفتیش کا آغاز کیا تھا۔ واقعے کا نوٹس لیتے ہوئے وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ نے سی ٹی ڈی سے فرار ہونے والے دہشت گردوں کے حوالے سے تحقیقات جلد مکمل کر کے رپورٹ جمع کرانے کی ہدایت کی تھی۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدی

حیدرآباد صوبہ سندھ کی جیلوں میں گنجائش سے زائد مرد و خواتین قیدی موجود ہیں جبکہ 502 قیدی سزائے موت کے منتظر ہیں۔ روزنامہ ایکسپریس کو دستیاب دستاویزات کے مطابق آبادی کے لحاظ سے ملک کے دوسرے بڑے صوبے کی جیلوں میں 12595 قیدیوں کی گنجائش ہے جن میں 12165 مرد اور 430 خواتین کی گنجائش ہے تاہم اس وقت جیلوں میں موجود قیدیوں کی تعداد 19619 ہے جن میں 19049 مرد اور 210 خواتین ہیں۔ اعداد و شمار کے مطابق صوبے میں زیرِ سماعت ملزمان کی تعداد 15184 ہے جن میں بالغ مرد 14815 نابالغ مرد 212 اور 157 خواتین ہیں، جیلوں میں سزا یافتہ تعداد 3933 ہے جن میں 3864 بالغ مرد، 8 نابالغ مرد اور 50 خواتین ہیں۔ سول مقدمات کے سزا یافتہ قیدیوں کی تعداد 11 ہے۔ سزائے موت کے منتظر قیدیوں کی تعداد 502 ہے جن میں 3 خواتین بھی شامل ہیں۔ صوبہ سندھ میں غیر ملکی قیدیوں کی تعداد 434 ہے جن میں 433 مرد اور ایک خاتون شامل ہے۔ دستاویز کے مطابق سندھ کی جیلوں میں ایک سال کی قید کے ملزمان کی 5264، دو سال قید کے 2233، تین سال قید کے 1225 اور 5 سال قید کی سزا پانے والے ملزمان کی تعداد 159 ہے۔ (لالہ عبدالحلیم)

جبری گمشدگیوں میں قانون نافذ کرنے والے ادارے ملوث

اسلام آباد سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق نے لاپتہ افراد سے متعلق حکومت کو سینیٹ کی جانب سے بھیجی گئی سفارشات کا جائزہ لینے، جسٹس منصور کمال کی لاپتہ افراد سے متعلق رپورٹ پبلک کرنے کی ہدایت اور ورکنگ گروپ آف اقوام متحدہ (یو این) کی سفارشات کو پبلک کرنے کی سفارش کردی۔ متحدہ قومی موومنٹ (ایم کیو ایم) کی سینیٹر نسرین جلیل کی زیر صدارت سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق کا اجلاس ہوا۔ چیئرمین کمیٹی سینیٹر نسرین جلیل نے جبری گمشدگیوں میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کو ملوث قرار دیتے ہوئے کہا کہ جو لوگ اٹھاتے ہیں ہم انہیں کو تحقیقات کا کہہ دیتے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے ہی لوگوں کو اٹھا رہے ہیں اور لاپتہ افراد کو عدالتوں میں بھی پیش نہیں کیا جاتا۔ نسرین جلیل کا کہنا تھا کہ لوگ دیکھتے ہیں کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے آکے لوگوں کو اٹھا کر لے جاتے ہیں بعد میں لاپتہ افراد کی تشدد شدہ لاشیں ملتی ہیں۔ انہوں نے سوال کیا کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے ہی قانون کی پاسداری نہیں کریں گے تو کون کرے گا۔ چیئرمین کمیٹی کا کہنا تھا کہ ملک سے کئی ہزار لوگ غائب ہیں، صرف سندھ سے 502 لوگ لاپتہ ہیں۔ سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق نے لاپتہ افراد کے بڑھتے ہوئے واقعات اور لاپتہ افراد سے متعلق کمیشن کے حکام کی عدم موجودگی پر تشویش کا اظہار کیا۔ اس موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی کے سینیٹر فرحت اللہ بابر نے کہا کہ پارلیمنٹ، سپریم کورٹ اور تمام ادارے لاپتہ افراد کے معاملے پر ناکام ہوچکے ہیں۔ کمیٹی نے نشاندہی کی کہ لوگوں کو اٹھا لیا جاتا ہے اور کوئی سزا نہیں دی جاتی۔ فرحت اللہ بابر نے مزید کہا کہ لاپتہ افراد کے معاملے میں ملوث افراد کی شناخت کے باوجود ان کو سزا نہیں دی گئی، لاپتہ افراد کے معاملے پر کمیشن کی کارکردگی پر کئی سوالات اٹھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کمیشن بعض جگہوں پر ناکام ہوگیا ہے۔ اس موقع پر رکن کمیٹی سینیٹر کریم خواجہ نے کہا کہ پاکستان کو خود ہی معاملہ حل کرنا چاہیے، معاملہ یو این میں گیا تو ملک کی بدنامی ہوگی۔ اجلاس کے دوران اس بات کی نشاندہی بھی کی گئی کہ قومی اسمبلی کے حلقہ این اے 120 لاہور میں ہونے والے ضمنی انتخابات کے دوران مبینہ طور پر لوگوں کو لاپتہ کیا۔ بعد ازاں چیئرمین نیشنل کمیشن فار ہیومن رائٹس نے کمیٹی کو بتایا کہ ملک میں لاپتہ افراد سے متعلق کوئی قانون ہے نہ ہی لاپتہ افراد کی تشریح واضح ہے۔ جس کے بعد کمیٹی نے حکومت کو سینیٹ کی جانب سے بھیجی گئی سفارشات کا جائزہ لینے، جسٹس منصور کمال کی لاپتہ افراد سے متعلق رپورٹ پبلک کرنے کی ہدایت اور ورکنگ گروپ آف یو این کی سفارشات کو پبلک کرنے کی سفارش کردی۔

(بشکریہ ڈان)

انصارالشریعہ پاکستان کا قیام کیسے عمل میں آیا؟

کراچی پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی میں پولیس اور انٹیلیجنس ادارے شدت پسند گروہ 'انصارالشریعہ پاکستان' سے اس وقت تک ناواقف تھے جب تک اس نے وارداتوں کے بعد اپنی شناخت خود ظاہر نہیں کی تھی۔

کراچی میں گذشتہ چند ماہ سے جاری پولیس اہلکاروں کی ٹارگٹ کلنگ کی ذمہ داری اس گروپ نے قبول کی تھی اور یہ ذمہ داری ٹوئیٹر اکاؤنٹ سے قبول کی گی جو منگل کی شب سے بلاک کر دیا گیا ہے۔

انصارالشریعہ پاکستان کا قیام کیسے عمل میں آیا اس بارے میں تنظیم کا تین صفحات پر مشتمل پیغام موجود ہے جس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ یہ گروپ داعش سے ناراض تھا۔

اپنے پیغام میں گروپ نے دعویٰ کیا تھا کہ کراچی، پنجاب اور قبائلی علاقوں سے تعلق رکھنے والے مجاہدین داعش سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں جس نے اتحاد و اتفاق کی بجائے انتشار کو اپنایا، اس صورت حال میں وہ جہاد پاکستان سے منسلک رہنے والوں سے انضمام کرتے ہوئے جماعت انصارالشریعہ پاکستان کا اعلان کرتے ہیں۔

اپنے پیغام میں تنظیم نے خود کو القاعدہ کے بانی اسامہ بن لادن اور ایمن الظواہری کا پیروکار بتایا اور ساتھ میں یہ وضاحت بھی کر دی کہ فی الوقت ان کی کسی عالمی جہادی تنظیم سے کوئی وابستگی یا رابطہ نہیں ہے۔

بعض انٹیلیجنس ادارے اس گروپ کا تعلق ابوذر برمی سے جوڑ رہے ہیں تاہم اس گروپ نے اپنے پیغام میں قبائلی رہنما حاجی منصور محسود اور احمد عبدالعزیز کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے اس گروپ کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ تنظیم کا کہنا ہے کہ حاجی منصور کا ان سے تنظیمی تعلق نہیں۔

یاد رہے کہ حاجی منصور محسود تحریک طالبان کے رہنما ہیں جبکہ احمد عبدالعزیز کے بارے میں گروپ کا کہنا ہے کہ وہ ابومصعب السوری کے شاگرد ہیں جو شامی اور پاکستانی جہادیوں کے استاد ہیں۔

انسداد دہشت گردی محکمے کے ایس پی مظہر مشوانی کا کہنا ہے کہ انصارالشریعہ جنود الفداء گروپ سے نکلا ہے جو بلوچستان اور سندھ کے سرحدی علاقے میں سرگرم ہے لیکن یہ مقامی اور خود پر انحصار کرنے والا گروپ ہے۔

اس گروپ نے اپنے قیام کے بعد کارروائیوں کا آغاز کیا اور رواں سال فروری میں پولیس فاؤنڈیشن کے ایک محافظ کو نشانہ بنایا، اپریل میں شاہراہ فیصل پر فوج کے ریٹائرڈ کرنل طاہر ضیا ناگی کو ہلاک کیا جس کے بعد انصارشریعہ پاکستان کا نام سامنے آیا۔

مئی میں بہادر آباد میں موبائل پر فائرنگ کی گئی جس میں دو اہلکار ہلاک ہوئے جبکہ جون میں سائیٹ ایریا میں افطار کے لیے ہوٹل پر موجود اہلکاروں کو نشانہ بنایا گیا جس میں چار اہلکار ہلاک ہوئے۔ اسی طرح عزیز آباد میں اگست میں ڈی ایس پی ٹریفک کو ہلاک کیا گیا۔

'پاکستان انسٹیٹوٹ آف پیس سٹڈی کے ڈائریکٹر عامر رانا کا کہنا ہے کہ انٹیلیجنس اداروں نے جب ان اطلاعات پر کہ کراچی سے کچھ لوگ بھرتی ہو کر عراق اور شام کی جانب جا رہے ہیں کارروائیاں کیں تو اس دوران انصارشریعہ کا نام سامنے آیا اور یہ معلوم ہوا کہ یہ ایک ایسا گروپ ہے جو داعش سے مطمئن نہیں ہے اور اپنی کارروائیوں کا آغاز کر چکا ہے۔

'اس گروپ نے پولیس کو نشانہ بنایا اس کے ساتھ کچھ لٹریچر تقسیم کیا تاکہ سکیورٹی فورسز کو اپنی موجودگی کے بارے میں بتا سکے اس کے علاوہ اس میٹریل کی سوشل میڈیا تک رسائی آسان بنائی کہ اور ظاہر کیا کہ یہ بالکل الگ گروپ ہے۔'

عامر رانا کہتے ہیں کہ پاکستان کی انصارشریعہ بین الاقوامی جہادی تنظیم کی اتحادی یا ماتحت نہیں بلکہ نظریاتی طور پر اس کے قریب ہے، یہ داعش سے نکل کر آئے ہیں جبکہ انھوں نے خود کو ابھی تک کسی فرقہ ورانہ گروہ یا القاعدہ سے جوڑنے کی کوشش نہیں کی۔

انصارشریعہ پاکستان اور صفورا واقعے میں گرفتار سعد عزیز کے گروپ میں کافی قدر مماثلت پائی جاتی ہے۔ دونوں میں پڑھے لکھے نوجوانوں نے مرکزی کردار ادا کیا۔ تاہم انسداد دہشت گردی کے ادارے موجودہ گروپ کو زیادہ خطرناک سمجھتے ہیں۔

ایس پی مظہر مشوانی کا کہنا ہے کہ سعد عزیز گروپ داعش کا پیروکار تھا اور وہ فرقہ ورانہ دہشت گردی میں بھی ملوث تھا لیکن یہ گروپ صرف فورسز کو نشانہ بناتا رہا ہے۔

کراچی میں صورت حال اس وقت دلچسپ بن گئی جب دو ہفتہ قبل نادرن بائی پاس سے تین نامعلوم افراد کی تشدد زدہ لاشیں ملیں اور ساتھ میں انصارشریعہ کے نام سے پمفلٹ ملا جس میں کہا گیا تھا کہ پولیس رضا کار کی ہلاکت کا بدلہ لیا گیا ہے، ساتھ میں یہ بھی تحریر تھا کہ اگر دہشت گرد دشمن ممالک کی ایجنسیوں کے ایما پر پولیس کو نشانہ بنائیں گے تو وہ انھیں اور ان کے اہل خانہ کو نشانہ بنائیں گے۔ یہ حربہ کس نے اور کیوں استعمال کیا تا حال واضح نہیں ہے۔

انصارشریعہ نے اپنے ٹوئیٹر اکاؤنٹ سے عام لوگوں کے لیے پانچ صفحات پر مشتمل ہدایت نامہ بھی جاری کیا جس میں لوگوں کو متنبہ کیا گیا تھا کہ وہ سکیورٹی فورسز کے قافلوں اور چوکیوں سے دور رہیں۔

شدت پسند تنظیم انصارشریعہ کا قیام سنہ 2012 میں لیبیا میں عمل میں آیا جہاں اس نے اپنی سرگرمیوں کا آغاز ٹریفک میں پھنسے ہوئے لوگوں کی مدد اور سڑکوں کی صفائی سے کیا تھا۔ امریکی حکومت بن غازی میں اپنے قونصل خانے پر حملے اور دو ملازمین کی ہلاکت کا ذمہ دار بھی اسی گروپ کو سمجھتی ہے۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

الف اقلیت سے ع عقلیت تک: لفظ اور معنی کا سفر

پیٹر جیکب

> بین الاقوامی قوانین میں اقلیت کی اصطلاح عام استعمال ہو رہی ہے۔ اور کیسے نہ ہوتی کیونکہ دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں پر انسانی معاشرت یکسانیت کا نقشہ پیش کرتی ہو بلکہ دنیا میں مختلف زبانیں بولنے والے مختلف مذاہب اور نسلوں کی رنگارنگی ہی تو انسانی تہذیب اور بین الاقوامی تمدن کا حسن ہے۔ اسی لیے دنیا کے بیشتر ممالک کے قوانین اور سیاسی بندوبست میں اقلیتوں کو قومی دھارے میں شامل کرنے یعنی ان کے سیاسی، سماجی، معاشی اور ثقافتی حقوق کے تحفظ کے لئے خصوصی اقدامات کئے جاتے ہیں جن میں اعداد و شمار جمع کرنے سے لے کر، زندگی کے تمام شعبوں میں اقلیتوں کی موثر نمائندگی کے لیے قوانین، ضابطے اور نظام وضع کرنا شامل ہے۔

کچھ عرصہ سے یہ سوال اٹھایا جا رہا ہے کہ پاکستان میں بسنے والے ہند، مسیحی، سکھ، پارسی، بدھ اور تعداد میں کم دیگر برادریوں کے لیے "اقلیت" کی اصطلاح کا استعمال موزوں ہے یا نہیں کیونکہ کبھی کوئی سیاست دان بیان دیتا ہے کہ جمہوریت میں اقلیت اکثریت نہیں ہوتی تو کبھی کسی کو یہ الجھن کسی کو یہ الجھن کہ لفظ اقلیت ابھی تک آئین اور لغت کا حصہ کیوں ہے۔

بجا کہ جمہوری نظام میں شہریوں کا درجہ ایک جیسا اور برابر ہونا چاہیے اور یہ بھی تسلیم کہ لفظ اقلیت کی مخالفت کرنے والے احباب کا مقصد مساوی حقوق کی منزل کا حصول ہوگا۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ علمی اور عملی اعتبار سے کیا بہتر ہے۔ دلیل کا وزن کس پلڑے میں ہے اور حقائق کیا کہتے ہیں؟ تاکہ معلوم کریں کہ یہ واقعی لفظ اقلیت غیر مناسب اور اس کو استعمال کرنے سے جمہوریت کا تصور مجروح ہوتا ہے؟

اردو اور پاکستان کی دیگر زبانوں میں استعمال کردہ لفظ اقلیت عربی زبان سے وارد ہوا جس سے مراد قلیل یا کم ہوتا ہے۔ اس کا متبادل انگریزی لفظ مائینارٹی (Minority) بھی محدود، کم سن اور تعداد کے معنی بیان کرتا ہے۔ مثلاً ایک کمرے میں اگر دس افراد بیٹھے ہوں جن میں سے چار نے سر پر ٹوپی پہنی ہو، تین اردو بولنے والے ہوں اور دو ذیابیطس کنٹرول کرنے کی دوا استعمال کرتے ہوں تو یہ سب ایک یا دوسرے اعتبار سے اقلیت ہیں۔ ان کے اقلیت شمار ہونے سے بحیثیت انسان ان کی قدر و قیمت میں کمی یا اضافہ نہیں ہوتا لیکن ان کی ضروریات کے تعین میں آسانی ہوسکتی ہے۔ دنیا بھر میں، ہر روز ایسے اشاریوں کی مدد سے سینکڑوں سروے، جائزے اور اعداد و شمار اکٹھے کئے جاتے ہیں جن سے معاشی و معاشرتی تخمینے لگائے اور منصوبے بنائے جاتے ہیں۔

قیام پاکستان کی بنیاد بننے والی 1940ء کی قرارداد لاہور اقلیتوں کی غیر مشروط، موثر، نتیجہ خیز نمائندگی اور حقوق پر زور دیتی ہے۔ یہ الگ بات کہ بعد ازاں قرارداد مقاصد تو قرارداد لاہور کے مقصد سے انحراف کرتی دکھائی دیتی ہے۔ آئین پاکستان آرٹیکل 260ء پر یہ اعتراض بھی بجا کہ ریاست یا قانون کو شہریوں کے مذہب کا تعین نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ چناؤ ہر فرد کا انفرادی حق ہے لیکن اس چناؤ کے بعد شہریوں میں مساوی حیثیت قائم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ جس کا اشارہ آئین کے آرٹیکل 36 میں ملتا ہے جو اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ سے تعلق رکھتی ہے۔

1992ء میں اقوام متحدہ نے قومیت، زبان، نسل اور مذہب کی بنیاد پر دنیا بھر میں پائی جانے والی اقلیتوں کے حقوق پر ڈکلریشن پاس کیا۔ 1999 سے 2006ء تک اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن کے ساتھ ایک ذیلی کمیشن کام کرتا رہا۔ جس کا کام دنیا بھر کی اقلیتوں کے ضمن میں اصول وضوابط کے ذریعے حقوق کا موثر نفاذ تھا۔ اقلیتوں کے مسائل پر اقوام متحدہ کے خصوصی مبصر کا تقرر بھی ہو چکا ہے۔ مندرجہ بالا اقدامات سے پتہ چلتا ہے کہ مذہب یا دیگر شناختوں کی بنیاد پر ایسے شہری یا افراد جو تعداد میں کم ہیں۔ ان کے حقوق کے تحفظ کی ضرورت نہ صرف پاکستان بلکہ دیگر ممالک میں بھی محسوس کی جاتی ہے۔

لہٰذا ملکی اور بین الاقوامی قوانین میں اقلیت کی اصطلاح عام استعمال ہو رہی ہے۔ اور کیسے نہ ہوتی کیونکہ دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں پر انسانی معاشرت یکسانیت کا نقشہ پیش کرتی ہو بلکہ دنیا میں مختلف زبانیں بولنے والے مختلف مذاہب اور نسلوں کی رنگارنگی ہی تو انسانی تہذیب اور بین الاقوامی تمدن کا حسن ہے۔ اسی لیے دنیا کے بیشتر ممالک کے قوانین اور سیاسی بندوبست میں اقلیتوں کو قومی دھارے میں شامل کرنے یعنی ان کے سیاسی، سماجی، معاشی اور ثقافتی حقوق کے تحفظ کے لئے خصوصی اقدامات کئے جاتے ہیں جن میں اعداد و شمار جمع کرنے سے لے کر، زندگی کے تمام شعبوں میں اقلیتوں کی موثر نمائندگی کے لیے قوانین، ضابطے اور نظام وضع کرنا شامل ہے۔

اقلیتوں کے وجود کو تسلیم کرنے کا تو مقصد ہی یہ ہے کہ وہ اپنی مذہبی یا دیگر شناختوں کی بناء پر کسی محرومی یا احساس کمتری کا شکار نہ ہوں بلکہ تعداد میں کم ہونے کی وجہ سے اگر ان کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی ہو رہی ہے تو اس کا تدارک کیا جا سکے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اکہری (Singular) شناخت پر اصرار ہی تو جمہوریت اور جمہوری اقدار کی نفی ہے۔ جبکہ کسی انسان کا کثیر الشناخت ہونا فطری اور نارمل ہے۔

فرد ایک وقت میں کسی ملک کا شہری، مذہب کا پیروکار اور کسی خاص میوزک کا رسیا ہوسکتا ہے۔ اس کا ان تمام شناختوں کے اعتبار سے منفرد ہونا سماج کے لیے قابل قبول ہونا چاہیے اور نہ کہ عدم قبولیت ایک عدم برداشت کی شکل بن جائے گی۔ مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہوا کہ لفظ اقلیت سماج یا آئین میں سے کسی نابرابری کا محرک تو شاید بالکل نہیں لیکن سماج میں پائے جانے والے عدم مساوات کا مثبت اقرار ضرور ہے۔

مذہب عقیدہ اور دیگر کسی بنیاد پر انسانوں میں تعصب، امتیاز، نفرت کے جذبات اور بیگانگی منفی چیزیں ہیں۔ ہر وہ رویہ، قانون اور رواج جو کسی بھی بہانے انسانوں میں اونچ نیچ کو روا رکھے اس کا علاج ضروری ہے۔ یہ کام عددی حقائق کو فراموش کرنا اور تنوع سے انکار کے ذریعے ممکن نہیں ہے۔

پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کے ضمن میں بہتر تو یہ ہے کہ ان کی پاکستانی شناخت کے ساتھ ساتھ ان کی مذہبی شناختوں یعنی ہندو، مسیحی، سکھ وغیرہ کو من جملہ لکھا پڑھا اور سمجھا جائے۔ لیکن بادی النظر میں انہیں مذہبی اقلیتیں کہنا نامناسب نہیں۔ اقلیتوں کے وجود سے انکار کی بجائے ان کی مذہبی، لسانی، اور قومیتی شناختوں کو تسلیم کر کے حقوق کی مساوات اور حقوق کے تحفظ و نفاذ کا کام بہتر طور پر کیا جا سکتا ہے۔

خیال امروہی نے کہا تھا۔

اے دوست ذرا اور قریب رگ جاں ہو
کیا جانے کہاں تک شب ہجراں کا دھواں ہو
شاید یہ مری آنکھ سے ٹپکا ہوا آنسو
احباب کی کھوئی ہوئی منزل کا نشاں ہو

خودکشی کے واقعات

مختلف اوقات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہدحق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق **21** اگست سے **20** ستمبر تک کے دوران ملک بھر میں **241** افراد نے خودکشی کی۔ خودکشی کرنے والوں میں **93** خواتین شامل تھیں۔ اسی عرصہ کے دوران **198** افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنھیں بروقت طبی امداد دے کر بچالیا گیا۔ اقدام خودکشی کرنے والوں میں **101** خواتین شامل ہیں۔ اعداد وشمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں **156** افراد نے گھریلو جھگڑوں ومسائل سے تنگ آ کر اور **7** نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہو کر خودکشی کی۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
21اگست	نسیم منظور	خاتون	14برس	-	نویں جماعت میں فیل ہوگئی	زہرخورانی	جواہر سنگھ، دیپالپور، اوکاڑہ	-	ایکسپریس
21اگست	ردا	خاتون	14برس	-	نویں جماعت میں فیل ہوگئی	زہرخورانی	چک 9، خوشاب	-	ایکسپریس
21اگست	افراء مہر	خاتون	-	-	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	جاکے چٹھہ، گوجرانوالہ	-	ایکسپریس
21اگست	محمد جبار	مرد	19برس	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لگا کر	شالی بستی، نصیر جتوئی	-	ایکسپریس
21اگست	بھرانواں مائی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	یارو روڈ پل کلیری، ڈیرہ غازیخان	-	ایکسپریس
21اگست	عائشہ	خاتون	-	-	گھریلو جھگڑا	-	چک 216 محمد والا، فیصل آباد	-	نئی بات
21اگست	آسیہ	خاتون	16برس	-	گھریلو جھگڑا	-	بلال کوٹ چشتیاں	-	نوائے وقت
21اگست	ظریف	مرد	25برس	-	-	خود کو گولی مار کر	ونڈی، میانوالی	-	نوائے وقت
22اگست	-	خاتون	14برس	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	چنیوٹ	-	خبریں
22اگست	سدرہ بی بی	خاتون	14برس	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	محلّہ غفور آباد، چنیوٹ	-	خبریں
22اگست	الفت	مرد	-	-	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خود کو گولی مار کر	چک 14 ج ب، چنیوٹ	-	خبریں
22اگست	سونیا	خاتون	25برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈی پی ایس کالونی، جہاز گراؤنڈ، ساہیوال	-	نوائے وقت
22اگست	محسن	مرد	16برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	علاقہ ڈوگری تھانہ پھلواہ، سیالکوٹ	-	نوائے وقت
22اگست	شائستہ	خاتون	17برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بستی ملوک، ملتان	-	دنیا
22اگست	شاہین فاطمہ	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو جلا کر	کورنگی، کراچی	-	دنیا
22اگست	ظفراللہ	مرد	20برس	-	-	خود کو گولی مار کر	ڈبل روڈ لانا گھر آباد، کوئٹہ	-	دنیا
22اگست	ارشاد بھٹو	مرد	--	-	-	زہرخورانی	قادر پور ضلع گھوٹکی	--	کاوش
22اگست	چنو کولہی	مرد	--	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لگا کر	سنجر چانگ ضلع ٹنڈو الہیار	--	کاوش
23اگست	فاروق	مرد	50برس	شادی شدہ	-	نہر میں کود کر	موضع روڈ، جوہر آباد	درج	نوائے وقت
23اگست	عطیہ بی بی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر کھا کر	رنگ پور	-	نوائے وقت
23اگست	سپنا مائی	خاتون	16برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خانپور	-	نوائے وقت
23اگست	شمشاد بی بی	خاتون	50برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈہرکی، سندھ	-	نوائے وقت
23اگست	واجد	مرد	16برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کشمور، سندھ	-	نوائے وقت
23اگست	حسنین	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لودھراں	-	نوائے وقت
23اگست	صباء	خاتون	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندا ڈال کر	وارث پورہ، فیصل آباد	درج	نوائے وقت
23اگست	مقبول	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 89 ج ب، فیصل آباد	درج	نوائے وقت
23اگست	امینت	خاتون	27برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ راضی وجلو۔ شادی پلی ضلع عمرکوٹ	--	کاوش
23اگست	رامون کولہی	مرد	16برس	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لگا کر	گوٹھ حیدر شاہ ابڑو۔ ٹنڈو جام ضلع حیدر آباد	--	کاوش
23اگست	آسن میگھواڑ	مرد	15برس	-	غربت سے دلبرداشتہ ہو کر	پھندا لگا کر	گوٹھ ناکرایو۔ چھاچھرو ضلع تھرپارکر	--	کاوش
23اگست	عباس خان	بچہ	12برس	غیر شادی شدہ	-	پھندا لگا کر	سرائے پائین تلاش، دیراپر	درج	آج
23اگست	زوجہ شیخ طارق	خاتون	27برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	فاروق آباد	درج	ایکسپریس
23اگست	منیر	مرد	26برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شمس آباد	درج	ایکسپریس
23اگست	ص	خاتون	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	تھانہ بٹالہ کالونی، برکت پورہ	درج	نئی بات

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
23اگست	وارث	مرد	55برس	شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	117۔ج ب،دھنولہ	درج	نئی بات
24اگست	موہن کوہلی	مرد	32برس	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندالگاکر	دیھ 320۔کوٹ غلام محمد ضلع میرپورخاص	--	کاوش
24اگست	اللہ بخش	مرد	ـ	شادی شدہ	بیوی کو جلانے کے بعد خودسوزی	خودسوزی	چک104ڈی بی،منڈی یزمان	درج	دنیا
24اگست	ثناء	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خانقاہ شریف،محلّہ عارف آباد	درج	دنیا
24اگست	حفیظ	مرد	ـ	ـ	ـ	خودکوگولی مارکر	تھانہ کالا،موضع جونی	درج	دنیا
24اگست	رؤف	مرد	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	گجرات	درج	دنیا
24اگست	منصور	مرد	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	اوباڑو،گھوٹکی	ـ	دنیا
24اگست	غلام حسین	مرد	60برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مصری شاہ،لاہور	ـ	نوائے وقت
24اگست	علی رضا	مرد	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	50ٹوایل،اوکاڑہ	ـ	نوائے وقت
24اگست	عاصمہ	خاتون	31برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اپرجہلم	ـ	نوائے وقت
24اگست	ثمینہ	خاتون	--	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندالگاکر	کیریاکالونی۔کھپرضلع سانگھڑ	--	کاوش
24اگست	توصیف	مرد	24برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	چک299،ٹی ڈی اے	درج	جنگ
24اگست	محمد اعظم	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	17جی ڈی،رینالہ خورد	ـ	ـ
24اگست	محمد افضل	مرد	46برس	شادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	اشرف آباد	ـ	جنگ
24اگست	محمد رمضان	مرد	35برس	شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	شاہ پورصدر،بھٹہ خشت	ـ	جنگ
24اگست	عابد علی	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چنیوٹ	ـ	نئی بات
25اگست	رضوانہ	خاتون	18برس	ـ	ـ	زہرخورانی	چک176ج ب،فیصل آباد	ـ	نئی بات
25اگست	فریدہ	خاتون	35برس	شادی شدہ	ذہنی معذوری	پھندالگاکر	پھریاسٹی ضلع،نوشہروفیروز	--	کاوش
25اگست	کشنوکوہلی	مرد	32برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالگاکر	کوٹ غلام محمد ضلع میرپورخاص	--	عوامی آواز
26اگست	حسنین	مرد	15برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	وارڈنمبر3،چوک اعظم،بہاولپور	درج	خبریں ملتان
26اگست	خدیجہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	سکندرآباد	سکندرآباد	ـ	خبریں ملتان
27اگست	شاداں بی بی	خاتون	33برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پیروالا،جھنگ	ـ	نئی بات
27اگست	نورین	مرد	25برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کشگوریاں،اوکاڑہ	ـ	نئی بات
27اگست	اقراء	خاتون	18برس	ـ	ـ	نہرمیں کودکر	مرالہ راوی لنک ساہووالہ	ـ	نئی بات
27اگست	شمعون	مرد	ـ	شادی شدہ	بیوی کے انتقال پرافسردہ	زہرخورانی	چک424،گوجرہ	ـ	جنگ
27اگست	ارشاد	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	پیروالی،شاہ جیوانہ،جھنگ	ـ	جنگ
27اگست	شعیب	مرد	22	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندالگاکر	گوٹھ ہاشم کاتیار۔جاتی ضلع دادو	--	کاوش اخبار
27اگست	شائستہ بی بی	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ رحمان آباد،احمدپورشرقیہ	درج	جنگ
27اگست	راکومائی	خاتون	20برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خان پور،رحیم یارخان	ـ	جنگ
27اگست	کوثرمائی	خاتون	21برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ـ	فتح پور	ـ	جنگ
27اگست	عائشہ بی بی	خاتون	18برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جہانیاں	ـ	جنگ
27اگست	تاج مائی	خاتون	45برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	میرپورماتھیلو،گھوٹکی	ـ	خبریں
28اگست	راداکوہلی	خاتون	--	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالگاکر	گوٹھ یامین ہنگورجو۔کھپرضلع سانگھڑ	--	کاوش اخبار
28اگست	علی شاہ	مرد	20برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فتح گڑھ،گکھڑمنڈی،گوجرانوالہ	ـ	نوائے وقت
28اگست	سعدیہ	خاتون	22برس	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندالگاکر	جڑانوالہ	ـ	نوائے وقت
28اگست	آصف	مرد	20برس	ـ	ـ	ـ	فتح گڑھ،لاہور	ـ	نوائے وقت
28اگست	علی	مرد	20برس	ـ	ـ	پھندالگاکر	جڑانوالہ	ـ	نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
29اگست	موراوڈ	مرد	30	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ـ	ضلع نواب شاہ	ـــ	کاوش اخبار
29اگست	سعید مہر	مرد	ـــ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ـ	ضلع لاڑکانہ	ـــ	کاوش اخبار
30اگست	زوجہ بشیر احمد	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	جڑانوالہ	ـ	نوائے وقت
30اگست	زوجہ اشرف	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	قصور	ـ	ایکسپریس
30اگست	خالد	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	چنیوٹ	ـ	نئی بات
30اگست	علی رضا	مرد	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	مغلپورہ، لاہور	ـ	دنیا
30اگست	لطیف	مرد	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	اڈا ہیرا مائز، لیہ	ـ	خبریں
30اگست	مصباح	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	اڈا ہیرا مائز، لیہ	ـ	خبریں
30اگست	بلال	مرد	15برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ـ	جہانیاں	ـ	خبریں
30اگست	اختر	مرد	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	میاں چنوں	ـ	دنیا
31اگست	لتو کولھی	خاتون	ـــ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لگا کر	گوٹھ حسین شاہ۔ ڈگری ضلع میر پور خاص	ـــ	کاوش اخبار
31اگست	موڑی کولھی	خاتون	22برس	ـــــ	گھریلو جھگڑا	پھندا لگا کر	گوٹھ ولی اللہ جان سرہندی، سامارو ضلع عمر کوٹ	ـــ	کاوش اخبار
31اگست	صائمہ	خاتون	24برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	صادق آباد، رحیم یار خان	ـ	خبریں
31اگست	ثقلین	مرد	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	موضع رملی، خیر پور	ـ	خواجہ اسد اللہ
31اگست	محمد کاشف	مرد	20برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	96-9، ایل ساہیوال	ـ	دنیا
31اگست	محمد کامران	مرد	25برس	ـ	گھریلو جھگڑا	ـ	عمر کالونی، ساہیوال	ـ	دنیا
31اگست	آصف	مرد	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	مرید کے	ـ	جنگ
یکم ستمبر	مائی رکھی	خاتون	35برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	صادق آباد	ـ	خبریں ملتان
یکم ستمبر	ـ	مرد	20برس	ـ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	یزمان، بہاولپور	ـ	خواجہ اسد اللہ
یکم ستمبر	ثمینہ	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	ـ	ٹبہ سلطان پور، بہاولپور	ـ	خبریں ملتان
یکم ستمبر	یاسین جعفری	بچہ	12برس	ـــــ	گھریلو جھگڑا	پستول	گوٹھ نظیر جعفری۔ گڑھی یاسین ضلع شکار پور	درج	کاوش اخبار
یکم ستمبر	ن	مرد	16برس	ـ	نویں جماعت میں فیل ہونے پر	پھندا لے کر	رحیم یار خان	ـ	جنگ
2ستمبر	اسد علی	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	نویں جماعت میں فیل ہونے پر	پھندا ڈال کر	وزیر آباد	ـ	نوائے وقت
2ستمبر	نارائن داس	مرد	25برس	ـــــ	گھریلو جھگڑا	پھندا لگا کر	ٹنڈو باگو ضلع بدین	ـــ	کاوش اخبار
2ستمبر	ذاکر اقبال	مرد	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فیصل آباد، محلہ چراغ آباد	ـ	نئی بات
2ستمبر	بلال احمد	مرد	27برس	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	لیاقت پور، رحیم یار خان	ـ	جنگ ملتان
5ستمبر	محمد بلال	مرد	ـ	ـ	ـ	زہر خورانی	ملتان	ـ	جنگ
5ستمبر	شبانہ	خاتون	22برس	ـ	ـ	ـ	ملتان	ـ	جنگ
5ستمبر	عمران	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	نواب شاہ	ـ	جنگ
5ستمبر	انور بی بی	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو جلا کر	اوکاڑہ	ـ	جنگ
5ستمبر	نعمان	مرد	20برس	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	نور کوٹ	ـ	جنگ
5ستمبر	محمد علی	مرد	30برس	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	نور پور تھل	ـ	جنگ
5ستمبر	عمر خطاب	مرد	42برس	ـ	گھریلو جھگڑا	چھت سے کود کر	مورگاہ، راولپنڈی	درج	ڈان
5ستمبر	محجوب احمد	مرد	25برس	ـ	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے آ کر	فیروزہ، لیاقت پور	ـ	خبریں ملتان
5ستمبر	رابعہ شیخ	خاتون	18برس	ـــــ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گوٹھ لالو ماچھی۔ وگن ضلع لاڑکانہ	ـــ	کاوش اخبار
5ستمبر	درین اوڈ	مرد	18برس	ـــــ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	صالح پٹ ضلع خیر پور	ـــ	کاوش اخبار
5ستمبر	کیلی میگھواڑ	خاتون	20برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	دیھ 324۔ گوٹھ ہادی ضلع میر پور خاص	ـــ	کاوش اخبار

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
5 ستمبر	مہوش	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ننکانہ صاحب	-	دی نیوز
5 ستمبر	رانا اللہ بخش	مرد	-	شادی شدہ	-	-	لودھراں	-	جنگ
5 ستمبر	اصغر علی	مرد	45 برس	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہر خورانی	فیصل آباد	-	جنگ
5 ستمبر	منیر احمد خان	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ڈیرہ اسماعیل خان	-	جنگ
5 ستمبر	سلیمان	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	ڈیرہ اسماعیل خان	-	جنگ
5 ستمبر	شبنم بی بی	خاتون	25 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	لاہور	-	جنگ
6 ستمبر	حمیر خانزادہ	مرد	25 برس	---	-	پستول	اصغر کالونی۔سکرنڈ ضلع نواب شاہ	درج	کاوش اخبار
6 ستمبر	طیب	مرد	12 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	ساہیوال	-	جنگ
6 ستمبر	فیصل	مرد	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	کوٹلہ ارباب	-	جنگ
6 ستمبر	نور زہرہ	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ماموں کانجن	-	جنگ
6 ستمبر	قیصر	مرد	22 برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	چنیوٹ	-	جنگ
6 ستمبر	مبشر	مرد	40 برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	جنڈ والا	-	جنگ
6 ستمبر	خضر حیات	مرد	25 برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	چناب نگر	-	جنگ
6 ستمبر	اجیت کمار	مرد	15 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	مرید شاخ	-	جنگ
6 ستمبر	رمضان	مرد	45 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	ٹرین تلے آ کر	خانیوال	-	جنگ
6 ستمبر	اختر	مرد	35 برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	ٹرین تلے آ کر	محمد پور	-	جنگ
6 ستمبر	شمیم اختر	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	ٹرین تلے آ کر	ساہیوال	-	جنگ
6 ستمبر	عبدالرحمان	مرد	35 برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	ساہیوال	-	جنگ
6 ستمبر	سہیل احمد	مرد	-	-	-	زہر خورانی	قصور	-	جنگ
7 ستمبر	سکینہ	مرد	-	-		زہر خورانی	سیالکوٹ	-	نئی بات
7 ستمبر	قیصرہ	خاتون	20 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گکھڑ منڈی، گوجرانوالہ	-	جناح
7 ستمبر	بشیراں بی بی	خاتون	38 برس	-	ذہنی معذوری	خود کو آگ لگا کر	قصور	-	جنگ
7 ستمبر	زبیدہ	خاتون	28 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فیصل آباد	-	جنگ
7 ستمبر	آچار بھیل	مرد	--	---	گھریلو جھگڑا	کنوئیں میں کود کر	گوٹھ صابو بھیل۔ چھاچھرو ضلع تھرپارکر	--	کاوش اخبار
7 ستمبر	رانا نوید اقبال	مرد	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	خود کو گولی مار کر	لیہ	-	جنگ
7 ستمبر	محمد عدنا	مرد	22 برس	غیر شادی شدہ	-	زہر خورانی	رینالہ خورد	-	نوائے وقت
7 ستمبر	محمد نواز	مرد	50 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	بیگو والا	-	نوائے وقت
7 ستمبر	ف	خاتون	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	قصور	-	نوائے وقت
7 ستمبر	محمد اقبال	مرد	-	غیر شادی شدہ	قیدی تھا	پھندا لے کر	اڈیالہ جیل، راولپنڈی	-	ڈان
7 ستمبر	اقراء	خاتون	24 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	میاں چنوں	-	جنگ
7 ستمبر	عدنان	مرد	22 برس	غیر شادی شدہ	-	زہر خورانی	رینالہ خورد	-	جنگ
7 ستمبر	نواز	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چندہ سنگھ سیالکوٹ	-	جنگ
7 ستمبر	بشراء	خاتون	40 برس	-	ذہنی معذوری	خود کو جلا کر	لیہ	-	جنگ
8 ستمبر	سلمٰی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	موضع وارڈہ، کروڑ لعل عیسن	-	خبریں ملتان
8 ستمبر	اکبر	مرد	-	-	-	-	بستی داد، شجاع آباد	-	خبریں
8 ستمبر	ناہید	خاتون	35 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	کھاکھی پنجابی، شجاع آباد	-	خبریں
8 ستمبر	پیچو میگھواڑ	مرد	40 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لگا کر	گوٹھ محمود فقیر پھنھر ضلع سانگھڑ	--	کاوش اخبار

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
8 ستمبر	سعید احمد بکرانی	مرد	23 برس	---	بیروزگاری سے دلبرداشتہ ہوکر	خودکو گولی مارکر	شکارپور	--	کاوش اخبار
8 ستمبر	عبدالجبار	مرد	-	-	-	خودکو آگ لگا کر	اوکاڑہ	-	جنگ
8 ستمبر	دختر منیر	خاتون	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اوکاڑہ	-	جنگ
8 ستمبر	قدیر	مرد	45 برس	شادی شدہ	-	زہرخورانی	اوکاڑہ	-	جنگ
9 ستمبر	صدام شر	مرد	22 برس	---	-	زہرخورانی	گوٹھ عذیر خان شر-فیض گنج ضلع خیرپور	--	کاوش اخبار
9 ستمبر	رمشہ کنول	خاتون	-	-	-	-	لاہور	-	جنگ
9 ستمبر	طیب حمید	مرد	24 برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ٹبہ سلطان پور، ملتان	-	خبریں
9 ستمبر	کنیزہ بی بی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	قصور	-	ڈان
9 ستمبر	کلیم	خاتون	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	قصور	-	ڈان
9 ستمبر	نور احمد	مرد	17 برس	غیرشادی شدہ	-	خودکو گولی مارک	چھانگا مانگا، قصور	-	نوائے وقت
9 ستمبر	برکت	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سیالکوٹ	-	جنگ
9 ستمبر	خدیجہ	خاتون	18 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سیالکوٹ	-	جنگ
9 ستمبر	جگنو	مرد	27 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جمالدین والا، رحیم یارخان	-	جنگ
10 ستمبر	خدیجہ	خاتون	18 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جمال الدین والی، رحیم یارخان	-	جنگ ملتان
10 ستمبر	جگنو	مرد	27 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خان بیلہ، رحیم یارخان	-	جنگ
10 ستمبر	حسن علی	مرد	--	---	-	زہرخورانی	بیراج کالونی ضلع سکھر	--	کاوش اخبار
10 ستمبر	رمضان	مرد	40 برس	---	-	خودکو گولی مارکر	ضلع ٹنڈو محمد خان	--	کاوش اخبار
10 ستمبر	صابر	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	سلامت پورہ، لاہور	-	نئی بات
10 ستمبر	مرت خان	مرد	40 برس	غیرشادشدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شیخوپورہ	-	دنیا
10 ستمبر	رخسانہ بی بی	خاتون	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شیخوپورہ	-	دنیا
11 ستمبر	یعقوب	مرد	18 برس	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	خان بیلہ، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
11 ستمبر	ثمینہ	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	احمد پور شرقیہ	-	خواجہ اسدالہ
11 ستمبر	گلشاد مغل	خاتون	--	---	گھریلو جھگڑا	-	ڈہرکی ضلع گھوٹکی	--	کاوش اخبار
11 ستمبر	ام حبیبہ	خاتون	23 برس	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	دولت نگر	-	دنیا
11 ستمبر	انیس	مرد	21 برس	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندا ڈال کر	لنڈے شریف	-	دنیا
11 ستمبر	یعقوب	مرد	18 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بدلی شریف	-	دنیا
11 ستمبر	رضاء	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محمد والا	-	دنیا
11 ستمبر	کنزہ بی بی	خاتون	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	قصور	-	دنیا
11 ستمبر	امجد	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	سرائے مغل، لاہور	-	دنیا
11 ستمبر	امجد	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	چھانگا مانگا، قصور	-	دنیا
11 ستمبر	احسان	مرد	-	-	-	-	گھنی شام قلعہ	-	دنیا
12 ستمبر	رابعہ	خاتون	19 برس	شادی شدہ	-	پھندا لے کر	کوٹ چمٹہ بستی فوجہ، رحیم یارخان	درج	خبریں ملتان
12 ستمبر	منیر	مرد	26 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	-	خبریں
12 ستمبر	غلام باری	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساہیوال	-	جنگ
12 ستمبر	شیر علی	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساہیوال	-	جنگ
12 ستمبر	قیصرہ	خاتون	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گکھڑ منڈی، گوجرانوالہ	-	جنگ
13 ستمبر	منٹھار علی	مرد	28 برس	---	بیروزگاری سے دلبرداشتہ ہوکر	نہر میں کود کر	گوٹھ شیر خان-گھارو ضلع ٹھٹھہ	--	کاوش اخبار
13 ستمبر	شمشاد مائی	خاتون	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
13 ستمبر	ریاض ندیم	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گکھڑمنڈی، گوجرانوالہ	ـ	جنگ
13 ستمبر	شوکت علی	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	ـ	جنگ
13 ستمبر	ف	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈسکہ	ـ	جنگ
13 ستمبر	علی عبات	مرد	30 برس	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	شاہدرہ	ـ	نئی بات
13 ستمبر	عظیمہ	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	نہر میں کود کر	ٹھٹھہ	ـ	جناح
14 ستمبر	زرینہ	خاتون	35 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساہیوال	ـ	نوائے وقت
14 ستمبر	نازیہ	خاتون	22 برس	غیرشادی شدہ	ـ	زہرخورانی	قصور	ـ	ایکسپریس
14 ستمبر	رمضان	مرد	25 برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساہیوال	ـ	نوائے وقت
14 ستمبر	وہاب ریاض	مرد	30 برس	ـ	ـ	خودکو گولی مار کر	لاہور	ـ	ڈیلی ٹائمز
14 ستمبر	محمد علی عباس	مرد	ـ	شادی شدہ	ذہنی معذوری	پھندا ڈال کر	لاہور	ـ	ڈیلی ٹائمز
14 ستمبر	شہباز	مرد	ـ	ـ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	خودکو چھرا گھونپ کر	فیصل آباد	ـ	ڈیلی ٹائمز
14 ستمبر	شہزاد کنبھار	بچہ	14 برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈگری ضلع میرپورخاص	ـــ	کاوش اخبار
14 ستمبر	شائستہ	خاتون	40 برس	شادی شدہ	ـ	چھت سے کود کر	سخی پیر تھانہ ضلع حیدرآباد	ـــ	کاوش اخبار
14 ستمبر	اکرم	مرد	35 برس	شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
14 ستمبر	ضیاء	مرد	30 برس	ـ	ـ	دریا میں کود کر	چترال	ـ	ایکسپریس ٹریبون
15 ستمبر	علی حسنین	مرد	20 برس	شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندا لے کر	لاہو	ـ	ڈیلی ٹائمز
15 ستمبر	امان	مرد	40 برس	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	خودکو گولی مار کر	لاہو	ـ	ڈیلی ٹائمز
15 ستمبر	فوزیہ	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	خودکو گولی مار کر	لاہور	ـ	جناح
15 ستمبر	خاتون	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	ـ	شیخوپورہ	ـ	جناح
15 ستمبر	فخر بشیر	مرد	40 برس	شادی شدہ	ـ	دریا میں کود کر	لالہ موسیٰ	ـ	نوائے وقت
15 ستمبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	پھندا لے کر	پاکپتن	ـ	نوائے وقت
15 ستمبر	نورین	خاتون	ـ	ـ	ـ	نہر میں کود کر	پاک پتن	ـ	نوائے وقت
15 ستمبر	ثمینہ	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساہیوال	ـ	نوائے وقت
16 ستمبر	صغراں	خاتون	15 برس	غیرشادی شدہ	ـ	زہرخورانی	رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
16 ستمبر	آسیہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	شجاع آباد، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
16 ستمبر	محمد بوٹا	مرد	ـ	ـ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	فیصل آباد	ـ	نئی بات
16 ستمبر	نور احمد	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شیرگڑھ	ـ	نئی بات
16 ستمبر	محمد سلیم	مرد	50 برس	شادی شدہ	ـ	خودکو گولی مار کر	چکوال	ـ	ڈان
16 ستمبر	آمنہ	خاتون	28 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوجرانوالہ	ـ	جنگ
16 ستمبر	مہوش	خاتون	15 برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوجرانوالہ	ـ	جنگ
16 ستمبر	اقبال ڈوگر	مرد	22 برس	ـ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندا ڈال کر	چھانگا مانگا، قصور	ـ	ڈیلی ٹائمز
16 ستمبر	عبدالخالق	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مار کر	ڈیرہ مراد جمالی	ـ	ڈان
16 ستمبر	نائلہ رند	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	سندھ یونیورسٹی، فیصل آباد	ـ	جنگ
17 ستمبر	درمین کولہی	بچہ	12 برس	ـــــ	گھریلو جھگڑا	پھندا لگا کر	گوٹھ موکڑو۔ننگرپارکر ضلع تھرپارکر	ـــ	کاوش اخبار
17 ستمبر	پالی کولہی	خاتون	ـــ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لگا کر	گوٹھ منید رونظامانی ضلع سانگھڑ	ـــ	کاوش اخبار
17 ستمبر	زرینہ بی بی	خاتون	20 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	راجن پور کلاں، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
17 ستمبر	غلام حیدر	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	بورے والا	ـ	خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
17 ستمبر	عشرت بی بی	خاتون	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ماموں کانجن	۔	نوائے وقت
18 ستمبر	غلام محمد	مرد	26 برس	شادی شدہ	کاروبار میں نقصان	زہرخورانی	فیصل آباد	۔	نئی بات
18 ستمبر	تصور	مرد	23 برس	۔	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	نوشہرہ	۔	نئی بات
18 ستمبر	شاہد فرید	مرد	20 برس	۔	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	ساہیوال	۔	نوائے وقت
18 ستمبر	ظہیر عباس	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	نہر میں کودکر	شیخوپورہ	۔	جنگ
18 ستمبر	عبدالمجید	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بہاولپور	۔	خواجہ اسداللہ
18 ستمبر	لیاقت علی	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	19 ڈبلیو بی، وہاڑی	۔	خبریں ملتان
18 ستمبر	فاطمہ	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رحیم یارخان	۔	جنگ ملتان
18 ستمبر	لاڈو میگھواڑ	مرد	35 برس	شادی شدہ	ذہنی معذوری	پھندالگاکر	گوٹھ چھوجی۔کلوئی ضلع بدین	--	کاوش اخبار
18 ستمبر	اظہر علی	مرد	19 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالگاکر	نواں جتوئی ضلع	--	کاوش اخبار
18 ستمبر	شیر علی ناریجو	مرد	70 برس	--	گھریلو جھگڑا	نہر میں کودکر	گمبٹ ضلع خیرپور	--	کاوش اخبار
19 ستمبر	عادل	مرد	25 برس	۔	۔	پھندالے کر	سرائے عالمگیر	۔	نوائے وقت
19 ستمبر	محمد اسلم	مرد	۔	۔	۔	خودکو گولی مارکر	بہاولنگر	۔	جنگ
19 ستمبر	عمر عدنان	مرد	۔	۔	۔	پھندالے کر	پنڈی بھٹیاں	۔	جنگ
19 ستمبر	ظہیر الدین	مرد	27 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	۔	خبریں ملتان
19 ستمبر	علی اصغر	مرد	45 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالگاکر	ضلع لاڑکانہ	--	کاوش اخبار
19 ستمبر	غلام مرتضٰی	مرد	--	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالگاکر	گوٹھ علی باغ۔گیریلو ضلع خیرپور	--	کاوش اخبار
20 ستمبر	اقلی بھیل	خاتون	30 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالگاکر	دوڑ ضلع نواب شاہ	--	کاوش اخبار
20 ستمبر	اختر	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈیرہ بکھا، رحیم یارخان	۔	خواجہ اسداللہ
20 ستمبر	ارشاد	مرد	36 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	۔	مناواں، لاہور	۔	نوائے وقت
20 ستمبر	نعمان	مرد	27 برس	۔	۔	خودسوزی	لاہور	۔	نوائے وقت
20 ستمبر	رخسانہ	خاتون	28 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	۔	نوائے وقت

اقدام خودکشی:

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
21 اگست	امان اللہ رند	مرد	--	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سہوہن ضلع جام شورو	--	کاوش
21 اگست	ن	خاتون	14 برس	۔	نویں جماعت میں فیل ہونے پر	زہرخورانی	چک 124 فقیر والی	۔	ایکسپریس
21 اگست	ارسلان گوندل	مرد	20 برس	۔	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	جاکے چٹھہ، گوجرانوالہ	۔	ایکسپریس
21 اگست	سروربی بی	خاتون	۔	شادی شدہ	پولیس کی ناانصافی	خودکو جلاکر	مانگامنڈی، لاہور	۔	مشرق
22 اگست	ناہدہ	خاتون	13 برس	۔	گھریلو جھگڑا	۔	بگاچوک، رحیم یارخان	۔	جنگ
22 اگست	اقراء	خاتون	15 برس	۔	گھریلو جھگڑا	۔	سنی پل	۔	جنگ
22 اگست	اقراء کرامت	خاتون	14 برس	۔	گھریلو جھگڑا	۔	صادق آباد	۔	جنگ
22 اگست	اقصیٰ بی بی	خاتون	18 برس	۔	۔	زہرخورانی	156 رب روشن والا چنیوٹ	۔	خبریں
22 اگست	جعفر	مرد	26 برس	۔	۔	زہرخورانی	اڑا شیخاں چنیوٹ	۔	خبریں
22 اگست	فہد	مرد	20 برس	۔	۔	زہرخورانی	سمندری روڈ، چنیوٹ	۔	خبریں
22 اگست	ف	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈسکہ	۔	نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
22اگست	ن	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رانجھانی، ڈسکہ	ـ	نوائے وقت
22اگست	انیلا راجپر	خاتون	ـــ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ فیض محمد راجپر ، کنڈیارو نوشہرو فیروز	ـــ	کاوش
22اگست	محمد وکیل انڑ	مرد	25برس	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گوٹھ غلام علی انڑ۔خانپور ضلع شکارپور	ـــ	کاوش
23اگست	مختیار سیال	بچہ	16برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پریالو ضلع خیرپور	ـــ	کاوش
24اگست	نثار شر	مرد	ـــ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ جی۔ایم قائمخانی۔سامارو ضلع عمرکوٹ	ـــ	کاوش
24اگست	صابر ابڑو	مرد	17برس	ـ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	گوٹھ کھیڑا ضلع دادو	ـــ	کاوش
24اگست	بابرکنپٹر	مرد	ـــ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کھپرو ضلع سانگھڑ	ـــ	کاوش
25اگست	سالو بھیل	مرد	ـــ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ سانون خان چانگ۔ٹنڈوجام ضلع حیدرآباد	ـــ	کاوش
25اگست	رتنی بھیل	بچی	13برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ ڈڈرو۔کنری ضلع عمرکوٹ	ـــ	کاوش
26اگست	راجچند اوڈ	مرد	ـــ	ـــــ	ـ	زہرخورانی	گوٹھ حبیب قائمخانی۔سامارو ضلع عمرکوٹ	ـــ	کاوش اخبار
26اگست	کیزراج کولہی	مرد	ـــ	ـــــ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سامارو ضلع عمرکوٹ	ـــ	کاوش اخبار
26اگست	سمیراں بی بی	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چشتیاں	ـ	خبریں ملتان
26اگست	نسرین اختر	خاتون	34برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈاکخانہ بازار بازار، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
26اگست	عظمت بی بی	خاتون	35برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جمالدین والی، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
26اگست	طلحہ	مرد	16برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فضلیت ٹاؤن، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
26اگست	ظہرالدین	مرد	26برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بدلی شریف، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
26اگست	علی احمد	مرد	16برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	روجھان، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
26اگست	اصغر راجپوت	مرد	ـــ	ـــــ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شہباز کالونی ضلع گھوٹکی	ـــ	کاوش اخبار
26اگست	جھنور باگڑی	مرد	ـــ	ـــــ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ مسکین شاہ۔ٹنڈوآدم ضلع سانگھڑ	ـــ	کاوش اخبار
26اگست	فرزانہ مگنیچو	خاتون	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ پرتی وہن ضلع خیرپور	ـــ	کاوش اخبار
27اگست	ث	خاتون	ـ	ـ	بلیک میل کرنے پر	ـ	بگا چوک، رحیم یارخان	ـ	جنگ
27اگست	ناہیدہ بی بی	خاتون	13برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بگا چوک، رحیم یارخان	ـ	جنگ
27اگست	اقراء بی بی	خاتون	15برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سنی پل، رحیم یارخان	ـ	جنگ
27اگست	اقراء کرامت	خاتون	24برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد، رحیم یارخان	ـ	جنگ
27اگست	نجمہ بی بی	خاتون	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گلشن اقبال، رحیم یارخان	ـ	جنگ
27اگست	عارف حسین	مرد	20برس	غیر شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	گوٹھ کمن کانہڑ ضلع خیرپور	ـــ	کاوش اخبار
27اگست	انیتا چانڈیو	بچی	17برس	ـــــ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ فوڑو چانڈیو ضلع خیرپور	ـــ	کاوش اخبار
27اگست	ع بھیل	خاتون	ـــ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کھپرو ضلع سانگھڑ	ـــ	کاوش اخبار
27اگست	یار محمد بروہی	مرد	20برس	غیر شادی شدہ	عید کے کپڑے نہ ملنے کیوجہ	خودکو گولی مارکر	ضلع جیکب آباد	درج	کاوش اخبار
28اگست	نورمائی	خاتون	18برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈہرکی، رحیم یارخان	ـ	خبریں
28اگست	زینب بی بی	خاتون	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 104م، رحیم یارخان	ـ	خبریں
28اگست	روبینہ بی بی	خاتون	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لیاقت پور، رحیم یارخان	ـ	خبریں
28اگست	لعل مائی	خاتون	50برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	آباد پور، رحیم یارخان	ـ	خبریں
29اگست	خالد پنھور	مرد	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ ابصانی پنھور۔سیوہن ضلع جامشورو	ـــ	کاوش اخبار
29اگست	نسیم بی بی	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چشتیاں	ـ	خبریں
29اگست	بشیراں	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چشتیاں	ـ	خبریں
29اگست	عمران	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چشتیاں	ـ	خبریں
30اگست	سمیرا	خاتون	50برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	ـ	جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
30اگست	عائشہ	خاتون	18برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جہانیاں		جنگ
30اگست	ش	خاتون	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جڑانوالہ	۔	جنگ
30اگست	بلال شاہ	مرد	--	---	نامعلوم	زہرخورانی	پھلیلی ضلع حیدرآباد	--	کاوش اخبار
30اگست	ہیرورانو	مرد	18برس	---	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ خان محمد ڈیرو ضلع سانگھڑ	--	کاوش اخبار
30اگست	ماہرہ خاتون	خاتون	--	---	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نہڑی ضلع خیرپور	--	کاوش اخبار
31اگست	عابد علی	مرد	۔	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 110 فتح چشتیاں	۔	خبریں ملتان
31اگست	ارشاد بی بی	خاتون	18برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	۔	میانوالی قریشیاں، رحیم یارخان	۔	خبریں ملتان
31اگست	زہرہ سعید	خاتون	20برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	۔	گلشن اقبال، رحیم یارخان	۔	خبریں ملتان
31اگست	زاہدہ بی بی	خاتون	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	۔	رکن پور، رحیم یارخان	۔	خبریں ملتان
31اگست	شرم مائی	خاتون	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	۔	راجن پور، رحیم خان	۔	خبریں ملتان
31اگست	غلام مصطفی	مرد	60س	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	۔	صادق آباد، رحیم یارخان	۔	خبریں ملتان
31اگست	احسان	مرد	20برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	۔	کوٹ سمابہ، رحیم یارخان	۔	خبریں ملتان
31اگست	صدوران جاگیرانی	خاتون	35برس	---	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ کوٹ پل ضلع خیرپور	--	کاوش اخبار
یکم ستمبر	ریاض	مرد	۔	شادی شدہ	پولیس کے چالان کرنے پر	خودکوآگ لگاکر	جھنگ	۔	جنگ
یکم ستمبر	دانش	مرد	18برس	۔	عید پرنئے کپڑے نہ ملنے پر	پھندالے کر	بہاولنگر	۔	جنگ
یکم ستمبر	ظہیراں چنہ	خاتون	22برس	غیرشادی شدہ	نامعلوم	زہرخورانی	سگیھوں۔ کھمبٹ ضلع خیرپور	--	کاوش اخبار
یکم ستمبر	ثمرین	خاتون	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	۔	راجن پور	۔	خبریں ملتان
یکم ستمبر	کشور ناہید	خاتون	24برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	۔	چوک پٹھانستان، رحیم یارخان	۔	خبریں ملتان
یکم ستمبر	کریم بخش	مرد	60برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	۔	بستی بندور، رحیم یارخان	۔	خبریں ملتان
یکم ستمبر	ثمرین	خاتون	۔	۔	۔	۔	رحیم یارخان	۔	جنگ
یکم ستمبر	کشور ناہید	خاتون	۔	۔	۔	۔	رحیم یارخان	۔	جنگ
یکم ستمبر	کریم بخش	مرد	۔	۔	۔	زہرخورانی	رحیم یارخان	۔	جنگ
2 ستمبر	ارم بی بی	خاتون	۔	۔	۔	۔	وزیرآباد	۔	جنگ
2 ستمبر	شاہ میر	مرد	۔	۔	۔	۔	وزیرآباد	۔	جنگ
2 ستمبر	عبدالستار	مرد	۔	۔	۔	۔	حیم یارخان	۔	جنگ
3 ستمبر	ارشاد بی بی	خاتون	۔	۔	۔	۔	حیم یارخان	۔	جنگ
3 ستمبر	زہرہ سعید	خاتون	۔	۔	۔	۔	حیم یارخان	۔	جنگ
3 ستمبر	زاہدہ بی بی	خاتون	۔	۔	۔	۔	حیم یارخان	۔	جنگ
3 ستمبر	شرم مائی	خاتون	۔	۔	۔	۔	حیم یارخان	۔	جنگ
3 ستمبر	غلام مصطفی	مرد	۔	۔	۔	۔	حیم یارخان	۔	جنگ
3 ستمبر	احسان	مرد	۔	۔	۔	۔	حیم یارخان	۔	جنگ
5 ستمبر	جاوید احمد کوری	مرد	--	---	پیسے نہ ملنے کی وجہ	زہرخورانی	گوٹھ بگی ضلع لاڑکانہ	--	کاوش اخبار
5 ستمبر	عران	مرد	۔	۔	۔	خودکوزخمی کرکے	محلہ پنڈی بھٹیاں	۔	جنگ
6 ستمبر	سمیراں بی بی	خاتون	۔	۔	۔	۔	لاہور	۔	جنگ
6 ستمبر	فوزیہ بی بی	خاتون	۔	۔	۔	۔	لاہور	۔	جنگ
6 ستمبر	کلثوم مائی	خاتون	۔	۔	۔	۔	لاہور	۔	جنگ
6 ستمبر	انور مائی	خاتون	۔	۔	۔	۔	لاہور	۔	جنگ
6 ستمبر	عاصمہ بی بی	خاتون	۔	۔	۔	۔	لاہور	۔	جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
6 ستمبر	عظمٰی بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	لاہور	ـ	جنگ
6 ستمبر	خالدہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	لاہور	ـ	جنگ
6 ستمبر	زبیدہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	لاہور	ـ	جنگ
6 ستمبر	خدیجہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	لاہور	ـ	جنگ
6 ستمبر	جنت بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	لاہور	ـ	جنگ
6 ستمبر	کامران	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	لاہور	ـ	جنگ
6 ستمبر	جام بخش	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	لاہور	ـ	جنگ
6 ستمبر	رقات علی	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	لاہور	ـ	جنگ
6 ستمبر	رب نواز	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	لاہور	ـ	جنگ
6 ستمبر	اسلم علی	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	لاہور	ـ	جنگ
6 ستمبر	صاحب خان	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	لاہور	ـ	جنگ
6 ستمبر	مرغوب احمد	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	لاہور	ـ	جنگ
6 ستمبر	جگنو	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	لاہور	ـ	جنگ
6 ستمبر	نعیم خان	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	لاہور	ـ	جنگ
6 ستمبر	رمشہ کنول	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	لاہور	ـ	جناح
6 ستمبر	سلمٰی چنہ	خاتون	20 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ سگیوں۔ گھمبٹ ضلع خیر پور	--	کاوش اخبار
6 ستمبر	تانیہ	خاتون	25 برس	شادی شدہ	گھریلو پریشانی	زہر خورانی	گوٹھ مزار خاصخیلی ضلع سانگھڑ	--	کاوش اخبار
6 ستمبر	اسلم	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	احمد پور شرقیہ	ـ	خبریں ملتان
6 ستمبر	شازیہ	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	بہاولپور	ـ	خواجہ اسداللہ
6 ستمبر	ساجد	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	موذک کھر والا، احمد پور شرقیہ	ـ	خواجہ اسداللہ
6 ستمبر	نموریہ بی بی	خاتون	18 برس	شادی شدہ	ـ	ـ	پل گری، رحیم یارخان		خبریں ملتان
6 ستمبر	کلثوم مائی	خاتون	20 برس	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	بہاولپور، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
6 ستمبر	انور مائی	خاتون	26 برس	شادی شدہ	ـ	ـ	اوباڑو	ـ	خبریں ملتان
6 ستمبر	عاصمہ بی بی	خاتون	15 برس	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	اوباڑو	ـ	خبریں ملتان
6 ستمبر	عظمٰی بی بی	خاتون	30 برس	شادی شدہ	ـ	ـ	جناح پارک، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
6 ستمبر	خالدہ بی بی	خاتون	25 برس	شادی شدہ	ـ	ـ	جمالدین والی، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
6 ستمبر	خدیجہ بی بی	خاتون	48 برس	شادی شدہ	ـ	ـ	جمالدین والی، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
6 ستمبر	جنت بی بی	خاتون	25 برس	شادی شدہ	ـ	ـ	میرپور ماتھیلو	ـ	خبریں ملتان
6 ستمبر	رفاقت علی	مرد	21 برس	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	نیازی کالونی، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
6 ستمبر	صاحب خان	مرد	21 برس	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	مئومبارک، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
6 ستمبر	مرغوب احمد	مرد	26 برس	شادی شدہ	ـ	ـ	موضع جنید والی، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
6 ستمبر	جگنو	مرد	25 برس	شادی شدہ	ـ	ـ	خان بیلہ، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
6 ستمبر	نعیم خان	مرد	30 برس	شادی شدہ	ـ	ـ	اقبال ٹاؤن، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
8 ستمبر	باسو مائی	خاتون	18 برس	شادی شدہ	ـ	ـ	ماچھکہ، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
8 ستمبر	اختر علی	مرد	25 برس	شادی شدہ	ـ	ـ	راجن پور، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
8 ستمبر	شہزادی	خاتون	--	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ راجو دیرو ضلع نوشہرو فیروز	--	کاوش اخبار
9 ستمبر	اصغر علی	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	لاہور	ـ	جناح
9 ستمبر	ارسلان	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	لاہور	ـ	جناح

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
9 ستمبر	صائمہ	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	زہرخورانی	ـ	قصور	ـ	ڈان
9 ستمبر	شاہینہ بی بی	خاتون	15برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	موضع فیض آباد، رحیم یارخان	ـ	خبریں
9 ستمبر	زارہ بی بی	خاتون	10برس	شادی شدہ	ـ	ـ	راجن پور، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
9 ستمبر	سونیا بی بی	خاتون	22برس	شادی شدہ	ـ	ـ	نورے والی، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
9 ستمبر	کانوجی	مرد	18برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	چک 110ون ایل، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
9 ستمبر	شہزاد	مرد	30برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	بستی ارائیاں، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
9 ستمبر	اصغرشبانی	مرد	25برس	---	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ سکندرآباد۔چونڈکو ضلع خیرپور	--	کاوش اخبار
9 ستمبر	محمد عباس	مرد	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ٹنڈوآدم ضلع سانگھڑ	--	کاوش اخبار
9 ستمبر	رانجھن لاکو	مرد	16برس	---	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ صدیق لاکو۔کنڈیارو ضلع نوشہروفیروز	--	کاوش اخبار
10 ستمبر	شمیم	خاتون	15برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	بدلی شریف، رحیم یارخان	ـ	جنگ
10 ستمبر	عبداللہ	مرد	22برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	مڑور باری، رحیم یارخان	ـ	جنگ
10 ستمبر	محمد اکرم	مرد	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	امان گھڑ، رحیم یارخان	ـ	جنگ
10 ستمبر	نادیہ بی بی	خاتون	15برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	ترنڈہ سوائے خان، رحیم یارخان	ـ	جنگ ملتان
10 ستمبر	شمائلہ بی بی	خاتون	22برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	بدلی شریف، رحیم یارخان	ـ	جنگ ملتان
10 ستمبر	نسیم بی بی	خاتون	30برس	شادی شدہ	ـ	ـ	چک 46، رحیم یارخان	ـ	جنگ ملتان
10 ستمبر	عبدالستار	مرد	22برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	رحیم یارخان	ـ	جنگ
10 ستمبر	حفیظ احمد	مرد	25برس	شادی شدہ	ـ	ـ	مئومبارک، رحیم یارخان	ـ	جنگ
10 ستمبر	دلبر علی	مرد	25برس	شادی شدہ	ـ	ـ	آدم صحابہ، رحیم یارخان	ـ	جنگ
10 ستمبر	شازیہ	خاتون	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ ملوک ملوکانی۔ٹنڈوآدم ضلع سانگھڑ	--	کاوش اخبار
11 ستمبر	افسانہ ملاح	خاتون	20برس	--	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ نورپور ضلع خیرپور	--	کاوش اخبار
11 ستمبر	یاسمین سومرو	خاتون	22برس	--	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کنب ضلع خیرپور	--	کاوش اخبار
12 ستمبر	اسلم	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لاہور		ڈان
12 ستمبر	شمائلہ	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لاہور		ڈان
12 ستمبر	احمد	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لاہور		ڈان
12 ستمبر	ادریس	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لاہور		ڈان
12 ستمبر	جاوید احمد	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لاہور		ڈان
12 ستمبر	علی محمد	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خودکوجلاکر	قصور	ـ	ایکسپریس
12 ستمبر	صائمہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	چک 21 گجیانی، چشتیاں	ـ	خبریں ملتان
12 ستمبر	اطہر	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	چک مقیم شاہ، چشتیاں	ـ	خبریں ملتان
12 ستمبر	عبدالرحیم	مرد	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑوں سے دلبرداشتہ	ـ	دھکا کالونی، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
12 ستمبر	مدیحہ بی بی	خاتون	18برس	شادی شدہ	ـ	ـ	گلبرگ ٹاؤن، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
12 ستمبر	اللہ وسائی	خاتون	18برس	شادی شدہ	ـ	ـ	چک 84، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
12 ستمبر	رضیہ بی بی	خاتون	20برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	ظفرآباد کالونی، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
12 ستمبر	مہناز بی بی	خاتون	25برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	ڈہرکی	ـ	خبریں ملتان
12 ستمبر	فوزیہ بی بی	خاتون	20برس	شادی شدہ	ـ	ـ	ظفرآباد کالونی، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
12 ستمبر	صباح الدین	مرد	21برس	شادی شدہ	ـ	ـ	بستی جام بہاور، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
12 ستمبر	سکندر بشیر	مرد	24برس	شادی شدہ	ـ	ـ	ظاہر پیر، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
12 ستمبر	نادر	مرد	23برس	غیرشادی شدہ	-	-	موضع سلطان پور، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
12 ستمبر	حنیف احمد	مرد	30برس	شادی شدہ	-	-	ظفرآبادکالونی، رحیم ارخان	-	خبریں ملتان
13 ستمبر	محمد بخش پنھور	مرد	48برس	--	گھریلو جھگڑا	خودسوزی	ضلع حیدرآباد	--	کاوش اخبار
13 ستمبر	امیرعلی شاہ	مرد	--	--	نوکری سے برطری پر	نہرمیں کودکر	ضلع لاڑکانہ	--	کاوش اخبار
13 ستمبر	زرینہ مائی	خاتون	45برس	شادی شدہ	-	-	شاہ نوازکالونی، رحیم یارخان	-	خبریں
14 ستمبر	سمجھو بھیل	خاتون	--	--	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ کرنل محمد حنیف۔ٹنڈوآدم ضلع سانگھڑ	--	کاوش اخبار
14 ستمبر	ثمرین بی بی	خاتون	22برس	-	-	-	چک78، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
14 ستمبر	سجاداحمد	مرد	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	ترنڈہ سوائے محمد، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
14 ستمبر	زاہد	مرد	15برس	غیرشادی شدہ	-	-	بستی کانجو، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
14 ستمبر	رفیق	مرد	20برس	غیرشادی شدہ	-	-	فتح پورکمال، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
14 ستمبر	بابر	مرد	25برس	شادی شدہ	-	-	اڈاگلبرگ، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
14 ستمبر	فیصل علی	مرد	30برس	شادی شدہ	-	-	عزیزآباد، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
15 ستمبر	طارق رسول	مرد	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	ترنڈہ سوائے محمد خان، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
15 ستمبر	عزیز	مرد	38برس	شادی شدہ	-	-	کوٹ کرم خان، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
16 ستمبر	صغریٰ بی بی	خاتون	22برس	شادی شدہ	-	-	بسی عاشق محمد، چشتیاں	-	خبریں ملتان
16 ستمبر	یاسمین	خاتون	30برس	شادی شدہ	-	زہرخورانی	چک5،فورڈ چشتیاں	-	خبریں ملتان
16 ستمبر	ثمرین	خاتون	25برس	شادی شدہ	-	زہرخورانی	جہادکالونی، چشتیاں	-	خبریں ملتان
16 ستمبر	فرحانہ	خاتون	22برس	شادی شدہ	-	-	رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
16 ستمبر	عثمان علی	مرد	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	کینال کالونی، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
17 ستمبر	نگینہ بی بی	خاتون	15برس	غیرشادی شدہ	-	-	آدم صحابہ، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
17 ستمبر	رشیداں	خاتون	26برس	غیرشادی شدہ	-	-	آدم صحابہ، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
17 ستمبر	سکندرعلی	مرد	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	سنی پل، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
17 ستمبر	عاطف حسین	مرد	25برس	شادی شدہ	-	-	خان پور، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
17 ستمبر	صفدرعلی	مرد	25برس	شادی شدہ	-	-	خان پور، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
18 ستمبر	ظاہرجکرانی	خاتون	24برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	ضلع جیکب آباد	درج	کاوش اخبار
19 ستمبر	آمنہ چانڈیو	خاتون	--	غیرشادی شدہ	پسندکی شادی نہ ہونے کی وجہ سے	زہرخورانی	شہدادپورضلع سانگھڑ	--	کاوش اخبار
19 ستمبر	کرن بی بی	خاتون	19برس	غیرشادی شدہ	-	-	چک عباس، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
19 ستمبر	شکیلا بی بی	خاتون	26برس	شادی شدہ	-	-	خانپور	-	خبریں ملتان
19 ستمبر	شفقت	مرد	22برس	غیرشادی شدہ	-	-	راجن پور، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
19 ستمبر	عامرعلی	مرد	25برس	شادی شدہ	-	-	حبیب کالونی، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
19 ستمبر	غلام نبی چانڈیو	مرد	--	غیرشادی شدہ	پسندکی شادی نہ ہونے کیوجہ	زہرخورانی	شہدادپورضلع سانگھڑ/ضلع حیدرآباد	--	کاوش اخبار
20 ستمبر	گل حسن	مرد	65برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گھمبٹ ضلع خیرپور	--	کاوش اخبار
20 ستمبر	عمرکنبھار	مرد	40	--	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوڈگری ضلع میرپورخاص	--	کاوش اخبار
20 ستمبر	طارق	مرد	23برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چشتیاں	-	خبریں ملتان
20 ستمبر	صدام	مرد	27برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بستی کمیران، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
20 ستمبر	فیصل	مرد	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بستی اسلام پورہ، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان

انسانی حقوق کا عالمی منشور

10 دسمبر 1948ءکواقوام عالم نے انسانی حقوق کا مندرجہ ذیل عالمی منشور منظور کیا

دفعہ - 1	تمام انسان آزاد اور حقوق وعزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انھیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔
دفعہ -2	ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کیے گئے ہیں اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قومیت، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس کے علاوہ کسی بھی شخص کے ساتھ اس کے علاقے یا ملک کی، سیاسی، عملی یا بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو یا غیر مختار ہو یا اقدار اعلیٰ کے لحاظ سے کسی اور بندش کا پابند ہو۔
دفعہ - 3	ہر شخص کو اپنی آزادی، زندگی اور تحفظ کا حق ہے۔
دفعہ - 4	کوئی شخص، غلام یا لونڈی بنا کر نہ رکھا جا سکے گا۔ غلامی اور بردہ فروشی، چاہے اس کی کوئی بھی شکل ہو، ممنوع ہوگی۔
دفعہ - 5	کسی شخص کو جسمانی اذیت، یا ظالمانہ انسانیت سوز، یا ذلت آمیز سزا نہیں دی جائے گی۔
دفعہ - 6	ہر شخص کا حق ہے کہ ہر جگہ اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا جائے۔
دفعہ - 7	قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حق دار ہیں۔ اس اعلان کی خلاف ورزی میں جو بھی تفریق کی جائے یا جس تفریق کی بھی ترغیب دی جائے، اس سے بچاؤ کے سب برابر کے حقدار ہیں۔
دفعہ - 8	ہر شخص کو ان فعال کے خلاف جو دستور یا قانون میں دیے ہوئے بنیادی حقوق کی نفی کرتے ہوں، با اختیار قومی عدالتوں سے موئثر طریقے سے چارہ جوئی کرنے کا حق ہے۔
دفعہ - 9	کسی شخص کو من مانے طور پر گرفتار، نظر بند، یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔
دفعہ - 10	ہر شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق وفرائض کے تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے فیصلے کے بارے میں اسے ایک آزاد اور غیر جانب دار عدالت میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا موقع ملے۔
دفعہ - 11	(1) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری الزام عاید کیا جائے، اس وقت تک بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے جب تک کہ اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع اور تمام ضمانتیں نہ دی جا سکی ہوں۔ (2) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگزاشت کی بناء پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اسے کوئی ایسی سزا دی جائے گی جو جرم کے ارتکاب کے وقت کی مقرر کردہ سزا سے زائد ہو۔
دفعہ - 12	کسی شخص کی نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار، خط وکتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کیے جائیں گے۔ ہر شخص کو ایسے حملے یا مداخلت سے قانونی تحفظ کا حق ہے۔
دفعہ - 13	(1) ہر شخص کو اپنی ریاست کی حدود کے اندر نقل وحرکت کرنے اور کہیں بھی سکونت اختیار کرنے کی آزادی کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو اور اسی طرح اسے اپنے ملک میں واپس آجانے کا بھی حق ہے۔
دفعہ - 14	(1) ہر شخص کو عقیدے کی بنا پر ایذا رسانی سے بچنے کے لیے دوسرے ملکوں میں پناہ حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔ (2) یہ حق ان عدالتی کاروائیوں سے بچنے کے لیے استعمال میں نہیں کیا جا سکتا جو خالصتاً غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف ہیں۔
دفعہ - 15	(1) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔ (2) کوئی شخص محض من مانے طور پر قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو اپنی قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار کیا جائے گا۔
دفعہ - 16	(1) بالغ مردوں اور عورتوں کو بغیر ایسی پابندی کے جو نسل، قومیت، یا مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح، ازواجی زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملے میں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ (2) نکاح فریقین کی پوری آزادی اور رضامندی سے ہوگا۔ (3) خاندان، معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے اور وہ معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حقدار ہے۔
دفعہ - 17	(1) ہر انسان کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد رکھنے کا حق ہے۔ (2) کسی شخص کو زبردستی اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔
دفعہ - 18	ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب اور عقیدے کو تبدیل کرنے اور اجتمائی یا انفرادی طور پر خاموشی یا کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ، اس پر عمل، اور اس کی عبادات اور رسومات پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔
دفعہ - 19	ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اور بلا کسی قسم کی مداخلت کے اپنی رائے پر قائم رہے اور جس ذریعے سے چاہے اور ملکی سرحدوں کے حائل ہوئے بغیر معلومات اور خیالات کا حصول اور ان کی ترسیل کرے۔
دفعہ - 20	(1) ہر شخص کو پر امن طریقے سے ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔ (2) کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔
دفعہ - 21	(ا) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا برابر کا حق ہے۔ (3) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتاً فوقتاً ایسے حقیقی انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عام اور مساوی رائے دہندگی کی بنیاد پر ہوں گے اور جو خفیہ ووٹ یا اس کے مماثل کسی دوسرے آزادانہ طریقہ رائے دہندگی کے مطابق عمل میں آئیں گے۔
دفعہ - 22	معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ حق بھی وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے اقتصادی، معاشرتی اور تقافتی حقوق کو عملاً حاصل کرے، جو اس کی عزت اور شخصیت کی آزادانہ نشونما کے لیے لازم ہیں۔
دفعہ - 23	(1) ہر شخص کو کام کاج، روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب ومعقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو کسی تفریق کے بغیر مساوی کام کے لیے مساوی معاوضے کا حق ہے۔ (3) ہر شخص جو کام کرتا ہے وہ ایسے مناسب ومعقول مشاہرے کا حق رکھتا ہے جو خود اس کے اور اس کے اہل وعیال کے لیے باعزت زندگی کا ضامن ہو اور جس میں اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جا سکے۔ (4) ہر شخص کو اپنے مفاد کے بچاؤ کے لیے تجارتی انجمنیں، (ٹریڈ یونین) قائم کرنے اور اس میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔
دفعہ - 24	ہر شخص کو آرام اور فرصت کا حق ہے جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے ساتھ مقررہ وقفوں پر تعطیلات میں شامل ہیں۔
دفعہ - 25	(1) ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی صحت اور فلاح وبہبود کے لیے مناسب معیار زندگی کا حق ہے جس میں خوراک، پوشاک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات، اور بیروزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا اور ان حالات میں روزگار سے محرومی جو اس کے قبضہءقدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کا حق شامل ہے۔ (2) زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حق دار ہیں۔ تمام بچے خواہ وہ شادی کے بغیر پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد، معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔
دفعہ - 26	(1) ہر شخص کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم کم سے کم ابتدائی اور بنیادی درجوں میں مفت ہوگی۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کا عام انتظام کیا جائے گا اور لیاقت کی بنا پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا سب کے لیے مساوی طور پر ممکن ہوگا۔ (2) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشو نما ہوگا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔ (3) والدین کو اس بات کے تصفیہ کا اولین حق ہے کہ ان کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائے گی۔
دفعہ - 27	(1) ہر شخص کو قوم کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، فنون لطیفہ سے مستفید ہونے اور سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد میں شرکت کا حق حاصل ہے۔ (2) ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کے ان اخلاقی اور مادی مفادات کا تحفظ کیا جائے جو اسے ایسی سائنسی، فنی یا ادبی تصنیف سے، جس کا وہ مصنف ہے، حاصل ہوتے ہیں
دفعہ - 28	ہر شخص ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام کا حقدار ہے جس میں وہ تمام آزادیاں اور حقوق حاصل ہو سکیں جو اس اعلان میں شامل ہیں۔
دفعہ - 29	(1) ہر شخص پر معاشرے کے حق ہیں کیونکہ معاشرے میں رہ کر اس کی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشو ونما ممکن ہے۔ (2) اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے اور ایک جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح وبہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لیے قانون کی طرف سے عائد کی گئی ہوں۔ (3) یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف عمل میں نہیں لائی جا سکتیں۔
دفعہ - 30	اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جا سکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کا منشا ان حقوق اور آزادیوں کی نفی ہو جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

07اکتوبر، لاہور: ایچ آر سی پی کی ایگزیکٹو کونسل کے اجلاس میں ملکی معاملات کا جائزہ لیا گیا

08اکتوبر، لاہور

ملک میں مردم شماری:

بے ضابطگیاں، اثرات اور اصلاحات

کے حوالے سے مشاورت منعقد کی گئی

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

"ایوان جمہور" 107۔ ٹیپو بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

فون: 35838341-35864994 فیکس: 35883582

ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ: www.hrcp-web.org

پرنٹر: مکتبہ جدید پریس، 14 ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15